https://famousurdunovels.blogspot.com/

وحشتِ عشق

رمشاء مہناز

http://primenovels.blogspot.com/

وحشتِ عشق

رمشاء مہناز

مکمل ناول

آج وہ ایک بار پھر پورے پانچ سال بعد اسی گھر کی دہلیز پہ کھڑی تھی جہاں دوبارہ نہ آنے کی اس نے قسم کھار کھی تھی۔

مگر وا رے قسمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

انسان کو کیسے کیسے دوراہے سے گزارتی ہے کہ انسان کو اپنے زندہ ہونے پہ افسوس ہونے لگتا ہے۔

وہ اپنے ٹوٹے بکھرے سے وجود کے ساتھ اسی گھر کی دہلیز پہ کھڑی تھی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی جیسے کچھ دیر اور کھڑی رہی تو یہیں زمین بوس ہو جائے گی۔

اس نے سر اٹھا کر اس سفید محل کو دیکھا جو دن کی روشنی میں پورے آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اس کے حلق میں ایک بار پھر آنسوؤں کا گولہ سا اٹکنے لگا۔

اس کا دل کیا وہ یہیں سے واپس بھاگ جائے۔۔۔۔ کہیں دور بہت دور جہاں زندگی کی تلخیاں اس کے پیچھے نہ

آسکیں مگر وہ جاتی بھی کہاں اس کا اندر جانا ضروری تھا۔

اگر آج وہ اندر نہ جاتی تو پوری زندگی خود سے نظریں نہیں ملا سکتی تھی۔

وہ لرزتے قدموں سے آگے بڑھی اور آہنی دورازے کو کانپتے ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا دورازہ بنا آواز کے کھلتا چلا گیا سامنے ہی ہال لوگوں سے بھرا پڑا تھا وہ اجنبی نظروں سے سب کی طرف دیکھتی ہوئی آگے بڑھی قدم سو سو من کے ہو رہے تھے۔

ہال کے ایک کونے سے رونے اور بین کرنے کی آوازیں آرہی تھی اس نے وہاں نگاہ دوڑائی اور کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

دل تھا کہ تکلیف سے پھٹا جا رہا تھا۔

اس کی نظر کفن میں لپٹے بے جان وجود پہ پڑی تو اسے اپنے اندر سناٹا سا اترتا محسوس ہوا۔

اب اس کے اندر سے ہمت ختم ہو چکی تھی وہ وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

کتنا بڑا زخم دے گئی تھی نہ زندگی۔۔۔۔۔۔

اپنوں کی موت انسانوں کو توڑ کے رکھ دیتی ہے مگر اسے تو ایسا توڑا وہ کرچی کرچی بکھر گئی تھی اب اسے سمیٹنا آسان نہیں تھا۔

"آپی کہاں ہیں آپ" کالج سے آتے ہی اس نے پورے گھر میں شور ڈالا ہوا تھا وہ ایسی ہی تھی اگر کالج سے آنے کے بعد اسے منال کی شکل نہ دیکھے تو پورے گھر کو سر پہ اٹھا لیتی تھی۔

"میں یہاں ہوں تمہارے روم میں" منال نے اسے اس کے روم سے ہی آواز لگائی وہ دوڑتی ہوئی دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر اوپر گئی۔

"اُفف آپی آپ کو میں نے پورے گھر میں ڈھونڈ لیا اور آپ یہاں ہیں" شزرا نے روم میں آتے ہی بیگ بیڈ پہ اچھالا اور شوز ادھر اُدھر پھینک کے اس کے سر پہ جا پہنچی جو اس کی وارڈروب میں گھسی اس کے کپڑے تہہ کرنے میں مصروف تھی۔

"ہزار بار بولا ہے شزرا تمہیں اپنے کپڑے تہہ کر کے رکھا کرو اور یہ کیا حالت بنائی ہوئی تھی اپنے روم کی ہر چیز ادھر اُدھر پھیلی ہوئی ہے مجال ہے کوئی چیز اپنی جگہ پہ دیکھے" منال نے اسے دیکھتے ہی اس کی اچھی خاصی کلاس لے لی۔

شزرا نے چیونگم کے پٹاخے پھوڑتے ہوئے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا اور منہ بنا کے بولی۔

"آپی جب آپ مجھے ڈانٹتی ہیں تو آپ پہ بلکل بھی پیار نہیں آتا" اور منہ بنا کے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

"گڑیا میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہی میں تو آپ کے لئے ہی بول رہی ہوں دیکھو نہ روم کی حالت" منال نے اس کے پھولے پھولے گال کھینچتے ہوئے پیار سے کہا۔

"چلو جلدی سے چینج کر کے آؤ آج تمہاری پسند کی ڈشز بنائی ہیں" منال نے اسے بیڈ سے اٹھا کر اس کے ہاتھ میں کپڑے تھمائے۔

"آئی لو یو آپی" شزرا نے مسکرا کے اس کے گلے میں بازو حمائل کر دیئے منال مسکرا دی اور اپنی اس چھوٹی سی بہن کو دیکھا جس میں اس کی جان بستی تھی۔

شزرا نیچے آئی تو دوپہر میں کچن میں خلاف معمول چھل پہل تھی اور آج تو دادو بھی کچن میں موجود تھیں اور ایسا بہت ہی کم ہوتا تھا کہ دادو کچن میں کچھ اپنے ہاتھوں سے بنائیں اب ان کی عمر ہو گئی تھی تو ان سے زیادہ دیر کھڑا نہیں ہوا جاتا تھا مگر آج تو دادو بھی چاک و چوبند لگ رہی تھیں۔

اور تائی امی جنہیں دوپہر میں کچھ دیر سونے کی عادت تھی آج تو وہ بھی جاگ رہی تھیں شزرا کو خطرے کی بو محسوس ہوئی۔

"کوئی آرہا ہے کیا گھر میں" شزرا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا اور وہ جانتی تھی اس کا جواب کیا ہو گا اور جواب وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔

"بھول گئیں تم بتایا تو تھا آج آزر آرہا ہے" تائی امی نے ممتا بھرے لہجے میں کہا۔

شزرا نے جھنجھلا کے منال کی طرف دیکھا منال نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"کیوں آرہے ہیں؟" شزرا اپنی جھنجھلاہٹ چھپا نہ سکی۔

"کیوں کا کیا مطلب لڑکی وہ اپنے گھر بھی نہ آئے" دادو نے چشمے کے پیچھے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا مطلب کہ وہ۔۔۔۔۔" شزرا گڑبڑا گئی۔

"شزرا تم بیٹھو میں کھانا لگاتی ہوں" منال نے فوراً بات سنبھالی شزرا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"شزرا کیا مسئلہ ہے اپنا موڈ ٹھیک کرو" منال نے ہنوز اس کا منہ بنا دیکھ کر اسے گھر کا۔

"آپی کیوں آرہے ہیں وہ" شزرا نے منال کے کان میں سرگوشی کی مبادہ کہیں دادو تک آواز نہ پہنچ جائے۔

"ان کا اپنا گھر ہے یہاں نہیں آئیں گے تو کہاں جائیں گے" منال نے پیار سے اسے پچکارا۔

"کہیں بھی جائیں بس یہاں نہ آئیں" شزرا نے جھنجھلا کے کہا اور اپنے ہاتھ میں پہنی رنگ کی طرف دیکھا پھر وہاں سے اٹھ کے اپنے روم میں آ گئی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سال بھر پہلے کا وہ منظر لہرا گیا جس نے آج تک اس کے دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر کے رکھا ہوا تھا۔

ایک سال پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

"شزرا تم یہاں ہو میں نے تمہیں پورے گھر میں تلاش کر لیا" آزر اس کے سر پہ کھڑے اسے پکار رہے تھے۔

شزرا نے کوفت سے سر اٹھا کے ان کی طرف دیکھا وہ اس وقت لان میں گھاس پہ بیٹھی اپنی اسائنمنٹ کمپلیٹ کر رہی تھی ایسے میں آزر کا اسے بے وقت آواز دینا ناگوار گزرا۔

"جی میں یہاں ہوں آپ کو کوئی کام تھا۔۔۔؟" شزرا نے بیزاری سے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں زمانے بھر کی بیزاری تھی اور چاند سے چہرے کے اطراف میں سیاہ بال بکھرے پڑے تھے آزر اس منظر میں کہیں کھو سے گئے جب کافی دیر تک وہ کچھ نہ بولے تو شزرا سر جھٹک کر دوبارہ اپنی اسائنمنٹ پہ جھک گئی۔

آزر نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اسے دیکھا اسکے سامنے گھاس پہ بیٹھ گئے۔

"تم مجھ سے اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں رہتی ہو؟" آزر نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں تو" شزرا نے مختصر سا جواب دیا۔

"بتاؤ نہ ہم اچھے دوست نہیں بن سکتے کیا؟" آزر نے اس سے پوچھا۔

"بلکل بھی نہیں" شزرا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" آزر نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"کیونکہ جب جب آپ آتے ہیں تو سب آپ میں ہی لگے رہتے ہیں کسی کو بھی میرا خیال نہیں آتا اور تو اور سب کو چھوڑو منال آپی کو بھی میرا کوئی خیال نہیں آتا وہ بھی میری طرف دھیان نہیں دیتیں آپ کی وجہ سے" شہزرا نے اپنی آنکھوں نے آنسو بھر کر اس سے اسی کی شکایت کی اتنے الزامات سن کے آزر کا سر ہی چکرا کہ رہ گیا۔

"میری وجہ سے۔۔۔۔؟" انہوں نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدمے سے دوبارہ پوچھا۔

"جی آپ کی ہی وجہ سے" شہزرا نے آنسو پیتے ہوئے کہا۔

"میں صبح سے یہاں بھوکی بیٹھی ہوں اور آپی کو کوئی خیال ہی نہیں وہ آپ کی پسند کا کھانا بنانے صبح سے کچن میں گھسی ہیں" شہزرا اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور وہ سامنے بیٹھے اپنی مسکراہٹ روکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"تم اس وجہ سے مجھ سے خفا رہتی ہوں؟" بالآخر انہوں نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ہنس رہے ہیں مجھ پہ؟" شہزرا نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔

اس کی بات پہ آزر اپنی ہنسی نہ روک پائے ان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

شہزرا نے کچھ غصے سے ان کی طرف دیکھا اور اٹھ کے پیر پٹختے ہوئے اندر کی جانب چلی گئی۔

"شہزرا سنو تو سہی یار" آزر اسے آوازیں دیتے ہی رہ گئے مگر اس نے پلٹ کے نہ دیکھا۔

شہزرا اپنے روم میں کھڑی تیار ہو رہی تھی جب منال اس کے روم میں آئی۔

"کہاں جا رہی ہو شہزرا اس ٹائم؟" منال نے اسے تیار دیکھ کے سوال کیا۔

"آپی میں مریم کی طرف جا رہی ہوں اس کی انگیجمنٹ ہونے والی ہے نہ تو اس نے کچھ کام کے لئے بلایا ہے میں جلدی آجاؤں گی" شہزرا نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن شزرا ٹائم دیکھو اندھیرا ہونے والا ہے اور آج رات آزر کی بھی فلائٹ ہے اور تم ایسے گھر سے جا رہی ہو" منال نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپی پلیز جانے دیں نہ میں جلدی آجاؤں گی" شزرا نے ہمیشہ کی طرح اسے منانے کے لیے اس کے گلے میں بازو حمائل کر دیئے۔

"اوکے جاؤ لیکن جلدی آجانا" منال نے بے دلی سے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

منال تیار ہو کہ نیچے آئی تو ہال میں سامنے ہی صوفے پہ دادو اور آزر بیٹھے تھے۔

آزر نے نظر اٹھا کر سہج سہج اترتی اس اپسرا کی طرف دیکھا جو جانے کب سے ان کے دل کے سنگھاسن پہ براجمان تھی مگر کچھ خفا سی تھی ان سے، وہ پلکیں جھپکنا بھول گئے۔

سیاہ لباس میں وہ ہمیشہ سے انہیں اچھی لگتی تھی اور پھر اس کے سیاہ بال جسے وہ ہر وقت پونی میں مقید رکھتی اس کی کمر پہ جھولتے رہتے۔

آزر نے بمشکل اس پہ سے نگاہیں ہٹائیں اتنی دیر میں دونوں دادو کے قریب آگئی تھیں۔

"دادو میں مریم کی طرف جا رہی ہوں" شزرا نے ان کے برابر میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ بیٹا جلدی آجانا" دادو نے اجازت دی۔

"میں بھی باہر ہی جا رہا تھا چلو شزرا تمہیں چھوڑ دوں" آزر نے خیالوں کے ہجوم سے باہر نکل کر اسے پکارا۔

شزرا نے چونک کر سامنے بیٹھے آزر کی طرف دیکھا شزرا کو وہ آج کچھ بدلے بدلے سے لگ رہے تھے۔

"نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی" شزرا نے ان کی طرف دیکھتے جواب دیا۔

"چلی جاؤ شزرا بیٹا آزر چھوڑ دے گا تمہیں اور دیکھو تو دن بھی ڈھلنے والا ہے جلدی آنے کی کوشش کرنا" دادو نے اسے آزر کے ساتھ جانے کا کہا اور ساتھ ہی اسے تاکید کی۔

"جی دادو" شزرا کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں بولنا پڑا۔

"میں باہر ویٹ کر رہا ہوں آ جاؤ" آزر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کے باہر چلے گئے۔

شزرا بھی مرے مرے قدموں سے ان کے پیچھے ہو لی۔

وہ باہر آئی تو آزر اسی کا ویٹ کر رہے تھے شزرا خاموشی سے کار کا دروازہ کھول کے بیٹھ گئی آزر نے بنا کچھ کہے کار آگے بڑھا دی۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔

آزر کو شزرا کے خود سے گریز کی وجہ سمجھ نہیں آتی تھی وہ جتنا اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتے وہ اتنا ہی ان سے دور بھاگتی تھی۔

گاڑی ہواؤں سے باتیں کرتی سڑکوں پہ دوڑ رہی تھی۔

شزرا نے کچھ چونک کے اپنے خیالوں سے باہر سڑک کی طرف دیکھا۔

"مریم کا گھر تو پیچھے رہ گیا" شزرا نے آزر کو مخاطب کیا۔

"ہمم" آزر نے یک لفظی جواب دیا اور گاڑی کی اسپیڈ مزید بڑھا دی شزرا نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"آزر کہاں جا رہے ہیں آپ" اسے رفتار سے گاڑی دوڑاتا دیکھ کر شزرا نے جھنجھلا کے سوال کیا۔

"دو منٹ خاموش بیٹھو" آزر نے سنجیدگی سے کہا شزرا کو نا چاہتے ہوئے بھی خاموش ہونا پڑا۔

کچھ دیر بعد بالآخر گاڑی رک گئی شزرا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا آزر نے گاڑی سے اتر کر اس کی طرف کا دروازہ کھولا وہ گاڑی سے باہر آئی تو حیرت سے سامنے کا منظر دیکھا۔

سامنے ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اور اس کے پار ڈوبتا سورج۔

آزر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کہ آگے بڑھے شزرا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تو گرفت مضبوط کر دی

گئی۔

اب لہریں ان کے پیروں کو چھو کے گزر رہی تھیں اور دور افق پہ ڈوبتا سورج ماحول کو ایک الگ ہی رعنائی بخش رہا تھا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے" آزر نے بالآخر ہمت جمع کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کرنی ہے؟ ایسے آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟ مجھے مریم کے گھر کیوں نہیں چھوڑا؟" شزرا نے ایک سانس میں کئی سارے سوالات کئے۔

"آئی لو یو" آزر نے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔

شزرا کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا وہ یک ٹک ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کے روبرو کھڑی الجھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

دور افق میں سورج ڈوب رہا تھا اور ادھر شزرا کا دل۔

وہ سن سی کھڑی رہ گئی۔

"شزرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!" آزر نے اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانک کر اسے ہولے سے پکارا۔

شزرا نے اپنے خیالوں سے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"آپ۔۔۔۔ آپ یہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔۔؟" شزرا کی زبان بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی دل کی حالت الگ عجیب تھی مانو ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

"تم سب جانتی ہو شزرے میں تم سے کتنا پیار کرتا ہو جبھی تم نے ہمارے درمیان میلوں کے فاصلے بنائے ہوئے ہیں تمہیں میرے محبت پہ کوئی شک ہے؟" آزر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا اور جتا بھی دیا وہ اس کے اس گریز سے بے خبر نہیں تھے۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"نن۔۔۔نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں" شزرا نے ہوا سے اڑتے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

آزر نے کچھ کہے بنا اپنی پاکٹ سے رنگ نکال کر اس کے ہاتھ میں پہنا دی۔

شزرا نے اپنے ہاتھ میں چمکتی ڈائمنڈ رنگ کی طرف دیکھا اور آزر کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکال کر رنگ اتارنے کی کوشش کی۔

"آہاں۔۔۔اتارنا نہیں اسے" آزر نے اس کا ہاتھ دوبارہ پکڑتے ہوئے کہا۔

"میں آج جا رہا ہوں اب ایک سال بعد لوٹوں گا اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ کر کے جب تک کے لئے ایک التجا ہے اسے اپنی انگلی مت اتارنا تم میری امانت ہو واپس آ کے اپنا جواب لوں گا جب تک اچھے سے سوچ لو کوئی جلدی نہیں" آزر نے رسانیت سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جیسے انہیں یقین تھا اب یہ رنگ ہر حالت میں شزرا کے ہاتھ کی زینت بنی رہے گی۔

شزرا نے نہ چاہتے ہوئے بھی رنگ اتارنے کی کوشش ترک کر دی۔

آزر کے چہرے پہ دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

سورج ڈوب چکا تھا۔خانہ بدوش ہوا ان کے ارد گرد چکرا رہی تھی

ہر طرف ملگجا سا اندھیرا پھیل گیا دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے تھے۔

"چلیں۔۔۔۔" آزر نے ٹھنڈی سانس بھر کے اس کی طرف دیکھا جس نے نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

آزر گاڑی کی طرف بڑھے شزرا بھی ان کے قدموں کی تقلید میں ان کے پیچھے گئی۔

سارے راستے گاڑی میں خاموشی چھائی رہی شزرا کی نگاہیں اپنی انگلی میں پہنی رنگ پہ ٹکی تھی آزر گاہے بگاہے اس کی طرف ایک آدھ نظر ڈال لیتے مگر وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

گاڑی پورچ میں رکی تو شزرا نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا اور پلٹ کے دروازہ کھول کے اترنے لگی آزر نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آزر پلیز۔۔۔۔۔۔" شزرا اب رو دینے کو تھی۔

"اگر تمہارا جواب ہاں میں ہوا تو میں خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھوں گا" آزر نے اس کی طرف جھکتے سرگوشی کی اور اپنی انگلی کی پوروں سے ہولے سے اس کا گال چھوا شزرا کی گھنی پلکیں اس کے چہرے پہ سایہ فگن تھیں جو حیا کے بوجھ سے اٹھ ہی نہیں رہی تھیں۔

آزر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا وہ فوراً گاڑی سے باہر نکلی اور تیزی سے اندر چلی گئی۔

پھر اس رات آزر واپس لندن چلے گئے شزرا کو سوالوں کے نئے گرداب میں الجھا کر۔

"شزرا تم ابھی تک یہیں بیٹھی ہو نیچے کیوں نہیں آ رہیں۔۔۔؟؟؟" منال نے اس کے روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا شزرا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی آپی بس میں آ رہی تھی نیچے" شزرا نے اپنی پریشانی پہ قابو پاتے ہوئے کہا۔

"آزر کب کے آئے ہوئے ہیں اور تم یہاں بیٹھی ہو۔ تائی امی اور دادو تمہارا پوچھ رہی ہیں۔ جلدی آو نیچے" منال نے اسے جلدی آنے کی تاکید کی اور نیچے واپس چلی گئی۔

شزرا نے اپنے دانتوں سے ناخن کترتے ہوئے کھلے دروازے کی طرف دیکھا اسے آج سب کا سامنا کرنا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا مگر مرتے کیا نہ کرتے وہ بے دلی سے اٹھی آئینے میں ایک بار خود کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا روشن چہرے پہ سیاہ آنکھیں جگمگا رہی تھیں شاید کسی کے واپس آنے کی خوشی ان سیاہ آنکھوں میں ہلکورے لے رہی تھی اس نے گھبرا کر پلکیں جھکا لیں وہ یہ حقیقت شاید خود سے بھی چھپانا چاہ رہی تھی۔۔۔ دل تھا کہ پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو بیتاب تھا اس نے اپنی بڑھتی دھڑکنوں پہ قابو پا کے نیچے جانے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔

وہ نیچے پہنچی تو سب خوش گپیوں میں مصروف تھے ہر چہرہ آج کھلا ہوا تھا۔

سامنے صوفے پہ آزر اپنی پوری شان سے براجمان تھے شزرا نے اپنی بڑھتی دھڑکنوں پہ قابو پا کے انہیں نیچی آواز میں سلام کیا۔

"السلام و علیکم" آزر نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔" آزر نے اس کے سراپے پہ نظریں جمائے سلام کا جواب دیا۔

وہ ان کی نظروں سے کنفیوژ سی ہو گئی اور سر جھکائے منال کے برابر میں بیٹھ گئی آزر کی نگاہیں بار بار بھٹک کے اس کے صبیح چہرے پہ ٹک جاتیں۔

اس نے نظروں کی تپش محسوس کر کے سر اٹھا کے دیکھا تو آزر بے خودی سے اسے ہی تک رہے تھے۔

"جاؤ بیٹا کھانا لگا دو" تائی امی نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا تو شزرا فوراً اپنی جان بچا کے وہاں سے بھاگی۔

کھانے کے دوران بھی آزر نے اسے کئی بار مخاطب کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار وہ مختصر جواب دے کے خاموش ہو جاتی۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا مگر شزرا سر درد کا بول کر اپنے روم میں آ گئی۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی گھر میں سب لوگ سو چکے تھے شزرا کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی وہ بستر پہ کروٹیں بدل بدل کے تھک گئی تو جھنجھلا کے اٹھ بیٹھی اور دوپٹہ کندھے پہ ڈال کر دبے پاؤں روم سے نکل کر باہر لان میں آ گئی۔

وہ باہر لان میں ٹھنڈی ہوا میں چہل قدمی کرنے لگی چلتے چلتے وہ سوئمنگ پول کے پاس آ گئی پورے چاند کا عکس پانی میں جھلمل کر رہا تھا وہ محویت سے کبھی چاند کو اور کبھی پانی میں پڑتے چاند کے عکس کو تک رہی تھی اس بات سے

بے خبر کہ وہ اس وقت کسی کی نظروں کے حصار میں قید ہے اور کوئی دنیا جہاں سے بے خبر اسے تکنے میں مصروف ہے۔

کچھ دیر بعد اپنی گردن پہ کسی کی سانسیں محسوس کر کے شزرا گھبرا کے پیچھے پلٹی۔

"آپ۔۔۔۔۔ آپ یہاں۔۔۔؟" شزرا آزر کو دیکھ کے گھبرا ہی تو گئی تھی اسے اپنی دھڑکنیں اپنے کانوں میں محسوس ہوئیں۔

آزر اپنے چہرے پہ دنیا جہاں کی محبت سمائے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"جی میں یہاں" آزر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

شزرا پلٹ کے جانے لگی۔

"رکو تو۔۔ کہاں جا رہی ہو؟" آزر نے نرمی سے شزرا کا ہاتھ تھاما۔

"کیا سوچا پھر تم نے؟" آزر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ملائمت سے پوچھا۔

"کس۔۔۔ کس بارے میں؟" شزرا کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

"تم جانتی ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں" آزر نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"مم۔۔۔ مجھے نہیں پتا" شزرا نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

"شزرا میری طرف دیکھو" آزر نے اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا شزرا کی پلکیں جھکی تھیں۔

"کیا ہوا ہے؟ مجھے صحیح سے بتاو۔۔۔ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔؟" آزر کے لہجے میں زمانے بھر کی محبت سمٹی تھی وہ کسی بھی حال میں شزرا کو کھونا نہیں چاہتے مگر اس کی مرضی کے بغیر بھی کوئی قدم اٹھانے پہ ان کا دل راضی نہیں تھا۔

"وہ میں نے آپی سے اس بارے میں بات نہیں کی۔۔۔ پتا نہیں ان کا ری ایکشن کیا ہو گا" شزرا نے ڈرتے ڈرتے اپنے دل کی بات بتائی مگر آزر کی طرف دیکھنے سے اب بھی گریز تھا۔

"بس یہی بات ہے۔۔۔؟" آزر نے گھور کے اس کی طرف دیکھا ان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لیں اس پاگل لڑکی کو تو پتا بھی نہیں ان کا دل کیسے کیسے واہموں کا شکار ہوا تھا۔

"جی۔۔۔" شزرا نے گردن جھکائے جواب دیا اسے احساس بھی نہ ہوا اس نے اپنی آمادگی ظاہر کر دی ہے۔

آزر کے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔

"پاگل۔۔۔۔۔۔" آزر زیر لب بڑبڑائے۔

"جی۔۔۔۔۔!!" شزرا نے سر اٹھا کر نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔" آزر نے ہنستے ہوئے اس پہ سر پہ ہلکی سے چپت لگائی شزرا نا سمجھی سے ان کی شکل دیکھنے لگی۔

"تم بھی ہنس لیا کو پابندی نہیں ہے تمہارے ہنسنے پہ" آزر نے اسے ہونقوں کی طرح خود کو دیکھتے پا کے کہا شزرا کے گلابی چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ویسے تمہیں مجھ سے محبت کب ہوئی۔۔۔؟" آزر نے اس کی طرف جھکتے ہوئے کچھ شرارت سے پوچھا شزرا نے اچھنبے سے ان کی طرف دیکھا۔

"کس نے کہا مجھے آپ سے محبت ہے" شزرا نے گھبراہٹ سے ادھر اُدھر دیکھتے پوچھا مبادہ کوئی سن ہی نہ لے۔

"تمہاری آنکھوں نے اور آنکھیں کبھی جھوٹ نہیں بولتیں" آزر نے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں سرگوشی کی شزرا کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا وہ نظریں چرا گئی۔

چاند بھی بدلیوں کے پیچھے آنکھیں موندے چھپ چکا تھا ہر سو اندھیرا تھا مگر زمین پہ کھڑے وہ دو وجود محبت کی روشنی سے ہمکنار تھے انہیں اب کسی وقتی روشنی کی ضرورت نہیں تھی۔

منال کا دل ایک عجب ہی لے پہ دھڑک رہا تھا سالوں سے وہ جس محبت کو اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپاتی آئی تھی شاید اب اسے منزل ملنے والی تھی اس نے تو اس محبت کی ہوا خود کو بھی لگنے نہ دی تھی۔

اسے تو ٹھیک سے یاد بھی نہیں تھا وہ کب اس احساس سے روشناس ہوئی تھی مگر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ احساس پوری شدت کے ساتھ زور پکڑتا گیا اسے نہیں یاد تھا کب اس کا دل پہلی بار آزر

کو دیکھ کے دھڑکا تھا اسے بس اتنا پتا تھا آزر اس کے ہیں اور وہ آزر کی۔۔۔۔۔!!!!!

آج اتنے سالوں بعد اسے لگا تھا اس کی محبت کو منزل ملنے والی ہے وہ کچھ دیر پہلے ہی دادو اور تائی امی کی باتیں سن کے آئی تھی وہ لوگ آزر سے منال کے متعلق پوچھنے کا زکر کر رہے تھے اس سے خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی وہ چاہتی تھی ساری دنیا اس کی خوشی میں شریک ہو اور سب کو چلا چلا کے بتائے دیکھو جسے میں نے چاہا وہ میرا ہو جائے گا۔۔۔۔

کوئی ہو گا اس روئے زمین پہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت۔۔۔۔!!!

وہ بہت حساس تھی چھوٹی عمر میں ہی ماں کا سایہ سر سے چھین گیا تھا کلثوم بیگم شزرا کو جنم دیتے چل بسیں اس وقت منال کہ عمر دو سال تھی مگر اس نے شزرا کو ماں بن کے پالا تھا اس نے تو شزرا کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی مگر خود راتوں کو اٹھ اٹھ کے ضرور روتی تھی مگر شزرا کی آنکھ میں ایک آنسو اسے برداشت نہ تھا شزرا نے بھی ماں کے روپ میں جسے دیکھا تھا وہ منال ہی تھی۔

مگر جب سے آزر کے ساتھ کا اسے احساس ہوا تھا اس نے خوش رہنا سیکھ لیا تھا اب اس کے ساتھ آزر کا خیال تھا اب وہ نہیں روتی تھی۔

اگلے دن صبح سے ہی گھر میں چہل پہل تھی۔ آزر کے آنے کی خوشی میں دادو نے سب رشتے داروں کو دعوت دی تھی اب سب لوگ اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

تائی امی آزر کے آنے سے بہت خوش تھیں اور کیوں نہ ہوتیں آزر ان کے اکلوتے بیٹے تھے جو ان کی ہر امید پہ پورا اترے تھے۔

تائی امی دادو اور منال تینوں صبح سے ہی کچن میں مصروف تھیں شزرا کچھ دیر پہلے ہی اٹھی تھی اور اب ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی اور ساتھ ساتھ دادو سے ڈانٹ کھانے میں بھی مصروف تھی۔

آزر آنکھیں ملتے ہوئے آکے ڈائننگ ٹیبل کے گرد کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گئے۔

"امی ناشتہ دے دیں" انہوں نے وہیں سے آواز لگائی۔

"بہو میں کہتی ہوں اس لڑکی کو کچھ گھرداری سکھا دو" دادو نے شزرا کو گھورتے ہوئے تائی امی کو مخاطب کر کے کہا۔

"امی سیکھ جائے گی وقت آنے پہ ابھی بچی ہے" تائی امی نے مسکرا کے کہا شزرا ان سب باتوں سے بے نیاز ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

آزر دلچسپی سے دادو کی باتیں سننے لگے جبکہ شزرا کچھ بیزار سی بیٹھی تھی اس نے آزر کی طرف نہ دیکھا آزر اس کی پلیٹ سے سیب کی قاشیں اٹھا کے کھانے لگے جس پہ شزرا نے کچھ گھور کے انہیں دیکھا۔

"کل کو دوسرے گھر جائے گی تو ناک کٹوائے گی ہماری" دادو نے مصالحہ بھونتے ہوئے کہا۔

پورے گھر میں کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی تھی۔

"دادو ایک کام کرتے ہیں....." آزر کے چہرے پہ شرارتی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"کونسا کام۔۔۔۔؟" دادو نے ناک پہ اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"شزرا کو ہم کہیں جانے نہیں دیتے یہیں روک لیتے ہیں" آزر نے اپنی مسکراہٹ دبائے کہا۔

شزرا نے جھٹکے سے سر اٹھا کے آزر کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے گھبرا کے ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"ایسا نہیں ہوتا بیٹا لڑکیوں کو جانا ہی پڑتا ہے اپنے گھر" دادو نے رسان سے انہیں سمجھایا آزر نے شزرا کو دیکھ کے آنکھ دبائی دوسری جانب شزرا کے ماتھے پہ ٹھنڈا پسینہ نمودار ہو گیا تھا۔

وہ آزر کو گھورتی ہوئی وہاں سے اٹھ کے اپنے روم میں چلی گئی پیچھے اسے آزر کا قہقہہ سنائی دیا۔

کچھ دیر بعد آزر اٹھ کے شزرا کے روم کی طرف بڑھے۔

ناک کرکے اندر داخل ہوئے تو شزرا کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی آزر اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور سینے پہ ہاتھ باندھے فرصت سے اسے دیکھنے لگے۔

شزرا نے اپنے خیالوں سے چونک کر انہیں دیکھا تو وہ محویت سے اسے ہی تک رہے تھے۔

شزرا نے ایک آنکھ کی آبرو اٹھا کر انہیں دیکھا آزر نے نفی میں سر ہلا دیا اس نے کوفت سے سر جھٹکا۔

"تم مجھے پاگل کر دو گی" آزر اس کے قریب کھڑے اس کے کان میں سرگوشی کر رہے تھے بھوری آنکھوں میں محبت کا دریا آباد تھا شزرا نے کرنٹ کھا کر انہیں دیکھا وہ اسکے بے حد قریب کھڑے تھے ان کی سانسیں شزرا کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں شزرا نے ان کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے انہیں پیچھے دھکیلا اور پلٹ کے جانے لگی آزر نے اس کا بازو پکڑا اور اسے سامنے دیوار سے لگا دیا۔

"اگر مجھ سے محبت نہیں کرتیں تو ابھی بتا دو میں ختم کر دوں گا یہ سب مگر مجھ سے تمہارا نظر انداز کرنا نہیں سہا جاتا" آزر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر درشتی سے کہا پل بھر میں سیاہ نگینوں میں نمی نمودار ہوئی۔

اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے آزر نے اسے اپنی مضبوط گرفت سے آزاد کیا اور جھنجھلا کے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"دیکھو شزرا صاف صاف بتا دو جو بھی تمہارے دل میں ہے امی کب سے میرے پیچھے لگی ہیں شادی کے لئے میں انہیں صرف تمہاری وجہ سے ٹال رہا ہوں مجھے کل رات کو لگا تم شادی کے لئے راضی ہو مگر آج پھر وہی تمہاری بیگانگی۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تم چاہتی کیا ہو" آزر بول بول کے تھک گئے تو بیچارگی سے اس کی طرف دیکھا جو کھڑی زور و شور سے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

"افف رو کیوں رہی ہو؟" آزر نے تنگ آ کے پوچھا.

"آپ نے ڈانٹا ہے مجھے" وہ آنسوؤں کے درمیان بولی۔

"یار ڈانٹ نہیں رہا میں پوچھ رہا ہوں" انہوں نے نرمی سے کہا۔

"مجھے آپ سے اب بات ہی نہیں کرنی" اس نے آنسو پونچھتے کہا اور بھاگتے ہوئے روم سے چلی گئی۔

"بہت سر پہ چڑھا دیا اسے سب لوگوں نے" پیچھے آزر صرف بڑبڑا کے رہ گئے۔

دن ڈھل گیا تھا اور ایک خوبصورت سی رات کا آغاز ہو گیا تھا چاند پورے کروفر سے سیاہ آسمان پہ جگمگا رہا تھا اس کے ارد گرد جھلمل کرتے تارے محویت سے اسے تک رہے تھے تاروں کی محویت اچانک چاند کے بدلیوں میں چھپ جانے سے ٹوٹ جاتی اور وہ جھلمل کرنے لگتے ٹھنڈی ہوائیں دلوں کو گدگدا رہی تھیں اور جھوم جھوم کے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔

پورا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا شاید کہکشاں زمین پہ اتر آئی تھی۔

لان میں لگے پھولوں کی خوشبو ہوا کے دوش پہ سوار ہو کہ سب کی سانسوں میں جیسے رچ بس گئی تھی۔

تقریب میں مہمان آنا شروع ہو چکے تھے تائی امی دادو اور منال سب مہمانوں کا استقبال کر رہی

تھیں۔

امین صاحب اور دلاور صاحب مہمانوں کے استقبال کے لئے دروازے پہ موجود تھے۔

آزر تیار ہو کہ نیچے آئے تو تقریباً سب مہمان آچکے تھے بلیک کوٹ پینٹ میں ملبوس ماتھے پہ سلیقے سے سیٹ ہوئے بال اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو وہ بلاشبہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھے۔

انہوں نے شزرا کی تلاش میں ادھر اُدھر نگاہیں دوڑائیں مگر وہ انہیں کہیں دیکھائی نہ دی صبح کی ہوئی تلخ کلامی کے بعد وہ انہیں نہیں دیکھی تھی انہیں خود پہ افسوس ہوا کیوں وہ اس پہ اتنا غصہ کر گئے تھے ابھی وہ بچی ہی تھی اسے یہ سب قبول کرنے کرنے کے لئے شاید وقت چاہیے گا وہ خود کو ملامت کرنے لگے۔

کچھ دیر بعد شزرا نیچے آتی دیکھائی دی سفید رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس اس پہ ہلکا سا میک اپ اس کے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا وہ سہج سہج سیڑھیاں اتر رہی تھی مگر اس قدم آزر کو اپنے دل پہ محسوس ہوئے وہ تو شاید پورے حق سے ان کے دل پہ براجمان تھی مگر اپنا حق لینا بھی نہیں چاہتی تھی۔

آزر نے ایک نظر ڈال کر اس پہ سے نگاہیں ہٹا لیں کہیں ان کی نظر ہی نہ لگ جائے۔

شزرا نیچے آ کے منال کے پاس چلی گئی آزر بھی سب مہمانوں میں مصروف ہو گئے۔

"شزرا ادھر آؤ بیٹا" تائی امی نے شزرا کو آواز دے کہ بلایا وہ اسے آزر کے ماموں مامی سے ملوانا چاہتی تھیں جو ایک عرصہ کینیڈا میں گزار کے واپس اپنے وطن آ گئے تھے ان کے دو ہی بچے تھے بڑا بیٹا برہان اور بیٹی سویرا یہ لوگ بھی آج کی تقریب میں مدعو تھے۔

آزر ان کے پاس ہی کھڑے تھے جب شزرا وہاں آئی شزرا انہیں نظر انداز کر کے ان کی طرف بڑھی۔

"یہ میری چھوٹی بیٹی ہے شزرا" تائی امی نے محبت سے اس کا تعارف کروایا برہان نے خاص دلچسپی سے شزرا کا جائزہ لیا جو آزر کی نگاہوں سے چھپا نہ رہ سکا انہوں نے نہایت ناگواری سے برہان کو دیکھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ شزرا کو یہاں سے کہیں دور لے جائیں وہ بار بار بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے شزرا سویرا سے باتوں میں مصروف تھی اس نے برہان کی طرف دھیان نہ دیا۔

"شزرا میری بات سننا دو منٹ کے لیے" آزر نے بالآخر شزرا کو مخاطب کیا شزرا نے چونک کہ ان کی طرف دیکھا اور سر ہلا کے ان کی طرف بڑھی۔

"جی۔۔۔" وہ ان کے سامنے کھڑی سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں" آزر نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو بلایا کیوں تھا" شزرا کو ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔

"میرا دل کر رہا تھا تمہیں بلانے کا" آزر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا شزرا نے آزر کی طرف ایسے دیکھا جیسے اسے ان کی دماغی حالت پہ شبہ ہو۔

"ایسے تو نہ دیکھو اب مجھے" آزر نے شرارت سے کہا شزرا نے گھور کے انہیں اور کچن کی طرف چلی گئی۔

کچھ دیر بعد تقریب اپنے اختتام کو پہنچی سب اپنے روم میں سونے جا چکے تھے شزرا کچن میں کھڑی اپنے اور منال کے لئے چائے بنا رہی تھی تبھی پیچھے کھٹکا ہوا شزرا نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو آزر اطمینان سے سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑے تھے وہ انہیں نظر انداز کر کے واپس چائے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"چائے ملے گی؟" آزر نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا ان کے لہجے میں ہمیشہ والی بشاشت نہیں تھی شزرا نے ان کے لہجے کی تھکاوٹ محسوس کی شاید اس کا دل بھی اب ان کے ساتھ دھڑکنے لگا تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" شزرا نے پریشان ہو کہ پوچھا۔

"ہہم۔۔۔"انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا شزرا کچھ نہ بولی۔

"کب تک انتظار کروں میں ؟" آزر نے اس کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا آج آزر کے ماموں مامی باتوں ہی باتوں میں برہان کے رشتے کے لئے جتا گئے تھے جب سے آزر کو کسی کل چین نہیں تھا کیتلی میں چائے پلٹتی شزرا کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے کانپا تھا اس نے آزر کی طرف دیکھا جن کے چہرے پہ صرف سنجیدگی تھی۔

"مجھے آپی سے بات کرنی ہے پہلے" شزرا اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا آزر نے ٹھنڈی سانس بھر کے اس کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے کرلو۔۔۔ لیکن یہ یاد رکھنا اگر دو دن میں تم نے کوئی جواب نہ دیا تو میں خود امی سے بات کرلوں گا" آزر نے اس کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے کہا اور چائے کا کپ اٹھا کے باہر نکل گئے ان کے جاتے ہی شزرا کی جیسے جان میں جان آئی۔

وہ چائے کا کپ اٹھائے اپنے روم میں آگئی ساری رات اسے اس بارے میں سوچتے گزر گئی مگر وہ کسی نتیجے پہ نہ پہنچ سکی رات اس نے آنکھوں میں کاٹی تھی وہ نہیں جانتی تھی زندگی اسے کس موڑ پہ لے جانے والی ہے۔

"امی جان میں سوچ رہی ہوں اب آزر سے منال کے متعلق بات کرلوں" سلمہ بیگم نے دادو کو مخاطب کر کے کہا دونوں اس وقت لان میں بیٹھی صبح کی دھوپ سینک رہی تھیں۔

"ہاں بیٹا سوچ تو میں بھی یہی رہی تھی اب آزر نے ماشاءاللہ سے تعلیم مکمل کر کی ہے اپنا بزنس سنبھال رہا ہے اب اس کے بارے میں بھی سوچو منال ماشاءاللہ سے گھر کی بچی ہے ایسی بچیاں نصیب والوں کو ملتی ہیں" دادو نے خوشی سے کہا۔

"میں کرتی ہوں بات ایک دو دن میں آزر سے مجھے یقین ہے وہ ہماری خوشی میں خوش ہو گا" سلمہ بیگم کا لہجہ پر مسرت تھا منال تھی ہی لاکھوں میں ایک اور اس کی پرورش بھی سلمہ بیگم نے کی تھی تو کیوں نہ انہیں فخر ہوتا۔

"بس مجھے یہی ڈر ہے آزر باہر سے پڑھ کے آیا ہے اس کی اپنی کوئی پسند نہ ہو ورنہ میری منال کا دل ٹوٹ جائے گا میں جانتی ہوں منال کے دل کی بات وہ خود سے کبھی نہ کہے گی مگر میں تو ماں ہوں اپنے بچوں کے دل کے حال میں کیسے نہ جانوں گی" سلمہ بیگم نے ٹھنڈی سانس بھرتے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹا بس اب میری بھی عمر ہو گئی ہے اپنے اکلوتے پوتے کی خوشی دیکھ لوں" دادو نے امید سے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں امی ابھی آپ نے بہت جینا ہے بہت ساری خوشیاں دیکھنی ہیں" سلمہ بیگم نے پریشانی سے کہتے ہوئے ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ دھرا۔

"خوش رہو بیٹا ڈھیروں خوشیاں دیکھو" دادو نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دعائیں دی۔

سنہری صبح کا سورج روشن تھا ایسے اس دو منزلہ سفید گھر میں دل معمول کے مطابق نکل آیا تھا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے منال اور تائی امی دوپہر کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں دادو اپنی روزمرہ کی تسبیحات کر رہی تھیں ان کے برابر میں بیٹھی شزرا کسی رسالے کی ورق گردانہ کر رہی تھی۔

"امی آزر کے ماموں مامی نے آزر کے آنے کی خوشی میں آج رات کو اپنے گھر ہم سب کو کھانے پہ انوائیٹ کیا ہے" سلمہ بیگم نے دادو کے برابر میں تخت پہ بیٹھتے ہوئے انہیں بتایا۔

"ٹھیک ہے بیٹا تیاری کر لینا" دادو نے اثبات میں سر ہلاتے جواب دیا۔

"اور تم زرا جلدی تیار ہو جانا ہمیشہ دیر کرتی ہو" دادو نے برابر میں بیٹھی شزرا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"دادو ہو جاؤں گی" شزرا نے لاپرواہی سے کہا اور دوبارہ رسالے پہ جھک گئی۔

کچھ دیر بعد آزر اپنے روم سے تیار ہو کہ نکلے شزرا نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا وہ کچن کے پاس کھڑے تائی امی سے کچھ بات کر رہے تھے۔

شزرا کا دل عجب ہی تال پہ دھڑکا اس نے گھبرا کہ اپنی پلکیں جھکا لیں کہیں اس کی محبت کی ہواؤں کو بھی خبر نہ ہو جائے مگر ہواؤں کو ہونہ ہو آزر کو ہو چکی تھی۔ اب وقت کہاں پلٹا کھاتا ہے وہ دیکھنا تھا۔

"امی میں شام تک آجاؤں گا" شزرا نے انہیں کہتے سنا اس نے سر اٹھا کہ دیکھا آزر اسی کی طرف متوجہ تھے نگاہوں کا تسادم فسوں خیز تھا۔

وہ دونوں اپنی محبت کی سرشاری پہ کھو چکے تھے اس بات سے بے خبر کہ وہاں موجود ایک اور وجود محبت کے پودے کی آبیاری کر رہا تھا۔

آزر شام میں گھر لوٹے تو شزرا انہیں باہر لان میں ہی دیکھ گئی وہ سیدھا اس کی طرف بڑھے وہ کھڑی پودوں کو پانی دے رہی تھی آزر خاموشی سے اس کے برابر میں آکے کھڑے ہو گئے اور اس کے کانوں میں پہنی بالیوں کے واحد موتی کو دیکھا جو شاید ہولے سے ہل رہا تھا مگر وہ آزر کی موجودگی سے بے نیاز پودوں کی طرف متوجہ تھی۔

"مجھے پودوں سے حسد کرنے پہ مجبور نہ کرو" آزر نے اس کی بالیوں کے واحد موتی کو چھوتے دھیرے سے سرگوشی کی وہ ساکت ہوئی مگر پلٹ کے نہ دیکھا۔

"پودوں سے کیسا حسد؟" شزرا نے ناسمجھی سے پوچھا مگر ہنوز نگاہیں چرا کے کھڑی تھی۔

"میرے علاوہ تمہاری توجہ جس طرف بھی ہو گی مجھے اس سے حسد ہی ہو گا" ان کی آواز نہایت مدھم تھی مگر شزرا شاید دل کے کانوں سے سن رہی تھی اسے یہ آواز اپنے آس پاس گونجتی محسوس ہوئی وہ گھبرا کے پلٹی سیاہ نگینے بھوری آنکھوں سے ٹکرائے تھے وہ ان آنکھوں میں آباد محبت کے جہان کو دیکھ کے دنگ رہ گئی کیا کوئی کسی سے

اتنی محبت بھی کر سکتا ہے اس نے اپنی دھڑکنوں کو شور مچاتے سنا وہ گھبرا کے ایک قدم پیچھے ہٹی آزر ہونٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"میں نے کہا تھا نہ مجھ سے محبت ہو جائے گی تمہیں" وہ شاید پتھر کی ہوئی تھی اس کے دل کی بات آزر بناء بولے کیسے سمجھ گئے اس نے گھبرا کے نگاہیں چرائیں۔سامنے پھول پہ شاید کوئی تتلی آ کے بیٹھی تھی محبت کے رنگ لئے تمام رنگوں سے مزین۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!

ٹھنڈی ہوا ان کے دلوں کو گدگدا رہی تھی اس نے اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کی آواز سنی۔

"کیا میری قسمت میں انتظار لکھا ہے" آزر نے ٹھنڈی سانس بھرتے دور افق میں ڈوبتے سورج کو دیکھا جس کی نارنجی شعائیں انہیں اپنے آس پاس رقص کرتی محسوس ہوئیں۔

"لیکن یہ انتظار بہت خوبصورت ہے" انہوں نے ایک دلکش سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا شزرا جیسے ان کی مسکراہٹ میں کھو سی گئی کیا کوئی انساں ایسے بھی پورے حق کے ساتھ دل پہ قبضہ کر سکتا ہے وہ صرف سوچ سکی اور اگلے ہی پل اپنی سوچ پہ مسکرا دی۔

"اگر انتظار خوبصورت ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے" شزرا نے مسکراتے ہوئے انہیں چھیڑا آزر نے ایک آنکھ کی آبرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں تو ساری زندگی انتظار کرنے کو تیار ہوں بس تم یقین دلا دو کہ تم صرف میری ہو" ان کا لہجہ محبت کی تپش لئے تھا شزرا کو اپنے گال دہکتے محسوس ہوئے۔

"بہت فضول بولتے ہیں آپ" شزرا نے اپنی کیفیت سے تنگ آ کے جھنجھلا کے کہا آزر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا پھر سمجھ آنے پہ ان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم کچھ نہیں بولو گی تو سب مجھے ہی بولنا پڑے گا نہ" آزر نے شرارت سے کہا۔

"میرے حصے کا بھی آپ بول لیں" شزرا کے گالوں پہ چھائی لالی اس کی محبت کا پتا دے رہی تھی۔

"تم جواب دے دو میں بولنا کم کر دوں گا" انہوں نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کہ اسے بیچارگی سے دیکھا۔

"آپ بولنا تھوڑا کم کریں میں جواب دے دوں گی" شزرا نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور وہاں سے اندر جانے کے لئے پلٹی۔

"میرا جواب۔۔۔۔" آزر نے اسے اندر جاتے دیکھ کے آواز لگائی۔

"آپ بہت بولتے ہیں" انہیں شزرا کی آواز سنائی دی۔

"پاگل۔۔۔۔۔" وہ دور جاتی شزرا کو گھور کہ رہ گئے مگر اس کے گالوں سے پھوٹتی شفق ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھی۔۔

****

شزرا کب ہاں کرے گی؟

برہان کے دل میں کیا شزرا کے لئے کچھ ہے یا برہان کی وجہ سے ہو گا مسئلہ؟

کہا تائی امی کو آزر سے بات کرنی چاہیے؟

****

وہ لوگ تیار ہو کہ آزر کے ماموں مامی کے گھر پہنچے تو وہ لوگ پہلے سے ہی ان کے استقبال کے لئے موجود تھے سب خوشگوار موڈ میں بیٹھے باتیں باتیں کر رہے تھے برہان کی نگاہیں بار بار بھٹک کے شزرا کے چہرے پہ جا ٹکتیں جانے اس میں ایسی کون سی کشش تھی کہ اس کا دل بار بار اس کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا شزرا اس سے بے نیاز سویرا اور منال کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی اس کی چوڑیوں کی کھنک برہان کا دل کھینچے چلے جا رہی تھی اس خود بھی اپنی

کیفیت پہ حیرت ہوئی وہ دل پھینک مردوں میں سے ہرگز نہیں تھا مگر شزرا میں کچھ خاص تھا ایک بار دیکھو تو بار بار دیکھنے کی تمنا دل میں جاگ رہی تھی۔ برہان کا شزرا کو دیکھنا آزر کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھا وہ بمشکل خود پہ ضبط کئے وہاں بیٹھے تھے ورنہ ان کا خود پہ بس نہیں چل رہا تھا وہ بار بار بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے وہ شزرا کو وہاں سے غائب کر دینا چاہتے تھے وہ چاہتے تھے اپنی شزرا کو دنیا کی نگاہوں سے چھپا لیں مگر کس حق سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!!

یہ حق تو شزرا نے انہیں دینا تھا مگر وہی اس سب سے بے نیاز تھی اب آزر کو شزرا پہ بھی غصہ آنے لگا مگر یہاں وہ کوئی تماشا نہیں چاہتے تھے۔

کچھ دیر بعد کھانے کا دور چلا کھانے سے فارغ ہو کر وہ لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

منال اور شزرا سویرا کے روم میں تھیں سویرا انہیں اپنی پینٹنگز دکھانے لے گئی تھی۔

تائی امی نے دونوں کو آواز دی تو دونوں نیچے جانے کے لئے روم سے نکل آئیں منال اور سویرا باتیں کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں جبکہ شزرا گھر میں لگی پینٹنگز کا محویت سے تک رہی تھی ایک پینٹنگ کے سامنے وہ جا کے رک گئی وہ پینٹنگ اپنی مثال آپ تھی بلاشبہ سویرا ایک بہترین پینٹر تھی۔

"آپ کو پینٹنگز پسند ہیں؟" برہان کی آواز نے اس کی محویت کو توڑا۔

"جی" اس نے یک لفظی جواب دیا۔

"مجھے بھی بہت پسند ہیں۔۔۔ یہ سب سویرا کے ہاتھ کہ پینٹنگز ہیں" برہان نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا۔

"جی سویرا نے بتایا ابھی۔۔۔ وہ بہت اچھی پینٹر ہیں" شزرا نے مسکراتے ہوئے سویرا کی تعریف کی۔

"شزرا۔۔۔۔۔!!!" آزر نے سیڑھیاں چڑھتے شزرا کو مخاطب کیا شزرا نے پیچھے پلٹ کے دیکھا تو آزر تیوریوں پہ بل ڈالے اوپر چڑھ چکے تھے۔

"سب نیچے ویٹ کر رہے ہیں اور تم یہاں کھڑی ہو" انہوں نے برہان کو نظر انداز کر کے شزرا سے کہا۔

"جی میں بس آ رہی تھی" شزرا کو ان کا لہجہ عجیب سا لگا۔

"چلو" آزر سے پورے حق سے شزرا کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کہ نیچے چلے گئے اپنے اس رویے سے وہ برہان کو بن کہے بہت کچھ جتا چکے تھے۔

پورے راستے وہ بہت خاموش خاموش سے تھے گھر آ کے بھی سیدھے اپنے روم میں جانے لگے جب تائی امی نے انہیں مخاطب کیا۔

"آزر بیٹا کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے" تائی امی نے ان کی حالت بھانپتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"جی امی ٹھیک ہے بس سر میں تھوڑا درد ہے آرام کروں گا تو صحیح ہو جائے گا" آزر نے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔

"شزرا جاؤ بیٹا آذر کو کافی بنا دو" تائی امی نے شزرا کو مخاطب کیا جو آرام سے صوفے پہ بیٹھی تھی آزر نے ایک نظر شزرا کی طرف دیکھا اور اپنے روم میں چلے گئے۔

کچھ دیر بعد شزرا آزر کے روم میں کافی لے کہ گئی تو روم میں اندھیرا چھایا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کہ لائٹ کھولی سامنے بیڈ پہ ہی آزر آڑھے ترچھے سے لیٹے تھے آزر نے گردن گھما کہ اس کی طرف دیکھا اور اٹھ کہ بیٹھ گئے۔

شزرا نے کافی ان کی طرف بڑھائی مگر انہوں نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" شزرا کے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا آزر کی سرخ آنکھیں شدید سر درد کا پتا دے رہی تھیں۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں" انہوں نے سر جھکائے کہا۔

"کیا ہوا ہے؟ بتائیں مجھے" شزرا نے ان کا چہرہ اپنی طرف کرتے نرمی سے پوچھا ان کے آسودہ چہرے پہ ایک بے چینی سی تھی آزر نے پل بھر کو جھانک کہ اس کی گہری جھیل سی آنکھوں میں دیکھا وہاں

شاید محبت کا سمندر موجزن تھا۔

"بس تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں" آزر نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھتے کہا پل بھر کو وہ ساکت ہوئی تھی یہ شخص اسے اپنانا چاہتا تھا دنیا سے چھپانا چاہتا تھا پھر کیوں وہ اس کی محبت قبول کرنے سے ڈرتی تھی کیوں وہ اسے ہی قبول نہیں کر پا رہی تھی کیا چیز تھی جو اسے روک رہی تھی وہ خود بھی

سمجھنے سے قاصر تھی۔

"میں یہیں ہوں آزر" وہ صرف اتنا ہی بول سکی آزر نے سر اٹھا کہ اسے دیکھا۔

"اسے میں محبت کا اقرار سمجھوں" پتا نہیں وہ پوچھ رہے تھے یا بتا رہے تھے مگر جو بھی تھا وہ صحیح سمجھے تھے۔

شزرا خاموش رہی تو آزر بھی خاموش تھے۔

"آپ کی کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے" شزرا نے ان کی توجہ کافی کی جانب مبذول کروائی۔

"ہہم" وہ سیدھے ہو کہ بیٹھ گئے اور کافی کا مگ لبوں سے لگا لیا۔

کافی پینے کے بعد شزرا انہیں سر درد کی میڈیسن دے کہ روم سے باہر آ گئی.

وہ سونے لیٹی تو نیند بھی اس سے خفا ہو گئی کافی دیر تک وہ کروٹیں بدلتی رہی وہ جتنا سونے کی کوشش کرتی نیند اتنا ہی اس سے دور بھاگ رہی تھی۔

آج کل تو نیندیں بھی اس پہ مہربان نہ تھیں۔

عجیب بے چین سی کیفیت تھی وہ خود بھی اپنی حالت نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

تھک ہار کے وہ اٹھی اور منال کے روم کی جانب بڑھی اس نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو دروازہ بناء کسی آواز کے کھلتا چلا گیا۔

کمرے میں نائٹ بلب روشن تھا منال شاید سو رہی تھی وہ کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر پلٹ کے آنے لگی تو اس اندھیرے میں اس کی نظر منال کے برابر میں رکھی کھلی ڈائری پہ پڑی وہ دھیرے سے آگے بڑھی اور کھلی ڈائری بند کر کے سائڈ ٹیبل پہ رکھنے لگی مگر بند کرتے ہوئے اس کی نظر شاید آزر کے نام پہ پڑی تھی جو اس ڈائری میں لکھا تھا اس نے اپنا وہم سمجھا اور ڈائری واپس رکھنے لگی مگر

کچھ سوچ کے وہ ٹھٹھک گئی اور ڈائری کھول لی۔

ڈائری میں جگہ جگہ آزر کا نام بکھرا پڑا تھا وہ اس اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے آزر کے نام کے جگمگاتے لفظوں کو دیکھ رہی تھی شاید سانسیں ساکن ہوئی تھیں وہ کانپتے ہاتھوں سے ورق پلٹ رہی تھی جسم میں جیسے جان ختم ہو گئی تھی وہ کبھی سوئی منال کو دیکھتی تو کبھی اپنے ہاتھ میں پکڑی ڈائری کو اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا سوچے کیا سمجھے اس کی دھڑکن تیز اور ہاتھوں کی کپکپاہٹ واضح تھی یہ خواب تھا یا حقیقت وہ بے یقین ہوئی۔۔۔۔۔۔!!!

اگر یہ حقیقت ہے تو یہ حقیقت اس کی روح کھینچ رہی تھی اس کا ویران چہرہ اس کے اندر کی اذیت بتا رہا تھا چہرے پہ تاریک سائے لہرا رہے تھے ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کے بے مول ہوا تھا اس کے ہاتھ بے جان ہو کہ پہلو میں گرے ڈائری چھوٹ کے فرش پہ گر گئی وہ بے جان مجسمہ بنی کھڑی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ زرا سنبھلی تو اس نے فرش سے ڈائری اٹھائی اور وہاں سے اپنے روم میں آ گئی۔

مگر روم میں آتے ہی صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا وہ ٹھنڈے فرش پہ بیٹھتی چلی گئی آنسو قطار در قطار آنکھوں سے بہہ رہے تھے مگر لب خاموش سے تھے۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے ڈائری اٹھائی اس کا ایک کھلا صفحہ اس کے سامنے تھا شاید وہ صفحہ جو منال

لکھتے لکھتے سو گئی تھی۔

اس نے برستی آنکھوں سے وہ پڑھنا شروع کیا۔

"میں نہیں جانتی مجھے آپ سے کب محبت ہوئی مگر جب سے یہ احساس دل میں جاگا ہے نہ مجھے دنیا خوبصورت لگنے لگی میں خوش رہنے لگی مجھے جینے کی وجہ سمجھ آنے لگی، یہ احساس بہت خوبصورت ہے کسی کو چاہنا اور چاہتے ہی چلے جانا میں نہیں جانتی آپ کو مجھ سے محبت ہے یا نہیں، آپ کے دل میں میرے لئے کوئی جگہ ہے بھی یا نہیں مگر میں صرف یہ جانتی ہوں میری کل کائنات آپ ہیں اور یہ احساس ہر احساس پہ بھاری ہے میں لفظوں میں شاید بیاں نہ کر سکوں اپنی محبت مگر جو محبت میں نے آپ سے کی ہے وہ کبھی عیاں نہ کر سکوں۔ جب پہلی بار آپ سے محبت ہوئی جب میں نے جانا تھا کہ ایک انسان کی محبت ہمیں کتنا بدل دیتی ہے مجھے ہر وہ چیز اچھی لگنے لگی جو آپ کو پسند ہے میں نے پہلی بار جانا کہ موسم بھی خوبصورت ہوا کرتے ہیں ٹھنڈی ہوا دلوں کو کیسے چھیڑتی ہے پورے چاند میں محبوب کا عکس کیسے دیکھتا ہے چاندنی رات میں چاند کو دل کا حال سنانا کیا ہوتا ہے یہ زندگی کے بھید مجھ پہ آپ کی محبت کی وجہ سے آشکار ہوئے شاید آپ کی محبت ہی میرے جینے کا سہارا ہے اگر یہ محبت مجھ سے چھین لی گئی تو میں زندہ تو رہوں گی مگر شاید مردوں سے بدتر زندگی گزاروں۔۔۔!!!!

شزرا نے یہ لائن پڑھ کے خوف سے ڈائری بند کی اور ٹرانس کی کیفیت سے باہر آئی۔

یہ کیسا موڑ لیا تھا زندگی نے۔۔۔!!!!

جب اس نے آزر کو اپنے دل میں جگہ دے دی انہیں اپنا سب کچھ ماننے لگی تو اچانک یہ طوفان کیسا۔۔۔۔۔

ایسا طوفان جو اپنے ساتھ سب کچھ بہا لے جانے کی طاقت رکھتا تھا۔

ساری اذیت سمٹ کے اس کے چہرے پہ آگئی تھی اسے زندگی تین لوگوں کی مثلث معلوم ہونے لگی۔

وہ خاموش رات کہر زدہ سی معلوم ہونے لگی پھر ایک دم جب درد حد سے سوا ہوا تو دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کے پھوٹ پھوٹ کے روئی اس کے علاوہ شاید اس کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا دل تھا کہ ڈوب ڈوب کے ابھر رہا تھا۔

وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھوتی جا رہی تھی لب خاموش مگر آنکھیں برستی ہوئیں۔

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی اور یہاں وہ محبت کے گرداب میں پھنسی اپنی حالت غیر کر چکی تھی۔

قسمت کی اس چال پہ وہ حیرت زدہ تھی۔ کیا قسمت بھی کبھی ایسے بے رحم ہوتی ہے۔

ماں کو اس نے کھو دیا تھا کبھی نہ دیکھا تھا مگر ماں کے روپ میں اس کے پاس منال تھی تو اسے کبھی کمی محسوس نہ ہوئی مگر منال کے پاس کون تھا جو اسے سمیٹتا اس کی ذات یکجا کرتا۔

وہ اس تحریر کی آخری لائن پڑھ کے بکھر سی گئی تھی وہ منال کو کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اور آزر۔۔۔۔۔۔۔

ان کا کیا؟ وہ کیسے رہ لیتی ان کے بغیر ابھی تو اس نے محبت کرنا سیکھی ہی تھی گلوں میں کیسے رنگ بھرتے ہیں اسے سمجھ آنے لگا تھا تو اب کیسے وہ۔۔۔۔

اس کے اندر صحرا سا نمو پا رہا تھا۔

اسے اپنا وجود خالی خالی سا لگنے لگا۔

شاید ساری رات وہ وہیں بیٹھی اپنی محبت کا ماتم کرتی رہی

کہیں قریب سے کہ فجر کی اذانیں سنائی دے رہی تھیں وہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

اس نے برابر میں پڑی ڈائری کو ہاتھ بڑھا کے اٹھایا اور اپنا ٹوٹا بکھرا وجود بمشکل سمیٹ کے اٹھی اور منال کے روم کی جانب بڑھی اس نے ڈائری سائڈ ٹیبل پہ رکھی اور ایک نظر منال کے سوئے چہرے پہ ڈالی جو اس کی اذیت اور تکلیف سے بے خبر سو رہی تھی اس کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور

تیزی سے وہاں سے نکل کے اپنے روم میں آ گئی۔

وہ وضو کر کہ جائے نماز پہ کھڑی ہو گئی آنسو مسلسل اس کے گال بھگو رہے تھے رات سے اب تک جانے کتنے آنسو بے مول ہوئے تھے اور اب حساب رکھنا بھی فضول ہی تھا۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کہ وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کہ رو دی اس کی ذات کی کرچیاں کمرے میں جا بجا بکھری تھیں۔

کیا مانگتی وہ دعا میں آزر کا ساتھ؟ یا منال کہ خوشی؟

اور اس کا دل جو کسی ویرانے کا منظر پیش کر رہا تھا اس کا کیا؟

اس سب میں وہ کہاں تھی؟

اس کی ذات کہاں تھی؟

شاید اب اس کی ذات کے بے مول ہونے کا وقت آ گیا تھا۔

وہ اپنے دل سے لڑتی یا دماغ سے۔

اسے اپنا آپ مفلوج سا لگنے لگا وہ بے بسی کے آخری دوراہے پہ تھی۔

اسے لگ رہا تھا وہ تپتے صحرا میں ننگے پیر چل رہی ہے کوئی آسماں اس کے پر پہ نہ تھا، تپتا سورج اس کہ سر پہ کھڑا اسے پگھلا رہا تھا اور وہ جان کنی کی عالم میں چلتی جا رہی تھی۔ سب سے بے نیاز سب سے بے خبر۔

روتے روتے جانے کب اس کی آنکھ لگی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔

نیند بھی کبھی کبھی کیسی مہربان ثابت ہوتی ہے۔

وہ نیند کی مہربان بانہوں کی آغوش میں ہر غم اور اذیت سے بے خبر سو چکی تھی۔

اب کہانی کیا نیا موڑ لے گی؟

شزرا یا منال دونوں میں کون پیچھے ہٹے گا؟؟

اور آزر کیا ہونے والا ہے؟

****

صبح منال اس کے روم میں اسے اٹھانے آئی تو وہ شاید سو رہی تھی منال ایک نظر اسے دیکھ کے چلی گئی اس نے اسے اٹھانا مناسب نہ سمجھا اس نے سوچا شاید کل کی تھکن کی وجہ سے اب تک نہیں اٹھی تو وہ واپس نیچے چلی گئی۔ ہاں شاید تھکن ہی تو تھی محبت کی تھکن، رشتوں کی تھکن اور اپنے آپ سے لڑنے کی تھکن اور اس تھکن میں اس کا وجود چور چور ہو گیا تھا۔

منال نہیں جانتی تھی کل رات اس کا وجود کتنے ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا وہ اس کی اذیت سے بے خبر اپنی محبت کی سرشاری میں مگن تھی۔

"منال بیٹا شزرا کو نہیں اٹھایا؟" تائی امی نے منال کو اکیلے واپس آتے دیکھ کے سوال کیا۔

"نہیں تائی امی وہ سو رہی ہے تو میں نے اسے اٹھایا نہیں" منال نے ڈائننگ ٹیبل کے گرد کرسی گھسیٹ کے بیٹھتے ہوئے کہا۔

آزر جو کب سے بیٹھے شزرا کا ہی انتظار کر رہے تھے سر جھٹک کے دوبارہ ناشتہ کرنے لگے۔

انہیں عادت سی ہو گئی تھی شزرا کو دیکھ کے آفس جانے کی مگر شزرا کو وہاں موجود نہ دیکھ کے انہیں عجیب خالی پن سا لگا وہ بوجھل دل سے ناشتہ کر کے آفس چلے گئے۔

دوپہر ہوگئی تھی مگر شزرا اب تک نہیں اٹھی تھی منال اس کے روم میں گئی اور لائٹ آن کی سامنے ہی بیڈ پہ شزرا بے سدھ سو رہی تھی منال نے اس کے قریب جاکے اسے آوازیں دیں مگر اس پہ کوئی اثر نہ ہوا منال نے اس کا ہاتھ ہلایا تو اسکا ہاتھ جلتا ہوا سا محسوس ہوا اس نے گھبرا کے اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا تو اس کا ماتھا بخار کی شدت سے دہک رہا تھا۔

منال نے گھبرا کے دادو اور تائی امی کو آوازیں دیں وہ دونوں فوراً شزرا کے روم کی طرف گئیں۔

"کیا ہوا بیٹا؟" دادو نے منال کے پریشان چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دادو دیکھیں شزرا کو کیا ہوا ہے اٹھ نہیں رہی" منال نے شزرا کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بوکھلائے لہجے میں کہا۔

"اسے تو بہت تیز بخار ہے" تائی امی بھی پریشان ہو گئیں۔

"میں بابا کو فون کرتی ہوں" منال نے روتے ہوئے دلاور صاحب کا نمبر ملایا۔

دوسری طرف چند بیلز کے بعد کال پک کرلی گئی۔

"السلام و علیکم۔۔۔بیٹا سب خیریت ہے" دلاور صاحب نے فون کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بابا پتا نہیں شزرا کو کیا ہوا ہے آپ پلیز جلدی گھر آئیں" منال نے روتے ہوئے انہیں بتایا۔

"میں آرہا ہوں بیٹا آپ رو نہیں" وہ فوراً اپنی جگہ سے جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

""کیا ہوا دلاور گھر میں سب ٹھیک ہے؟" امین صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کے پریشان چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بھائی شزرا کی طبیعت خراب ہے منال بہت رو رہی ہے۔

"چلو پھر جلدی" شزرا کی طبیعت کا سن کے امین صاحب بھی پریشان ہو گئے اور دونوں گھر جانے کے لئے آفس سے نکل گئے۔

آزر اس وقت آفس میں موجود نہیں تھے وہ سائٹ پہ تھے۔

وہ دونوں گھر پہنچے تو ڈاکٹر کو کال کر دی گئی کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب بھی آگئے وہ شزرا کا چیک اپ کرنے لگے اور کچھ انجیکشن دیئے۔

"ڈاکٹر صاحب کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟" دلاور صاحب نے پریشانی سے پوچھا۔

"پریشانی اور آسٹریس کی وجہ بیہوش ہو گئیں ہیں خیر اب گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے کچھ دیر میں ہوش آجائے گا" ڈاکٹر نے دوائیوں کا نسخہ لکھتے ہوئے کہا۔

امین صاحب ڈاکٹر کو چھوڑنے باہر تک گئے۔

دلاور صاحب شزرا کے برابر میں بیٹھ گئے اور ایک نظر اس کے سوئے ہوئے چہرے پہ ڈالی۔

انہیں اپنی دونوں بیٹیاں اپنی جان سے زیادہ عزیز تھیں اگر دونوں میں سے ایک کو بھی کچھ ہوتا ان کی جان پہ بن جاتی انہوں نے دونوں کو ماں باپ بن کہ پالا تھا۔

آج کسی پریشانی کی وجہ سے شزرا کی یہ حالت ہوئی تو وہ کیوں بے خبر رہی وہ خود کو بیٹھے ملامت کر رہے تھے۔

"بابا آپ آرام کر لیں کچھ دیر میں ہوں شزرا کے پاس" منال کے ان کے تھکے تھکے سے چہرے کی طرف دیکھ کے کہا۔

"نہیں آپ جاؤ جا کہ آرام کرو صبح سے ہی پریشان پھر رہی ہو میں ہوں یہاں اپنی گڑیا کے پاس" دلاور صاحب نے محبت پاش لہجے میں کہا۔

"میں کچھ بنا دیتی ہوں شزرا کے لئے جب تک یہ اٹھتی ہے" منال نے شزرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

لیتے کہااور کچن کی طرف چلی گئی۔

شام تک شزرا کو ہوش آگیا دلاور صاحب اس کے ساتھ ہی بیٹھے تھے شزرا نے نظر گھما کر اپنے برابر میں بیٹھے شفیق باپ کو دیکھا جو دنیا کی ہر خوشی اسے کے سامنے ڈھیر کر دینا چاہتے تھے پھر سامنے صوفے پہ بیٹھی منال کی طرف دیکھا جو اس سے اس کی واحد خوشی بھی لینے کے درپے تھی۔

اسے اپنا سر گھومتا محسوس ہوا نقاہت سے اس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا اسے ہلتا دیکھ کے منال فورا اس کے قریب آئی دلاور صاحب بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے منال نے اسے سہارا دے کہ بٹھایا۔

"کیسی طبیعت ہے اب میری بیٹی کی؟" بابا نے اسے پیار سے پوچھا لمحے بھر میں اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی اس نے پلکیں جھپک کہ آنسو اپنے اندر انڈیلنے کی ناکام کوشش کی۔

""" میں ٹھیک ہوں بابا" اس نے آہستگی سے کہا۔

"جاؤ منال شزرا کے لئے کچھ کھانے کے لئے لے آؤ" دلاور صاحب نے شزرا کے سر پہ ہاتھ پھیرتے کہا منال فورا شزرا کے لئے کچھ کھانے کے لئے لینے چلی گئی۔

وہ واپس لوٹی تو اس کے ہاتھ میں سوپ کا باؤل تھا منال اس کے سامنے بیٹھ گئی اور ایک چمچ بھر کے اس کی طرف بڑھایا۔

شزرا کی نگاہوں کے سامنے ایک بار پھر رات کا سارا منظر دوڑ گیا وہ ڈائری، وہ اظہار محبت، آزر کا نام سب کچھ۔۔۔۔۔۔!!!!

اس کے دماغ پہ جیسے ہتھوڑے سے پڑنے لگے۔

آنکھوں میں مرچیں بھر گئیں ہر منظر دھندلا دھندلا سا لگنے لگا۔

"شنزرامنہ کھولو بیٹا" دلاور صاحب نے اسے مخاطب کیا اس نے چونک کے سامنے بیٹھی منال کی طرف دیکھا جو چہرے پہ دنیا جہاں کی محبت لئے اسی کی منتظر تھی شنزرا کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

"مجھے نہیں کھانا یہ" شنزرا نے منہ پھیر لیا۔

"تھوڑا سا کھالو بس" منال نے محبت سے ایک بار پھر اسے کھلانے کی کوشش کی۔

"میں نے کہہ دیا کہ نہیں کھانا تو آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئیں ہیں" شنزرا نے بیزاری سے منال سے کہاں اور واپس لیٹ گئی۔ منال پل بھر کو ساکت ہوئی تھی شنزرا نے ایسے اس سے کبھی بات نہیں کی تھی پھر آج کیوں۔۔۔۔!!!

"کوئی بات نہیں بیٹا ابھی نہیں کھانا تو تھوڑی دیر میں کھالینا" دلاور صاحب نے شنزرا کو پچکارتے ہوئے کہا۔

"منال یہ یہیں رکھ دو بیٹا" دلاور صاحب نے منال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کی آنکھوں میں آنسو بھرے تھے۔

"جی" منال نے یک لفظی جواب دیا اور باؤل رکھ کے روم سے نکل گئی۔

"شنزرا کیا ہوا بیٹا آپی سے ایسے کوئی بات کرتا ہے کیا" منال کے جانے کے بعد دلاور صاحب نے شنزرا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پیار سے پوچھا شنزرا نے اپنی سرخ آنکھیں کھول کے انہیں دیکھا مگر کچھ نہ بولی۔

"ابھی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو آپی سے سوری بول دینا ٹھیک ہے" وہ محبت سے اسے سمجھا رہے تھے شنزرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر بعد وہ دوبارہ سو چکی تھی دلاور صاحب خاموشی سے اس کے پاس سے اٹھ کہ منال کے روم کی طرف گئے وہ جانتے تھے منال کا دل بہت نازک سا ہے زرا سی ٹھیس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ اندر داخل ہوئے تو منال بیڈ پہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"بیٹا آپ جانتی ہو نہ شزرا کی طبیعت خراب ہے اس لیے اس نے تھوڑا مس بیہو کر دیا اب طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تو دیکھنا فوراً تمہارے پاس بھاگی چلی آئے گی" وہ اسے نہایت شفقت سے سمجھا رہے تھے۔

"جانتی ہوں میں بابا اور مجھے برا نہیں لگا وہ میری گڑیا ہے میں کیوں اس کی بات کا برا مانوں گی۔۔۔۔ میں اس لئے رو رہی ہوں اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے ورنہ وہ ایسے کبھی نہیں کرتی" منال نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گی. ابھی وہ سو رہی ہے کچھ دیر میں اٹھے گی تو میڈیسن دے دینا" انہوں نے منال کے سر پہ ہاتھ رکھتے کہا۔

شام میں آزر گھر لوٹے تو تائی امی انہیں لاونج میں ہی دیکھ گئیں۔

"اتنا سناٹا کیوں ہے گھر میں ؟" انہوں نے ادھر اُدھر دیکھتے پوچھا ورنہ وہ ہمیشہ گھر آتے تھے تو شزرا انہیں سامنے ہی دیکھ جاتی یا کسی کونے سے شزرا کی ہنسی کی آواز آرہی ہوتی تو کبھی شزرا دادو سے ضد کرتی ہوئی دیکھائی دیتی مگر آج ہر طرف سناٹا چھایا تھا۔

"شزرا کی طبیعت خراب ہے اس لئے سناٹا چھایا ہے" تائی امی نے ان کے ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا اسے ؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا آج صبح سے نا جانے وہ شزرا کو کتنے ہی فون کے چکے تھے مگر اس سے رابطہ نہیں کو پایا ان کا دھیان بار بار جا کے شزرا میں ہی اٹک جاتا ان کا دل آج کچھ پریشان سا تھا انہیں اب اس کی وجہ سمجھ آئی۔

"بخار ہو گیا اسے ڈاکٹر نے کہا ہے اسٹریس کی وجہ سے ہوا ہے" تائی امی نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اسٹریس" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکے۔

"ہاں پتا نہیں کیا ہوا ہے بچی کو صحیح ہو تو زرا کچھ پوچھیں" تائی امی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تم آجاؤ چینیج کرلو پھر کھانا لگا دیتی ہوں" انہوں نے آزر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آزر وہاں سے اٹھ کے شزرا کے روم کی طرف گئے انہوں نے ناب گھمائی تو دروازہ بناء آواز کھلتا چلا گیا وہ اندر داخل ہوئے تو ان کی نظر شزرا کے سوئے ہوئے وجود پہ پڑی وہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا اس کا ماتھا اب بھی دہک رہا تھا آزر نے اس کے چہرے پہ آئی لٹوں کو

نرمی سے پیچھے کیا اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشان تھے۔

آزر کا لمس پا کے اس نے اپنی آنکھیں دھیرے سے کھول دیں سامنے ہی آزر چہرے پہ پریشانی لئے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"طبیعت کیسی ہے؟" آزر نے اس کا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے پوچھا۔

جانے کب سے رکے آنسو شزرا کی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"کیا ہوا کیوں رو رہی ہو" آزر یک دم اس کے آنسو دیکھ کے پریشان ہو گئے اسے سہارا دے کہ بٹھایا اور خود اسکے برابر میں آ کے بیٹھ گئے۔ وہ زارو قطار رو رہی تھی آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

وہ آزر کے سینے سے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"نہیں رو پلیز۔۔ کیا ہوا ہے؟" آزر نے نرمی سے اس کے بال سہلاتے ہوئے پوچھا ان کے خوبرو چہرے پہ تفکر ابھرا۔

"آپ کہاں تھے صبح سے؟" شزرا نے آنسوؤں کے درمیان پوچھا آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"میں سائٹ پہ تھا ابھی گھر آیا تو پتا چلا" آزر نے اسے اپنے بازوؤں میں سماتے نرمی سے کہا۔

"میں اب آگیا ہوں نہ آنسو صاف کرو اپنے" آزر نے ایک ہاتھ سے اس کے بہتے آنسو صاف کئے۔

"آپ وعدہ کریں مجھے کبھی چھوڑ کے نہیں جائیں گے" شزرا کا دل کسی انہونی سے ڈر رہا تھا وہ خود کو یقین دلا دینا چاہتی تھی۔

"میں نہیں جاؤں گا کبھی اپنی شزرا کو چھوڑ کہ" آزر نے اس کی پلکوں پہ اٹکے موتی اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ زرا سنبھلی تو سیدھی ہو کہ بیٹھ گئی مگر آنسو اب بھی رواں تھے۔

جب دل کے کورے کاغذ پہ کسی کے نام کی تحریر ابھرنے لگی تھی تو کیسے وہ اس کو مٹا دیتی۔

اب اس راہ کیسے قدم موڑ لیتی۔

"شزرا تم ایسے روگی تو میں پریشان ہو رہا ہوں" آزر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے محبت سے کہا۔

"میں نہیں رو رہی" اس نے اپنے آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ٹینشن لی ہے تم نے جو اتنا تیز بخار ہو گیا؟" آزر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو رہی تھیں اس لمحے وہ آزر کو اپنے دل کے بہت قریب لگی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں" اس نے سر جھکائے آہستگی سے کہا۔

"شزرا کوئی بھی بات ہو تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو" آزر اسے اپنے ساتھ کا یقین دلانا چاہتے تھے۔

"نہیں کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ بس سر میں تھوڑا درد ہے" اس نے بیڈ کراؤن سے سر ٹکا کر آنکھیں موندے ہوئے کہا۔

"میں منال کو کہتا ہوں کچھ تمہارے لئے کچھ کھانے کو لے آئے" آزر بول کر اس کے پاس سے اٹھنے لگے آزر کے منہ سے منال کا نام سن کر اس کے دل میں ایک کانٹا سا چبھا۔

"نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا" اس نے آزر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے پاس بیٹھ جائیں پلیز"

آزر نے اچھنبے سے اس کی طرف دیکھا آج وہ منال کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف متوجہ تھی ورنہ پہلے بھی اس کی طبیعت خراب ہوتی تھی تو اسے صرف منال کی ضرورت ہوتی تھی مگر آج وہ آزر کا ساتھ مانگ رہی تھی اس کی حالت کے پیش نظر آزر واپس بیٹھ گئے۔

کچھ ہی دیر بعد منال دوباہ اس کے لئے سوپ لے آئی شزرا نے اسے دیکھ کے نگاہیں پھیر لیں۔

"شزرا اٹھو بیٹا کچھ کھاو پھر میڈیسن لینی ہیں" منال نے اسے مخاطب کیا مگر وہ خاموش بیٹھی رہی۔

"منال تم جاؤ میں کھلا دیتا ہوں"

آزر نے منال کے ہاتھ سے سوپ کا باؤل لیا اور اسے کھلانے لگے اس بار شزرا نے کوئی ضد نہ کی بلکہ خاموشی سے کھالیا۔

پھر اسے میڈیسن دے کہ آزر نے اسے واپس لٹا کہ اس پہ بلینکٹ اوڑھا دیا کچھ دیر بعد دوائیوں کے زیر اثر ایک بار پھر وہ نیند کی وادی میں چلی گئی۔

آزر نے اس کے روئے روئے سے چہرے کی طرف دیکھا پتہ نہیں کیوں یہ لڑکی انہیں اپنی جان سے بڑھ کے معلوم ہونے لگی اس کی یہ حالت دیکھ کے وہ خود پریشان ہو گئے تھے۔

****

صبح شزرا کی آنکھ کھلی تو اس کی طبیعت قدرے بہتر تھی بخار کہ شدت کم تھی مگر اب بھی تھا کمزوری شدید ہو چکی تھی وہ آہستگی سے اٹھ کے بیٹھ گئی اسے اپنا دماغ شل سا محسوس ہوا اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گھومتا سر تھام لیا ابھی وہ اٹھ کے بیٹھی ہی تھی کہ منال اندر داخل ہوئی اسے دیکھ کے شزرا کا حلق تک کڑوا ہو گیا اس نے منہ پھیر لیا اس کا ایسے منہ پھیرنا منال کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکا وہ اپنی جگہ جیسے جم سی گئی اس کے سر پہ شاید حیرت کا پہاڑ

ٹوٹا تھا شزرا اس کے ساتھ ایسا رویہ کیوں رکھے تھی اسے سمجھ نہیں آیا مگر دوسرے ہی پل وہ خود کو سنبھال کے آگے بڑھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب شزرا؟" منال نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پیار سے پوچھا شزرا اس کی طرف دیکھے بغیر بیڈ سے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی وہ ہکا بکا اسے جاتے دیکھتے رہی اس نے اس کی بات کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ایسا کیا ہوا ہے جو شزرا اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کر رہی ہے آنکھ سے دو آنسو نکل کر بے مول ہوئے وہ سر جھٹکتے ہوئے اٹھی اور شزرا کے لئے ناشتہ لینے چلی گئی۔

شزرا فریش ہو کہ آئی تو روم میں منال موجود نہیں تھی شزرا دوپٹہ اوڑھتی ہوئی نیچے چلی گئی وہ نیچے پہنچی تو سب ڈائننگ ٹیبل کے گرد موجود تھے۔

"ارے شزرا تم۔۔۔ آؤ بیٹا" دادو نے اسے خاموش کھڑا دیکھ کے اسے اپنے پاس بلایا۔

"جی دادو" شزرا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے پاس آئی اور ان کے برابر میں رکھی خالی چیئر گھسیٹ کے بیٹھ گئی۔

منال جو نیچے اس کے لئے ناشتہ بنانے آئی تھی وہ خاموشی سے آ کے واپس بیٹھ گئی۔

"طبیعت کیسی ہے اب بیٹا؟" تائی امی نے اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک ہے اب" شزرا نے سر جھکائے کہا۔

وہ بہت خاموش سی تھی آزر نے اس کی طرف بغور دیکھا جو ہر وقت چہکتی رہتی تھی اب بلکل خاموش تھی اس کی خاموشی میں کچھ تھا جو آزر کو چبھ رہا تھا۔

ناشتے سے فراغت کے بعد سب لوگ ہال میں رکھے صوفوں کے گرد بیٹھے تھے آج چھٹی کا دن تھا تو سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

امین صاحب اور دلاور صاحب ایک طرف بیٹھے بزنس کے معاملات ڈسکس کر رہے تھے جبکہ ان کے برابر میں بیٹھے آزر لیپ ٹاپ میں سر دیئے بیٹھے تھے۔

تائی امی ایک طرف بیٹھی کپڑے تہہ کر رہی تھیں جبکہ شزرا دادو کی گود میں سر رکھے خاموش سے لیٹی تھی۔

تھوڑی دیر بعد منال شزرا کے لئے میڈیسن لے کہ آگئی۔

"شزرا اٹھو میڈیسن لے لو" منال نے پانی کا گلاس سامنے رکھی کانچ کی ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا مگر شزرا ان سنی کر کے لیٹی رہی۔

"شزرا میڈیسن" منال نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔

"مجھے نہیں لینی" شزرا نے روکھے لہجے میں کہا۔

"میڈیسن نہیں لو گی تو طبیعت کیسے ٹھیک ہو گی" منال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانا چاہا۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کو جب میں نے کہہ دیا نہیں لینی میڈیسن آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتا۔۔۔؟ کیوں میرے پیچھے پڑ گئیں ہیں آپ؟" شزرا نے ایک جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اٹھ کے بیٹھ گئی اس کی آواز قدرے اونچی تھی۔

دادو کے تسبیح ورد کرتے ہاتھ رک گئے انہوں نے گردن گھما کر قدرے چونک کر شزرا کو دیکھا جو آنکھوں میں آنسو بھرے منال کو دیکھ رہی تھی۔

"شزرا کیا بدتمیزی ہے یہ" دلاور صاحب اٹھ کے ان لوگوں کے پاس آگئے۔

"بابا رہنے دیں" منال نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کچھ بھی کہنے سے روکا۔

"بڑی بہن سے کوئی ایسے بات کرتا ہے" دلاور صاحب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

شزرا باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔

"چاچو رہنے دیں اس کی طبیعت خراب ہے ابھی" آزر اٹھ کے شزرا کے پاس آئے۔

"طبیعت خراب ہے تو کیا سب سے بدتمیزی کرو گی" دلاور صاحب نے کہا۔

شزرا نے ایک نظر آزر کی طرف دیکھا اور پلٹ کے روتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔

"میں دیکھتا ہوں" آزر وہاں سے شزرا کے روم کی طرف چلے گئے۔

آزر روم میں داخل ہوئے تو سامنے ہی شزرا بیڈ پہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی رو رہی تھی۔

"شزرا کیوں رو رہی ہو" آزر نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پیار سے پوچھا مگر وہ ہنوز روتی رہی۔

"تم ایسے اپنی طبیعت اور خراب کر لو گی" آزر نے اس کا مرمریں ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو چکی تھیں آنکھوں میں لال ڈورے تیر رہے تھے۔

"دیکھو کیا حالت کر لی ہے تم نے رو رو کے" آزر نے اسکے آنسو اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں" شزرا نے آنکھوں سے بہتے آنسو ہاتھ کی پشت سے بیدردی سے رگڑ دیئے۔

"بتاؤ مجھے کیا مسئلہ ہے کیوں ایسے بی ہیو کر رہی ہو" آزر نے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے پوچھا مضبوط بازوؤں کا سہارا ملتے ہی وہ مزید رو دی آزر نے اب کی بار اسے رونے دیا۔

اب وہ آزر کو کیسے بتاتی وہ انہیں کھونے کے ڈر سے گزر رہی ہے اس کی بہن ہی اس سے اس کی خوشیاں چھین رہی ہے اس نے اپنے درد کو اپنے آنسوؤں میں بہہ جانے دیا کچھ دیر بعد وہ قدرے سنبھلی تو آزر نے اسی نرمی سے خود سے اسے الگ کیا۔

"اب بتاؤ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو" آزر نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس طبیعت خراب ہے" شزرا نے جھکے سر کے ساتھ جواب دیا۔

"پہلے بھی ہوتی تھی لیکن تم ایسے بی ہیو تو نہیں کرتی تھیں" آزر جیسے کچھ کھوجنا چاہتے تھے۔

"میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں" شزرا نے ان سوالوں سے زچ آ کے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم آرام کرو اور کوئی ٹینشن نہیں لو" آزر نے اسے آہستگی سے لٹاتے ہوئے کہا اور روم سے باہر چلے گئے ان کے جانے کے بعد شزرا کے رکے آنسو ایک بات پھر بہنے لگے سوچ سوچ کے اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

صبح سے رات ہو گئی منال دوبارہ اس کے روم میں نہیں آئی۔

دروازے پہ ہلکا سا ناک ہوا وہ سیدھی ہو کے بیٹھ گئی دلاور صاحب آہستگی سے چلتے ہوئے آ کے اس کے برابر میں بیٹھ گئے.

"کیسی طبیعت ہے اب؟" وہ اس کے پاس بیٹھے پیار سے پوچھ رہے تھے وہ انہیں دیکھ کے اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہوں" اس نے دو لفظی جواب دیا۔

"آپ کو پتا ہے شزرا جب آپ پیدا ہوئی تھیں آپ کی مما ہمیں چھوڑ کے چلی گئیں" دلاور صاحب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا اسے ان کی آواز جیسے بھرائی ہوئی سی لگی شزرا نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا وہ ابھی یہ بات کیوں کر رہے تھے مگر وہ خاموش رہی۔

"آپ بلکل چھوٹی سی تھیں آپ کو پتا بھی نہیں تھا اس وقت کچھ لیکن منال دو سال کی تھی اسے پتا تھا کہ اس کی مما اسے چھوڑ کے چلی گئیں ہیں مگر پتا ہے اس نے پہلا سوال کیا کیا مجھ سے۔۔۔۔" دلاور صاحب نے تھوڑا رک کے شزرا کی طرف دیکھا وہ اب بھی نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"پتا ہے کیا سوال کیا کہ اب اس چھوٹی سی بے بی کا کیا ہو گا؟" بولتے بولتے ان کی آواز بھر آئی۔

"وہ آپ کو پا کے اپنی ماں کا غم تک بھول گئی تھی وہ دن رات آپ میں مصروف رہتی وہ اپنی ماں کے مرنے پہ کبھی ہمارے سامنے نہیں روئی مگر میں جانتا ہوں وہ اکیلے میں بہت روتی تھی مگر آپ کو اس نے کبھی رونے نہیں دیا آپ میں جان بستی ہے اس کی" شزرا ان کے کندھے پہ سر رکھے سب سن رہی تھی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

"پھر آپ دونوں بڑی ہوتی گئیں اور آپ کے لئے منال کا پیار دن بہ دن بڑھتا گیا اور منال خود کو نظر انداز کئے آپ کی ذات میں مصروف رہی اسے ہر وقت یہی فکر ستاتی رہتی شزرا نے کچھ کھایا یا نہیں اسے کچھ چاہیے یا نہیں اس کی زندگی تو بس آپ کے گرد ہی گھوم رہی ہے نہ اور کون ہے اس کی زندگی میں آپ کے سوا" وہ سانس لینے کے لئے کچھ پل رکے تھے شزرا جیسے گم سم سی بیٹھی تھی وہ سچ ہی تو بول رہے تھے منال کی زندگی میں کیا تھا شزرا کے سوا۔۔۔!!!!

"اب آپ بتاؤ کیا یہ صحیح ہے جو آپ نے منال آپی سے ایسے بات کی" وہ نرمی سے اس کی طرف دیکھ کے پوچھ رہے تھے وہ ندامت سے سر جھکا گئی۔

"آئی ایم سوری بابا" وہ سر جھکائے بول رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا آپ آپی سے بات کر لو اسے برا نہیں لگا ہو گا" انہوں نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جی بابا" اس نے آنسو پیتے ہوئے کہا۔

اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کرنے جا رہی تھی وہ کیسے منال کے ساتھ ایسا بی ہیو کر سکتی تھی اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا وہ آزر کی وجہ سے کیوں منال سے دور ہو رہی تھی وہ اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کے منال کے روم کی طرف بڑھی اس نے ہلکے سے دروازہ کھولا تو دروازہ کھلتا چلا گیا منال دروازے کی طرف پشت کئے رائٹنگ ٹیبل کے گرد بیٹھی تھی وہ اسی ڈائری پہ جھکی کچھ لکھ رہی تھی شزرا کے دماغ میں ایک بات پھر جھکڑ سے چلنے لگے اس کے قدم اٹھنے سے انکاری ہو گئے آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں جو کسی بھی لمحے چھلکنے کو بیتاب تھیں اس کے چہرے پہ کچھ کھونے کا ڈر واضح طور پہ دیکھ رہا تھا وہ الٹے قدموں وہاں سے واپس آئی اور بیڈ پہ گر کے ایک بار پھر رو دی۔

وہ نہیں جانتی تھی زندگی کبھی ایسا موڑ بھی لے گی کہ اسے زندگی ہی بھاری لگنے لگے گی وہ بس روئے جا رہی تھی۔

منال یا آزر میں سے وہ کسے چنے یہی سوچ سوچ کے وہ پاگل ہونے لگی سر کا درد بڑھتا ہی جا رہا تھا اگر اس نے دونوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑا تو دونوں کی ٹوٹ کے بکھر جاتے دونوں ہی اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز تھے اور وہ اس کا کیا وہ کیسے رہ سکتی تھی کسی ایک کے بھی بغیر۔۔۔

پوری رات آنکھوں میں بسر ہوئی تھی سوچ جیسے دو لوگوں کے گرد اٹک کے رہ گئی ساری رات وہ کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے بیٹھی رہی اسے فیصلہ لینا تھا اور جلد ہی لینا تھا۔

صبح کاذب کی ہلکی ہلکی سپیدہ نمودار ہوئی تو اس نے نظریں گھما کے کھڑکی کے پار اترتے سورج کو دیکھا جو پوری آب و تاب سے چمکنے کے لئے بے قرار تھا صبح کی انوکھی سی ٹھنڈک ماحول میں رچی ہوئی تھی اس کی آنکھیں ساری رات جاگنے کے باعث سرخ تھیں مگر وہ مطمئن تھی اس کے چہرے پہ ایک فیصلہ کن تحریر رقم تھی۔

آج وہ پورے دو دن بعد آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی آنکھیں اندر کو دھنسی تھیں آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے واضح تھے گلاب سی رنگت پیلی پڑ گئی تھی الجھے بال اور بکھرے حلیئے کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔

عشق بھی انسان جو کیسے کیسے ناچ نچاتا ہے جو ناچنا نہ چاہیں ان کے کانوں میں پیار کے دو لفظ پھونک کر ان کے پیروں کو تھرکنے پہ مجبور کر دیتا ہے۔

وہ مطمئن تھی اس کے چہرے پہ کسی قسم کی پریشانی ڈر یا خوف نہیں تھا وہ جیسے ہر ڈر ہر خوف کو اپنے ندر سے نکال پھینک آئی تھی سب سے بڑی بات وہ اب رو نہیں رہی تھی۔

وہ شاور لینے چلی گئی شاور لے کہ باہر آئی تو اسے اپنا وجود آج ہلکا پھلکا محسوس ہوا اس نے بیڈ پہ پڑا دوپٹہ اٹھا کے کندھے پہ ڈالا گیلے بال پشت پہ بکھرے تھے۔ وہ بالکونی کا دروازہ کھول کر وہاں جا کے کھڑی ہو گئی اس کا ذہن ہر

قسم کی سوچ سے خالی تھا۔اس دو منزلہ سفید گھر میں دن معمول کے مطابق نکل آیا تھا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے گیٹ پہ چوکیدار اونگھتے ہوئے پہرہ دے رہا تھا اس کے برابر میں بندھا جرمن شیفرڈ وہ بھی شاید اونگھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اسے آزر جاگنگ سے واپس آتے دیکھائی دیئے بلیک ٹراوزر پہ وائٹ رف سی شرٹ پہنے جس میں ان کا کسرتی بدن نمایاں تھا گھنے بال ماتھے پہ بے ترتیبی سے بکھرے تھے۔

اب وہ جرمن شیفرڈ ان کے قدموں میں لوٹ رہا تھا اور وہ پیار سے اس کی کمر پہ ہاتھ پھیر رہے تھے پھر شاید وہ کسی بات پہ مسکرائے تھے ان کی آنکھوں کی چمک واضح تھی اسے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا وہ اس لمحے کے سحر میں جکڑ گئی تھی اس کا چاہا کہ وقت یہیں رک جائے اور وہ ایسے ہی کھڑے انہیں دیکھتی رہے۔

نظروں کی تپش محسوس کرکے آزر نے سر اٹھا کر شزرا کے روم کی طرف دیکھا انہیں شزرا بالکونی میں ہی کھڑی نظر آئی وہ بے خودی کے عالم میں انہیں تک رہی تھی ارد گرد سے بے نیاز شاید اس کی نظروں میں ہر منظر دھندلا گیا تھا صرف آزر ہی ہر منظر پہ چھائے تھے دیکھتے ہی دیکھتے آنسو اس کا گال بھگو گئے تھے مگر وہ ہر چیز سے بے پرواہ انہیں اپنی نظروں میں اتار رہی تھی۔

آزر نے اسے دیکھ کے ہاتھ ہلایا شزرا بھی خیالوں کی رو سے باہر آئی اور چونک کے ادھر اُدھر دیکھا آزر سر اٹھائے کھڑے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے اس نے بھی مسکرا کے ہاتھ ہلا دیا۔فاصلے کی وجہ سے آزر اس کے آنسو نہ دیکھ سکے اور سر جھکا کے پیچھے ہٹ گئی آزر بھی مسکراتے ہوئے اندر چلے گئے۔

جھلساتا سورج اپنی پوری شان سے آسمان پہ روشن تھا چرند پرند سب اپنے اپنے آشیانوں میں دبکے بیٹھے تھے ہر طرف ایک ہو کا سا عالم تھا ایسے میں شزرا لان میں لگے ایک سایہ دار درخت کے نیچے سر جھکائے بیٹھی کسی گہری

سوچ میں غرق تھی ایک ہاتھ گھٹنوں کے گرد بندھا تھا تو دوسرے ہاتھ سے گھاس نوچ نوچ کے پھینک رہی تھی اسی اثناء میں کسی نے اسے پکارا تھا اس نے سر اٹھا کے دیکھا تو منال ہاتھ باندھے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں یہاں بیٹھ جاؤں؟" وہ کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"جی" شزرا نے سنبھل کے اسے جواب دیا وہ کل صبح اپنی کی گئی بدتمیزی کے بعد اب منال کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پہ زرا بھی ناراضگی کا شائبہ نہیں تھا بلکہ دھیمی سی مسکان تھی شزرا اسے دیکھ کے دوبارہ سر جھکا گئی۔

کافی دیر دونوں کے بیچ خاموشی حائل رہی۔

"ہماری دوستی ہو سکتی ہے کیا دوبارہ؟" منال نے اس کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا شزرا نے حیرت سے سر اٹھا کے اسے دیکھا جو اپنا ہاتھ آگے کیئے اس کے سامنے بیٹھی تھی شزرا بے اختیار اس کے گلے لگ گئی اور بے رو پڑی۔

"گڑیا رو کیوں رہی ہو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے" منال نے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا" منال نے اسے خود سے الگ کر کے اس کے آنسو پونچھے۔

"میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی" اس نے شزرا کی تھوڑی اوپر کرتے ہوئے مسکرا کے کہا۔

"تم نے کچھ نہیں کھایا صبح سے یہ بتاؤ بھوک لگی ہے" منال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی" شزرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں کچھ بنا دیتی ہوں تمہاری پسند کا" منال نے مسکرا کے کہا اور اندر چلی گئی شزرا خالی خالی نگاہوں سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

وہ شام میں لان میں کھڑی آزر کا انتظار کر رہی تھی کچھ دیر بعد ہی اسے آزر آفس سے آتے دیکھائی دیئے بلیک شرٹ پہنے اور فولڈ کی ہوئی آستینیں جس میں ان کے مضبوط ہاتھ کچھ اور مضبوط لگ رہے تھے وہ سیدھے چلتے ہوئے اسی کی طرف آئے۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ اس کے سامنے کھڑے خوشگوار موڈ میں اس سے پوچھ رہے تھے۔

"آپ کا انتظار کر رہی تھی" شزرا نے سر جھکائے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" آزر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ آپ کے سوال کا جواب دینا ہے" وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔

"کیا" آزر خوشی کے مارے اچھلے تھے جبکہ وہ ان سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

"وہ میں۔۔۔۔۔" شزرا نے کچھ بولنا چاہا۔

"رکو رکو۔۔۔۔۔" آزر نے اپنی خوشی ضبط کرتے ہوئے اسے روکا شزرا نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔

"یہاں نہیں" انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سرگوشی کی۔

"جہاں محبت کا اظہار ہوا تھا وہیں اقرار ہو گا" انہوں نے اس کی گہری جھیل سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"آپ میری بات۔۔۔۔۔۔" شزرا نے کچھ بولنا چاہا مگر آزر نے اسے روک دیا۔

"اب جو بات ہو گی وہ وہیں جا کے ہو گی" آزر کا دل خوشی سے جھوم اٹھا وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے روم کی طرف گئے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے ان کے پیچھے ہولی روم میں جا کر انہوں نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

"تم یہیں کھڑے رہو میں پانچ منٹ میں آتا ہوں" وہ اسے وہیں چھوڑ کر تیزی سے اس نے روم سے نکل گئے وہ نا سمجھی کے عالم میں وہیں کھڑی رہی چند منٹ بعد وہ واپس اس کے روم میں آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا۔

"یہ پہن کے تیار ہو جاؤ" انہوں نے وہ بیگ اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس میں؟" شزرا نے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جہاں ایک انوکھی ہی خوشی پھیلی تھی۔

"اس میں ڈریس ہے پلیز جلدی سے تیار ہو جاؤ بس تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں" انہوں نے جلدی میں کہا۔

"آپ میری بات تو سنیں" شزرا نے ایک بات پھر کچھ کہنا چاہا مگر وہ اس کی بات ان سنی کر گئے۔

"میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی آؤ" وہ بولتے ہوئے باہر کی طرف چلے گئے۔

شزرا نے شاپنگ بیگ سے ڈریس نکالا وہ سیاہ رنگ کا ڈریس تھا اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے اس ڈریس کی طرف دیکھا اور تیار ہونے چلی گئی۔

وہ تیار ہو کہ نیچے آئی تو گھر میں کوئی نہیں تھا سب لوگ کسی رشتہ دار کی طرف گئے تھے وہ اپنی خراب طبیعت کی وجہ سے نہ جا سکی تھی وہ گھر سے باہر آئی تو آزر گاڑی میں بیٹھے اس کا ویٹ کر رہے تھے وہ انہیں سامنے سے آتی دیکھائی دی۔

سیاہ لباس میں اس کا ملکوتی حسن دمک رہا تھا لمبے سلکی بال کھلے ہوئے پشت پہ بکھرے پڑے تھے وہ چاہ کے بھی اس سے نظریں نہ ہٹا پائے وہ اب گاڑی کا دروازہ کھول کے ان کے برابر میں بیٹھ چکی تھی شزرا نے ان کی طرف دیکھا تو وہ اس کی ذات میں مکمل طور پہ کھوئے ہوئے تھے۔

"آپ پلیز پہلے میری بات سن لیں" شزرا نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا نہ جو بات ہو گی وہیں جا کے ہو گی" آزر نے اس کے چہرے پہ آئی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا وہ جھجھک کے پیچھے ہٹی وہ مسکرا کے سیدھے ہو گئے اور کار اسٹارٹ کر دی کار تیزی سے منزل کی جانب رواں دواں تھی جبکہ شزرا خاموشی سے بیٹھی شیشے کے پار بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی دونوں کے بیچ خاموشی حائل تھی شاید یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی یا کسی کی زندگی میں خوشیاں لانے والی تھی۔

گاڑی ساحل کے کنارے رکی تو دونوں نیچے اتر آئے شزرا کا دل ڈوب ڈوب کے ابھر رہا تھا آزر اس نے اس کا نازک سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا اور اسے لے کہ آگے بڑھے اب اس میں اتنی ہمت بھی نہیں رہی تھی کہ وہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ چھڑا پاتی وہ ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانوں پہ چلتی چلی گئی اب لہریں ان کے پیروں کو چھو کے جا رہی تھی آزر نے اس کا چھوڑا اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے وہ بند لبوں پہ مٹھی جمائے کھوجتی نگاہوں سے اس کا پریشان چہرہ دیکھ رہے تھے جو اپنی نظریں اٹھانے کی بھی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

"ادھر دیکھو میری طرف" آزر نے دو انگلیوں سے تھوڑی اٹھاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا

اس نے نظریں اٹھا کے دیکھا آنکھوں میں ایک اور سمندر موجزن تھا۔

آزر دم بخود سے اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ رہے تھے۔

"یار محبت کا اقرار ہی تو کرنا ہے اور تم تو ایسے رونے دھونے بیٹھ گئیں جیسے پتہ نہیں کرنا مشکل کام ہے" آزر نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کے کہا۔

"مجھے آج لگ رہا ہے مجھے تم سے صرف محبت نہیں رہی بلکہ عشق ہو چکا ہے" وہ اس کا ہاتھ پکڑے اپنی ہی دھن میں بولے جا رہے تھے اور وہ بھیگتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"آج مجھے لگ رہا ہے میں دنیا کا خوش قسمت ترین انسان ہوں میں نے جسے چاہا وہ مجھے مل گیا" انہوں نے آسمان پہ روشن پورے چاند کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا جس کی چاندنی ان دونوں کے ارد گرد پھیلی تھی۔

"میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی" شنزرا نے سر جھکائے دھیمی آواز میں کہا آزر ساکت ہوئے تھے انہوں نے نے چاند سے نظریں ہٹا کر شنزرا کے چہرے کی طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا انہیں اپنی سماعت پہ شک گزرا انہیں ایک پل کے لئے لگا ان کی دھڑکنیں ساکت ہوئی ہیں کائنات کی ہر شے جیسے تھم سی گئی تھی چاند اپنی چاندنی لے کہ بدلیوں کے پیچھے جا چھپا تھا اب ہر طرف اندھیرا تھا شور مچاتی بے ہنگم لہریں جیسے سکوت کے عالم میں چلی گئیں تھیں سمندر ایک دم پر سکون ہو گیا۔

"کیا کہا۔۔۔؟" آزر نے بمشکل خود کو سنبھال کے پوچھا انہیں اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

ایک انجانی سی آواز۔۔۔۔۔۔۔!!!

"آپ نے مجھ سے میرا جواب مانگا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ میری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا اور میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی" وہ انہیں اپنا جواب سنا کر ان کو انہی کے کہے گئے الفاظ کی زنجیر میں باندھ چکی تھی۔

وہ شاید کچھ بولنے کا قابل نہیں رہے تھے بس خالی خالی نگاہوں سے اس حسن کے مجسمے کو دیکھ رہے تھے جو بیدردی سے ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی اور وہ اپنا درد بھی نہیں دیکھا پا رہے تھے انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ چینخیں چلائیں روئیں یا کیا کریں ان کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو چکی تھیں سانسیں بھی سینے میں اٹک رہی تھیں۔

"تم مجھ سے پیار کرتی ہو" وہ اسے بتا نہیں رہے تھے خود کو یقین دلا رہے تھے۔

"میں آپ سے پیار نہیں کرتی" شنزرا نے ہنوز نظریں جھکائے سرد لہجے میں کہا آزر پہ جیسے جنونیت سوار ہوئی تھی انہوں نے شنزرا کے بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا گرفت اتنی سخت تھی کہ انگلیاں اس کے بازو میں گھسی جا رہی تھیں۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔۔۔۔" وہ جیسے اپنے آپے میں نہیں رہے تھے۔

"تمہاری آنکھوں میں، میں اپنے لئے محبت صاف دیکھ سکتا ہوں تم جھوٹ بول سکتی ہو لیکن تمہاری آنکھیں نہیں" انہوں نے اس کی نظروں میں نظریں جمائے غرا کے کہا۔

"میں نہیں کرتی آپ سے پیار اب کیا زبردستی کریں گے میرے ساتھ" شزرا نے ان کی بانہوں کی قید سے خود کو آزاد کرواتے ہوئے تلخی سے کہا۔

"مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے مجھے بتاؤ میں معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں" آزر ٹوٹے بکھرے سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے مگر اس کا دل جیسے پتھر کا ہو گیا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے" شزرا نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا اور جانے کے لئے پلٹی۔

"یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟" شزرا کے بڑھتے قدموں کو آزر کی آواز نے جکڑ لیا وہ ایک انچ بھی نہیں ہل سکی اس کی پتھرائی آنکھیں بھیگی تھیں

اس نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو پونچھے اور پلٹ کے آزر کو دیکھا جو سپاٹ چہرہ لئے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہاں" اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اس کا چہرہ خواب ہوا تھا

"کیوں نہیں کرنا چاہتی مجھ سے شادی" وہ کی طرف دیکھ کے آس سے پوچھ رہے تھے ان کی آواز میں ریت تھی جو شاید دونوں کی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔

"میں آپ سے پیار نہیں کرتی" اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی مگر خود کو مضبوط ظاہر کئے وہ کھڑی رہی آزر کے دل کے کئی ٹکڑے ہوئے۔

"کیا کبھی پیار نہیں ہو سکتا؟ میں ساری زندگی انتظار کرنے کو تیار ہوں" ٹوٹی بکھری حالت میں ایک آخری امید کے سہارے وہ اس سے سوال پوچھ رہے تھے۔

"نہیں۔۔۔ کبھی نہیں ہو سکتا" اس نے اٹل لہجے میں کہا مگر اس کا لہجہ توڑ پھوڑ کا شکار تھا چند لمحے آزر حسرت و یاس کی تصویر بنے اسے دیکھتے رہے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں نے وعدہ کیا تھا نہ اگر تمہارا جواب انکار میں ہو گا تو میں کبھی تمہاری مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا تو آج کے بعد تم مجھے اپنے کسی بھی راستے میں کھڑا نہیں پاؤ گی" آزر نے اس کی طرف بغیر دیکھے کہا اور گاڑی کی طرف بڑھ گئے اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی شزرا بت بنی وہیں کھڑی رہ گئی وہ انہیں جاتا دیکھتی رہی اس کی سانسیں دہک اٹھی تھیں اس کا دل کیا وہ بھاگ کے جائے آزر کے سینے سے لگ جائے اور اپنے دل پہ لگا ایک ایک زخم انہیں دیکھا دے مگر اب۔۔۔۔۔!!!!

دل کا ہر زخم چھپانا تھا

دل چھلنی ہو تو بھی مسکرانا تھا

وہ اپنے مضمحل قدم اٹھاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول بیٹھ گئی اس کی بیٹھتے ہی گاڑی ایک جھٹکے سے اسٹارٹ ہوئی کار کی اسپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی آزر اسے اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہے تھے بالآخر گاڑی گھر کے پورچ میں جاکے رکی آزر گاڑی سے اتر کر اس کی طرف دیکھے بغیر اندر چلے گئے

ساری رات دونوں کی آنکھوں میں کٹی تھی دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے جاگ رہے تھے شزرا نے جو فیصلہ کیا تھا اب وہ اس سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں تھی چاہے وہ سسک سسک کے مر جائے مگر اپنی بہن کو خوشیاں دے کہ ہی رہے گی آج تک منال شزرا کے لئے اپنی چیزیں چھوڑتی آئی تھی مگر شزرا نے آزر کو چھوڑ کے سارا حساب برابر کر دیا تھا وہ جانتی تھی یہ کانٹوں کا سفر ہے مگر پھر بھی وہ اسی پہ چلنا چاہتی تھی۔

آزر اپنے ٹوٹے بکھرے سے وجود کو سنبھالے کی کوششوں میں مصروف ہلکان ہو چکے تھے انہوں نے خود شزرا کی آنکھوں میں اپنے لئے پیار دیکھا تو اب وہ کیسے بیگانگی دیکھا سکتی تھی وہ کیسے ان سے منہ موڑ سکتی تھی انہوں نے

شزرا کے لئے اپنی آنا تک کو مار ڈالا تھا وہ آزر جو ہمیشہ چپ چپ سے رہتے تھے اب بولنے لگے تھے محبت نے اک کی زندگی میں گلاب کھلا دیئے تھے مگر اب وہی گلاب ان کی زندگی سے نوچ کی پھینک دیئے گئے ان کی زندگی ویرانے میں بدل دی گئی اب ان کی آنا انہیں شزرا کی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دے رہی تھی وہ واپس اپنے خول میں سمٹ چکے تھے ساری رات انہوں نے ٹوٹتے بکھرتے اور خود کو سمیٹتے ہی گزاری تھی اور صبح تک وہ خود کو مکمل طور پہ سمیٹ چکے تھے کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ رات ان پہ کیا قیامت گزری ہے وہ فریش موڈ کے ساتھ ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھے مگر شزرا وہاں موجود نہیں تھی وہ ابھی آزر کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اسے وقت چاہیے تھا وہ اتنی مضبوط نہیں تھی۔

آج ناشتہ کرتے ہوئے آزر کے دل میں شزرا کو دیکھنے کی خواہش نہیں جاگی تھی ان کا دل خود کو ٹھکرائے جانے کے بعد شاید پتھر ہو چکا تھا۔

کئی دن ایسے ہی خاموشی کی نظر ہو گئے پھر ایک رات آزر تھکے ہارے گھر آئے تو سلمہ بیگم انہی کے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔

"آزر کتنی بار بولا ہے گھر جلدی آیا کرو" آزر کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر انہوں نے انہیں ڈانٹا جنہوں نے اب گھر دیر سے آنا اپنا معمول بنا لیا تھا وہ اب بارہ بجے سے پہلے گھر نہیں آتے تھے صبح بھی منہ اندھیرے بغیر ناشتہ کئے گھر سے نکل پڑتے اب وہ مکمل طور پہ اپنی ذات کے خول میں قید ہو کے رہ گئے تھے۔

"امی کام تھا اس لئے لیٹ ہو گیا ہوں" انہوں نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے تھکے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

"تم چلو اپنے روم میں جلدی فریش ہو جاؤ میں کھانا لے کہ آتی ہوں" آزر اثبات میں سر ہلا کے اپنے روم میں چلے گئے۔

سلمہ بیگم کھانے کی ٹرے لے کہ ان کے روم میں گئیں تو وہ آئینے کے سامنے کھڑے تولیے سے گیلے بال پونچھ رہے تھے انہیں دیکھ کے آزر بیڈ پہ آ کے بیٹھ گئے وہ خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب سلمہ بیگم نے بات کا آغاز کیا۔

"آزر اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے" سلمہ بیگم نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے رسان سے کہا آزر بنا کوئی جواب دیئے سپاٹ چہرے کے ساتھ کھانا کھاتے رہے۔

"تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو" سلمہ بیگم نے ان کا سپاٹ چہرہ دیکھ کے ٹھٹھک کے کہا.

"نہیں میری کوئی پسند نہیں ہے" آزر کے حلق میں نوالہ اٹکا تھا انہوں نے پانی کا گلاس اٹھا کے لبوں سے لگا لیا شہزرا کا مٹا مٹا سا نقش ان کی آنکھوں کے سامنے لہرایا مگر اگلے ہی پل وہ خود کو سنبھال چکے تھے۔

"ٹھیک ہے اگر تمہاری کوئی پسند نہیں ہے تو تم ہماری پسند کی لڑکی سے شادی کر لو" سلمہ بیگم نے ان کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا آزر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"منال بہت پیاری بچی ہے وہ تمہیں بہت خوش رکھے گی" سلمہ بیگم انہی ہی دھن میں بولے جا رہی تھیں جبکہ آزر منہ کھولے ان کی طرف دیکھ رہی تھے۔

"منال۔۔۔۔۔۔۔۔" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں منال۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا" سلمہ بیگم نے ان کا حیرت زدہ چہرہ دیکھ کے سوال کیا۔

"لیکن امی منال کے بارے میں میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا" آزر نے ہلکا سا احتجاج کیا۔

"بیٹا ہم سب چاہتے ہیں تمہاری شادی منال سے ہو" سلمہ بیگم نے پیار سے کہا آزر خاموش بیٹھے رہے۔

"ٹھیک ہے پھر آپ لوگوں کی مرضی ہے" آزر نے جواب دیا مگر دور کہیں ان کا دل ایک بار پھر ویران ہو گیا تھا۔

اگلی صبح اس گھر میں ڈھیر ساری خوشیاں لے کہ آئی تھی ہر چہرہ کھلا کھلا سا تھا آزر نے اس رشتے کے لئے حامی بھر کے ایک عرصے بعد اس گھر میں خوشیوں کے دیپ روشن کئے تھے۔

آج چھٹی کا دن تھا تو گھر میں سب لوگ موجود تھے شزرا نیچے آئی تو سب لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے وہ نا سمجھی سے سب کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ آزر سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے وہ نا سمجھی سے سب کی طرف دیکھتی ہوئی آگے بڑھی۔

"آؤ شزرا یہ لو منہ میٹھا کرو" تائی امی نے شزرا کی طرف مٹھائی کی پلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ کیا ہوا ہے؟" شزرا نے مٹھائی اٹھاتے ہوئے پوچھا اور ایک نظر منال کی طرف دیکھا جو شرمائی لجائی سی بیٹھی تھی۔

"آزر اور منال کی اس ہفتے منگنی کی تاریخ رکھ دی گئی ہے" تائی امی نے خوشی سے چہکتے ہوئے بتایا شزرا اپنی جگہ سن سی کھڑی رہ گئی اس پہ سر پہ دھماکہ ہوا تھا ابھی تو وہ خود کو مکمل طور پہ سنبھال بھی نہ پائی تھی اور ایک اور امتحان اس نے کرب سے آنکھیں میچیں اس نے آزر کی طرف دیکھا ان کے چہرے پہ شاید استہزائیہ مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی تھی وہ خود کو سنبھال کے منال کی طرف بڑھی اور اسے گلے لگا کے مبارکباد دی۔

"ٹائم بہت کم ہے منال شزرا تم دونوں جلدی جلدی اپنی شاپنگ مکمل کر لو" تائی امی نے ان دونوں کو نصیحت کی۔

"آزر کل تم ان لوگوں کو شاپنگ پہ لے جانا" اس بار تائی امی نے آزر کو مخاطب کر کے کہا اور ہر چیز سے بے نیاز بیٹھے تھے۔

"جی امی" ان کا لہجہ ہر قسم کے تاثر سے خالی تھا۔

شام میں منال اپنے روم میں کھڑکی کے سامنے کھڑی دور افق پہ ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی تبھی دروازے پہ ہلکا سا ناک ہوا۔

"آجائیں" منال نے اجازت دی شزرا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی۔

"تم کب سے دروازہ ناک کر کے آنے لگیں" منال نے اس کے مضمحل چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سوچا اب سدھر جانا چاہیے بہت بچپنا ہو گیا" شزرا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"مجھے تو شرارتی سی شزرا ہی اچھی لگتی ہے" منال نے محبت سے کہا۔

"آپی آپ خوش ہو نہ؟" شزرا نے اس چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں خوش ہوں" منال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میری دعا ہے آپ ہمشہ خوش رہیں" شزرا نے منال کے گلے لگتے ہوئے کہا اور نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

آزر اور منال کے رشتے کی بات سن کے آزر کے ماموں مامی ان لوگوں کو مبارکباد دینے ان کے گھر تشریف لائے تھے ساتھ برہان اور سویرا بھی تھے برہان تو ان لوگوں کو چھوڑ کر تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر کسی ضرور کام سے چلا گیا تھا سب لوگ ہال میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے رات پہ کھانے کے لئے آزر اور برہان کا ہی انتظار ہو رہا تھا کچھ دیر بعد پورچ میں گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔

آزر اور برہان ایک وقت پہ گھر پہنچے تھے دونوں گاڑیوں سے اترے تو ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہوا۔

برہان آزر کی طرف بڑھا اور اس سے ہاتھ ملا کر اس کے رشتے کی مبارکباد دی۔

"بہت بہت مبارک ہو" برہان نے مسکراتے ہوئے کہا

"بہت شکریہ" آزر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مبارکباد قبول کی۔

"ویسے میں حیران ہوں تمہارا رشتہ منال سے ہونے پہ" برہان نے لہجے میں حیرت اور افسوس سموئے ہوئے کہا۔

"اس میں حیرانی کی کیا بات" آزر نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا تھا۔

"اس دن تم جس طرح شزرا کو پورے استحقاق کے ساتھ میرے سامنے سے لے کہ گئے تھے مجھے بہت کچھ سمجھنے پہ مجبور کر گئے تھے" برہان نے انہیں یاد دلایا آزر کے لبوں پہ ایک درد بھری مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی۔

"قسمت ہر ایک پہ تو مہربان نہیں ہوتی نہ" آزر نے تلخی سے کہا اور اندر جانے کے لئے قدم بڑھائے۔

"تو کیا میں یہ سمجھوں کہ قسمت مجھ پہ مہربان ہونے والی ہے" برہان نے آواز نے ان کے بڑھتے قدم روکے تھے ان کا دل کسی پرندے کی مانند لرزا ان کا چہرہ تاریک ہوا تھا انہوں نے پلٹ کے خونخوار نظروں سے برہان کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل ان کے ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ گئے۔

"شزرا کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھنا وہ صرف میری ہے" انہوں نے برہان کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے چلا کے کہا۔

"شادی بڑی بہن سے کر رہے ہو اور نظریں چھوٹی بہن پہ" برہان نے ان کے ہاتھ سے اپنا کالر چھڑواتے ہوئے تلخی سے کہا اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتے ہوئے اندر چلا گیا پیچھے آزر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کھڑے رہ گئے۔

"شزرا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں آزر آتا ہی ہو گا" تائی امی نے شزرا کو گھر کے حلیئے میں پھرتے دیکھ کے ٹوکا۔

"میں نے آزر کو کال کی ہے وہ آفس سے نکل چکا ہے جاؤ جلدی تیار ہو دیکھو منال تیار بھی ہو گئی" انہوں نے سیڑھیاں اترتی منال کی طرف دیکھ کے کہا جو اب ان لوگوں کی طرف آ چکی تھی۔

"تائی امی میں کیا کروں گی جا کے" شزرا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"شزرا میں اکیلے کیسے پسند کروں گی ڈریس تم بھی چلو ساتھ" منال نے شزرا کی بات سن کے اسے کہا۔

"رہنے دو اگر شزرا نہیں جانا چاہتی تو" آزر نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے ان کی باتیں سن لی تھیں شزرا سر جھکا کے رہ گئی۔

"شزرا تم نہیں جاؤ گی تو میں بھی نہیں جاؤں گی" منال نے ضدی لہجے میں کہا

"میں آتی ہوں تیار ہو کے" اور آزر کی طرف دیکھے بغیر اپنے روم میں چلی گئی روم میں آتے ہی رکے ہوئے آنسو ایک تواتر سے بہنے لگے۔

وہ خود کو سنبھال کے تیار ہو کے نیچے آئی تو دونوں اسی کا انتظار کر رہے تھے وہ لوگ تائی امی کو خدا حافظ کہہ کر باہر آ گئے۔

منال آزر کے برابر میں فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی جبکہ شزرا پیچھے بیٹھی تھی اس نے ایک بار بھی آزر کی طرف نہ دیکھا وہ سارے راستے خاموش بیٹھی رہی منال نے اسے مخاطب بھی کیا تو بس ہوں ہاں میں جواب دے کہ خاموش ہو گئی۔

گاڑی مال کی پارکنگ میں رکی تینوں نیچے اتر آئے۔

"تم لوگ چلو میں ایک امپورٹنٹ کال کر کے آتا ہوں" آزر نے منال کو مخاطب کر کے کہا وہ دونوں اندر چلی گئیں آزر شزرا کو دور تک اندر جاتے دیکھتے رہے اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ خوش تھی تو وہ کیوں اپنا دل جلا رہے تھے انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور موبائل کان سے لگا لیا۔

کچھ دیر بعد وہ اندر پہنچے تو منال اور شزرا ایک شاپ میں کھڑی ڈریس سلیکٹ کر رہی تھیں آزر بھی ان کے برابر میں جا کھڑے ہوئے بیزاری چہرے پہ واضح تھی۔

"آزر یہ کیسا ہے؟" منال نے ہلکے گلابی رنگ کا ایک ڈریس اٹھا کر آزر کو دکھایا۔

"ہاں ٹھیک ہے" آزر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میم پلیز یہ آپ ٹرائے کرلیں" سلیز گرل نے منال کو مخاطب کر کے کہا۔

"اوکے" منال اسے جواب دے کہ ڈریس ٹرائے کرنے چلی گئی۔

شزرا وہاں خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی آزر نے ایک نظر اسے دیکھا اور آگے بڑھ کے ایک ڈریس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیلز گرل سے وہ ڈریس نکالنے کو کہا۔

سیلز گرل نے وہ ڈریس نکال کے دیکھایا تو اس کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کرنے والی تھی پیچ کلر کی میکسی پہ سلور کام اپنی چھب دکھلا رہا تھا۔

"اسے پیک کر دیں" آزر نے سیلز گرل کو مخاطب کر کے کہا شزرا ان سے بے تعلق سی کھڑی تھی۔

کچھ دیر میں منال بھی آگئی آزر ڈریس کی پیمنٹ کر کے شاپ سے باہر آگئے ان کے پیچھے وہ دونوں بھی آگئیں ڈریس کی میچنگ کی جیولری وغیرہ لے کہ وہ لوگ واپس گھر آگئے شزرا نے جیسے اپنے ہونٹوں کو سی لیا تھا وہ لبوں پہ خاموشی کا قفل لگائے اپنی آنکھوں سے اپنی دنیا لٹتے دیکھ رہی تھی۔

منال خوشی خوشی سب کو اپنا ڈریس دیکھا رہی تھی جبکہ شزرا خاموشی بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی اسے لگ رہا تھا وہ کچھ دیر مزید بیٹھی رہی تو اس کا ضبط جواب دے جائے گا وہ وہاں سے اٹھ کے اپنے کمرے میں آگئی اور بیڈ پہ گر کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

کیسی بد قسمتی تھی اسے تو رونے کے لئے کوئی کندھا بھی میسر نہیں تھا وہ اپنی ہی کندھے پہ سر رکھے رو دی۔

اس نے اٹھ کے کمرے کی مدھم لائٹ بھی بند کی وہ شاید اپنا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دل تھا کہ پھٹا جا رہا تھا وہ جانتی تھی وہ کس ضبط سے یہ سب دیکھتی رہی تھی اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کسی اور کو سونپ دینا کوئی آسان کام نہیں تھا اس کے احساسات میں ایک آگ سی بھڑک اٹھی تھی جو بجھائے نہ بجھے۔۔۔۔

جانے کتنی دیر وہ اپنی قسمت کا ماتم کرتی رہی تھی اچانک ہی اس کا کمرہ روشن ہوا تھا وہ فوراً سیدھی ہو کے بیٹھی اس نے پلٹ کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں آزر اطمینان سے ٹیک لگائے کھڑے اسے ہی دیکھ رہے تھے اس نے فوراً ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کئے اور کھڑی ہو گئی۔

آزر اس کی طرف بڑھے وہ ان کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی وہ سر جھکائے بھی آزر کی خود پہ نظریں محسوس کر سکتی تھی اس کے اعصاب پہ بوجھ بڑھ رہا تھا۔

"شزرا۔۔۔۔۔" حدت دیتی آواز کہیں پاس سے ابھری تھی اس نے سر اٹھا کے گیلی آنکھوں سے آزر کی طرف دیکھا مگر یہ کیا۔۔۔۔۔!!؛

ان کے چہرے پہ بیگانگی کا تاثر واضح تھا۔

"کیوں رو رہی ہو" وہ انجان بنے اس سے پوچھ رہے تھے لہجہ سرد تھا۔

"وہ آنکھ میں کچھ چلا گیا بس اس لئے۔۔۔" شزرا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"روک لو مجھے۔۔۔" وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے چلے گئے وہ دم بخود ہوئی تھی وہ ایک بار پھر اس کے سامنے اپنا آپ ہار رہے تھے آنسوؤں کا ریلا شاید دونوں کو بہالے جا رہا تھا۔

وہ پتھر کی مورت بنی کھڑی تھی اور ساکت نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی ایک اونچا لمبا مضبوط مرد اس کے سامنے کیسے ریزہ ریزہ بکھر رہا تھا اس کا دل کیا وہ انہیں سمیٹ لے مگر خود پہ ضبط کئے وہ چہرہ موڑ گئی انہوں نے سر اٹھا کے بے یقینی سے اسے دیکھا اگلے ہی پل ان کی آنکھوں میں غصہ عود کر آیا وہ سیدھے ہو کہ کھڑے ہوئے اور اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

"کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ ایسا" وہ دبے دبے لہجے میں غرائے تھے آنکھیں شدت ضبط سے لہو رنگ ہو گئیں ان کے ہاتھوں کی انگلیاں شزرا کے بازو میں گڑی جا رہی تھی درد کی شدت سے اس کے منہ سے آہ نکلی

آنکھوں سے آنسو اور تیزی سے رواں ہو گئے اسے لگ رہا تھا وہ اپنا آپ ان کے سامنے ہار جائے گی اور ان کے سینے سے لگ کے اپنا ہر درد عیاں کر دے گی وہ خود کو چھڑوانے کی سعی کرنے لگی مگر مقابل کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی وہ جیسے اپنا سارا غصہ اپنی بے بسی سب کچھ اس پہ اتار دینا چاہتے تھے۔

"جب تک جیئوں گا صرف تم سے نفرت کروں گا آج کے بعد سوائے نفرت کے کوئی اور جذبہ ہمارے درمیان نہیں آئے گا یہ وعدہ ہے تم سے" انہوں نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پہ پھینکا اور شاپنگ بیگ صوفے پہ ڈال کے کمرے سے نکل گئے اور وہ پیچھے بیڈ پہ اوندھے منہ گری اپنی قسمت کا ماتم کرتی رہی۔

بہت مشکل ہوتا ہے جس کی آنکھوں میں آپ صرف اپنے کئے پیار دیکھتے آئے ہوں اس کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھنا۔

دل اس کی طرف کھینچا جا رہا ہو مگر خود پہ ضبط کئے اپنا صبر آزمانا۔

دل کسی چیز کے لئے ایڑیاں رگڑ رہا ہو مگر اسے بھلا پھسلا کے کسی اور طرف مائل کرنا۔

اپنی پسندیدہ چیز کسی اور کے ساتھ دیکھنا۔

بہت مشکل ہوتا ہے۔

اسوقت شزرا جس کرب سے گزر رہی تھی اس کا اندازہ صرف وہی لگا سکتی تھی کہ وہ کس دل سے آزر کی محبت کو ٹھکرا رہی تھی صرف منال کی خوشی کے لئے اس سب میں اس نے اپنا سوچا ہی نہیں۔ کہ اس کا کیا ہو گا وہ کیسے رہے گی آزر کے بناء۔۔۔۔۔۔!!!!

اس سے کچھ دوری پہ آزر اپنے کمرے میں بیٹھے سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہے تھے انہوں نے آج تک ان چیزوں کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا مگر اب ان گزرے دنوں میں کثرت سے سگریٹ نوشی کر رہے تھے شاید وہ اپنا غم غلط کرنی کی کوششوں میں مصروف تھے مگر وہ نہیں جانتے تھے یہ عشق کا آسیب ہے جو جان تو لے لیتا ہے مگر جان نہیں

چھوڑتا۔

ان کی آنکھیں لہو رنگ تھیں شاید ان میں ٹھکرائے جانے کا غم واضح تھا وہ کیسے اپنی محبت سے دستبردار ہو جاتے مگر اب ان کی انا انہی شزرا کی طرف واپس پلٹنے سے روک رہی تھی شاید اب یہ غصہ نفرت میں بدل رہا تھا ہر گزرتا لمحہ شزرا سے نفرت میں اضافہ کر رہا تھا۔

دن یونہی پر لگا کے اڑتے گئے آخر کار منگنی کا دن بھی آن پہنچا صبح سے ہی سب لوگ منگنی کی تیاری میں مصروف تھے۔

شزرا کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر بھاری محسوس ہوا اسے لگا آج وہ معمول سے زیادہ سوتی رہی ہے اس نے گردن گھما کے گھڑی میں ٹائم دیکھا تو گھڑی دن کے گیارہ بجا رہی تھی وہ مضمحل وجود کے ساتھ اٹھ بیٹھی کھڑکی کے پٹ کھلے تھے اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے چہرے سے ٹکرائے اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو کالے بادل آسمان پہ بسیرا کئے سورج کو ڈھانپے ہوئے تھے ماحول میں ایک عجیب سا حبس تھا اس کا دل بھر آیا آج آزر کسی اور کے ہونے جا رہے تھے اور اسے اپنے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے سب کے ساتھ موجود ہونا تھا اس سے تو رونے کا حق بھی چھین لیا گیا تھا یا اس نے خود ہی اپنا حق لینے سے انکار کر دیا تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھ نے اپنے کپڑے نکال کر شاور لینے چلی گئی وہ شاور لے کہ واپس آئی تو اس نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا جہاں مہندی اپنی بہار دیکھا رہی تھی مہندی کا رنگ اس کے ہاتھوں پہ خوب چڑھا تھا اس کے چہرے پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کے گیلے بالوں کو سلجھا کے اس نے کھلا ہی چھوڑ دیا ہلکے گلابی رنگ کی شارٹ شرٹ اور سفید ٹراؤزر پہنے اور سفید دوپٹہ گلے میں ڈالے اس کا وجود جگمگا رہا تھا وہ نیچے آئی تو سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے منال کسی بات پہ سر پکڑے بیٹھی تھی جبکہ آزر کہیں جانے کے لئے

تیار کھڑے تھے اسے نیچے آتے دیکھ کر منال اس کی طرف لپکی۔

"دیکھو شزرا ٹیلر نے میری شرٹ خراب کر دی" منال نے روہانسی آواز میں کہا شزرا نے ایک ایک نظر اس کے ہاتھ میں پکڑی شرٹ کی طرف دیکھا جو اتنی زیادہ خراب نہیں تھی ٹیلر اسے صحیح کر سکتا ہے۔

"آپی اتنی خراب نہیں ہے یہ صحیح ہو جائے گی" شزرا نے اسے تسلی دی۔

"پھر تم جا کے کروا کے آؤ دادو مجھے نہیں جانے دے رہیں" منال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر التجا کی۔

"ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں ڈرائیور کے ساتھ" شزرا نے اس کے ہاتھ سے شرٹ لیتے ہوئے کہا۔

"شزرا ڈرائیور کو میں نے سامان لینے بھیجا ہے تم آزر کے ساتھ چلی جاؤ آزر بھی اسی طرف جا رہا ہے" تائی امی نے ان دونوں کی باتیں سن کے کہا آزر کا نام سن کے شزرا کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا اس نے گھبرا کے آزر کی طرف دیکھا جو موبائل کان پہ لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھے۔

"آپی آپ خود چلی جاؤ نہ میں کیسے اسے بتاؤں گی" شزرا نے منماتے ہوئے کہا آزر کا نام سن کے ہی اس کی روح فنا ہونے لگی تھی۔

"لڑکی تمہیں جانے میں کیا مسئلہ ہے آج منال گھر کے باہر نہیں جائے گی تم جا کے کروا کے لاؤ" دادو نے چشمے کے نیچے سے اسے گھورتے ہوئے کہا اب آزر ان لوگوں کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"امی میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے مجھے دیر ہو رہی ہے" آزر نے خشک لہجے میں کہا۔

"آزر پانچ منٹ کا تو کام ہے جاؤ شزرا صحیح کروا کے کے آؤ" تائی امی نے آزر کی بات نظر انداز کر کے شزرا سے کہا شزرا نے کانپتے ہاتھوں سے منال کی شرٹ پکڑ کے شاپر میں ڈال لی آزر بناء کچھ کہے باہر چلے گئے۔

شزرا باہر آئی تو آزر اس کا گاڑی میں ویٹ کر رہے تھے ان کی تیوریوں کے لاتعداد بل دور سے ہی نظر آ سکتے تھے اور اپنا دھڑکتا دل سنبھال کے فرنٹ ڈور کھول کے بیٹھ گئی اس کے بیٹھتے ہی آزر نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے

بڑھائی۔دونوں کے بیچ خاموشی حائل تھی ٹھنڈی ہوا کھلے شیشوں سے اندر آرہی تھی شہزرا کے لمبے بال اڑ کے آزر کے کندھے سے ٹچ ہو رہے تھے وہ بار بار ہاتھ سے انہیں سنبھال رہی تھی مگر ہوا پہ کس کا زور ہے۔۔۔۔۔۔!!!!

آزر کا دھیان بار بار بھٹک کے اس کی کھلی زلفوں میں الجھ جاتا اس کے بالوں سے اٹھنے والی خوشبو ان کے حواسوں پہ چھا رہی تھی انہوں نے اپنی کیفیت سے تنگ آ کے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی گاڑی کے ٹائر چرچرائے تھے۔

گاڑی اس قدر شدید جھٹکے کے ساتھ رکی کہ شہزرا کا سر ڈیش بورڈ پہ لگنے والا تھا مگر اس سے پہلے ہی آزر نے اس کا بازو پکڑ اس اسے سیدھا کیا وہ اس اچانک افتاد سے گھبرا گئی تھی آنکھوں میں سراسیمگی لئے وہ انہیں حیرت سے تک رہی تھی ماتھے پہ بل ڈالے وہ شدت ضبط سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ غصے میں گاڑی سے اترے اور باہر جا کھڑے ہوئے وہ کسی بھی طرح خود کو اسے کچھ بھی کہنے یا غصہ کرنے سے روک رہے تھے وہ شاید ضبط کے آخری مراحل پہ تھے شہزرا کار کا لاک کھول کے باہر آئی آزر اس کی طرف پشت کئے کھڑے تھے اس نے ڈرتے ڈرتے انہیں پکارا۔

"آزر۔۔۔۔۔۔۔!!" آواز میں لرزش تھی انہوں نے پلٹ کے دیکھا ان کی آنکھوں میں بے پناہ محبت اور تکلیف کے آثار تھے وہ جیسے اندر ہی اندر ریزہ ریزہ ہو چکے تھے۔

"کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ ایسا؟" آزر نے شہزرا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے گاڑے کے شیشے کے ساتھ لگایا یکدم ہی بادل گرج کے برسے تھے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے نفرت سے اسے دیکھ رہے تھے شہزرا سہم گئی تھی۔

وہ انہیں صرف خود سے دور نہیں بلکہ شاید انہیں موت سے روشناس کروا رہی تھی آزر نے جانا کہ محبوب جدا ہو تو دل پہ کیا گزرتی ہے۔

اردگرد گرتی بارش کی بوندیں دونوں کو بھگو گئیں تھیں بارش نے شہزرا کا مان رکھ لیا تھا اس کے آنسو بوندوں میں

جذب ہو گئے تھے مگر یہ اس کی خام خیالی تھی کہ آزر اس کے آنسو اس بارش میں نہیں دیکھ سکتے وہ دیکھ رہے تھے اور غور بھی کر رہے تھے۔

شدید بارش نے ہر منظر دھندلا کر دیا تھا وہ اب ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی اسے کانپتے دیکھ کے آزر ہوش کی دنیا میں لوٹے۔

"گاڑی میں بیٹھو" انہوں نے نرمی سے کہا اور اس کے لئے ڈور کھولا وہ سردی کی شدت سے کانپتے ہوئے اندر بیٹھ گئی آزر نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ہیٹر چلا دیا انہیں نہیں سمجھ آ رہا تھا وہ کیسے ری ایکٹ کریں وہ کیسے شزرا کو خود سے دور جانے دیں وہ خود کو بے بس محسوس کر رہے تھے انہوں نے خود ہی کہا تھا وہ شزرا کی رائے کا احترام کریں گے پھر اب کیوں ان کا دل بغاوت کر رہا تھا وہ آج جس مقام پہ تھے شاید ہی انہوں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہو گا وہ ان کے سامنے تھے مگر اس پہ کوئی حق نہیں تھا انہوں نے جھنجھلا کے کار اسٹارٹ کی دونوں کے بیچ خاموشی حائل تھی بہت کچھ کہتی کوئی خاموشی۔۔۔۔!!!

شزرا کو گاڑی میں ہی چھوڑ کر وہ ٹیلر کو شرٹ دے آئے تھے اس نے خود ہی گھر پہنچانے کا کہہ دیا تھا انہوں نے واپس گاڑی گھر کی جانب موڑلی گھر پہنچ کر شزرا سیدھے اپنے روم میں جا چکی تھی آزر بھی اپنے روم میں چلے گئے۔

منگنی کی تقریب لان میں رکھی گئی تھی پورے لان کو گلابی اور سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا ایک طرف بنا اسٹیج خوبصورتی میں اپنی مثال تھا اسٹیج پہ بھی گلابی اور سفید پھولوں کا استعمال کیا گیا تھا اسٹیج کے بیچ میں شاہانہ طرز کے صوفے رکھے تھے گیٹ سے لان میں آنے والی روش کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا سجاوٹ اپنی مثال آپ تھی۔

منگنی کی تقریب میں مہمان آنا شروع ہو چکے تھے دلاور صاحب اور امین صاحب استقبال کے لئے گیٹ پہ کھڑے

تھے آزر بھی تیار ہو کے نیچے آ گئے بلیک ٹیکسڈو میں وہ مردانہ وجاہت کا مکمل شاہکار تھے سلیقے سے سیٹ ہوئے بال اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو مگر سرخ آنکھوں کے ساتھ نیچے موجود تھے۔

منال بھی تیار ہو کے اپنی روم میں موجود تھی شہر کی مشہور بیوٹیشن سے اس کا میک اوور کرایا گیا تھا گلابی رنگ کے لہنگے چولی میں ملبوس وہ کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی اس پہ ہلکا ہلکا میک اپ اور نازک سی جیولری نے چار چاند لگا دیئے تھے وہ آئینے کے سامنے تیار ہو کے بیٹھی تھی جب شزرا اس کے روم میں داخل ہوئی اس نے ایک نظر سجی سنوری منال کو دیکھا جس کے چہرے پہ قوس قزح کے رنگ بکھرے تھے۔

شزرا آزر کی لائی ہوئی پیچ کلر کی میکسی میں ملبوس اپنے لمبے بالوں کو کرل کئے کمر پہ پھیلا رکھے تھے اس پہ ہلکا سا میک اپ کسی کو بھی دل تھامنے پہ مجبور کر دیتا مگر آنکھیں روئی روئی سی تھیں۔

اور منال کی طرف بڑھی اور آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھ کے اس کے چہرے پہ مسکان ابھری۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ" شزرا نے مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کی منال نے ایک آسودہ سی نظر شزرا پہ ڈالی۔

"تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو" اس نے اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا جو آج کسی اور روپ میں ہی اس کے سامنے تھی۔

"آپ خوش ہو نہ آپی؟" شزرا نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"بہت خوش ہوں" منال نے آئینے کے سامنے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"پتا ہے شزرا میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا مجھے آزر اتنی آسانی سے مل جائیں گے" منال نے کھوئے کھوئے لہجے میں شزرا سے کہا اس کی بات سن کے شزرا کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی یہ آسانی کوئی شزرا سے پوچھتا اس نے اپنے دل کو کیسے پتھر کیا تھا کیسے وہ اس راستے سے ہٹی تھی اس کے لئے تو کچھ بھی آسان نہیں تھا اس نے تو اپنی جان ماری تھی شزرا کا دل سنسنا اٹھا لب ہلنے سے انکاری تھے مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا۔

"میری آپی ہیں ہی اتنی اچھی پھر کیسے کوئی انکار کر سکتا ہے" شنزرا اس کا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا ہاتھوں کی لرزش واضح تھی۔

"مگر مجھے کبھی کبھی لگتا ہے آزر کے دل میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں" منال نے اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے کہا شنزرا کا دل کانپا تھا اس نے منال کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ چھائی آزردگی بہت کچھ کہہ رہی تھی اس نے آنکھیں جھپکا کے منال کو دیکھا ایک پل کے لئے وہ اجنبی ہوئی تھی۔ زندگی اسے بے رحم معلوم ہوئی وہ اپنی ہی نظروں میں چور ہوئی تھی۔

"ایسی بات تو نہیں آپی" شنزرا اس کے پاس سے ہٹ کر ڈریسنگ ٹیبل پہ بکھرا سامان سمیٹنے لگی جو شاید بکھرا ہوا نہیں تھا۔

"آزر کم گو ہیں تھوڑے سنجیدہ ہیں اس لئے شاید آپ کو لگا" شنزرا نے آنکھوں میں آئی نمی آنکھیں جھپکا کے اپنے اندر انڈیلی۔ ایک لمحے میں اسے اپنی یہ قربانی رائیگاں جاتی محسوس ہوئی۔

کیا محبت اپنا روپ بدل رہی تھی اس نے تو آزر کا محبت بھرا روپ ہی دیکھا تھا اب یہ نفرت بھرا روپ بھی شاید وہ سمجھی اس کے لئے ہی تھا مگر یہاں وقت اپنی چال بدل رہا تھا اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔

"منال آپی کو نیچے بلا رہے ہیں سب" سویرا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا دونوں یکدم چپ ہوئی تھیں۔

"چلیں آپی" شنزرا نے خود کو سنبھالتے ہوئے منال سے کہا۔

شنزرا اور سویرا منال کو لے کہ نیچے آئیں تو لان مہمانوں سے بھرا تھا ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب امڈ آیا تھا ہر چہرہ خوشی سے کھلا تھا سوائے دو نفوس کے جو شاید اپنی محبت کا ماتم منا رہے تھے۔

منال کو لا کے آزر کے برابر میں بٹھا دیا گیا آزر کے چہرے پہ سجی بیزاری کسی کی آنکھوں سے ڈھکی چھپی نہیں تھی آزر نے ایک نظر شنزرا کے سجے سنورے روپ کو دیکھا اس نے ان کا لایا ہوا جوڑا زیب تن کیا تھا وہ جانتے تھے

شزرا اسے ضرور پہنے گی انہیں شزرا اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوئی۔

تائی امی نے آگے بڑھ کے آزر کے ہاتھوں میں منگنی کی انگوٹھی تھمائی آزر نے بے دلی سے منال کے ہاتھوں میں پہنادی برستے پھولوں میں منگنی کی رسم ادا ہوئی۔

شزرا پھولوں کا تھال کے گھر کے اندر آئی تو اس کا سامنا برہان سے ہوا جو شاید اسی وقت باہر آرہا تھا۔

"کیسی ہو" برہان نے رک کر اس کے سجے سنورے سر تاپے کا جائزہ لیا۔

"ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" شزرا نے چہرے پہ آئی لٹوں کو پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو" برہان نے جواب دینے کے بجائے اس کی تعریف کی شزرا نے ٹھٹھک کے اسے دیکھا مگر اخلاقیات نبھاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور جانے لگی۔

"بات تو سنو" برہان نے اس کی راہ میں حائل ہوتے ہوئے کہا۔

"جی" شزرا نے اس کی طرف دیکھا برہان کچھ بولتا اس سے پہلے ہی آزر کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"شزرا کیا کر رہی ہو یہاں؟" آزر نے قریب آتے کاٹ دار نگاہوں سے شزرا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ میں۔۔۔۔ یہ پھول" شزرا نے گھبرا کے آزر کی طرف دیکھا جو سنجیدہ چہرہ لئے اسی جو دیکھ رہے تھے۔

"جاؤ رکھو" آزر نے اسے کہا شزرا فوراً وہاں سے چلی گئی۔

آزر نے برہان جو دیکھا جو چہرے پہ مسکراہٹ لئے انہی کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا سمجھوں میں اس سب سے" برہان نے آزر کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"دور رہو شزرا سے" آزر نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"کیوں دور رہوں؟" برہان نے بھی کاٹ دار لہجے میں کہا ایک پل کو آزر چپ ہوئے تھے۔

"شاید تم بھول رہے ہو تمہاری منگنی ہو چکی ہے تھوڑی دیر پہلے" برہان نے جیسے اسے یاد دہانی کروائی آزر نے تنفر

سے اسے دیکھا

"تو" ان کا یک لفظی جواب سن کے برہان کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"تو یہ اب شزرا سے تم دور رہو" برہان نے قریب آکر ان کے کالر سے نادیدہ گرد جھاڑی آزر کی مٹھیاں طیش سے بھینچ گئیں تھیں۔

"چند دنوں میں میرے پیرنٹس رشتہ لے کہ آجائیں گے شزرا کے لئے جو کرنا ہے کرلو" برہان نے طنزیہ کہا اور وہاں سے چلا گیا پیچھے آزر سنسناتے دماغ کے ساتھ اسے جاتا دیکھتے رہے غصے سے ان کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں تھیں چہرہ سرخ ہو چکا تھا شزرا کے کسی کسی اور کا ہونے کا خیال ہی ان کے لئے جان لیوا تھا۔

کچھ دیر بعد شزرا واپس آتی دیکھائی دی وہ انہیں نظر انداز کرکے ان کے برابر سے گزری تو اس کا ہاتھ ان کے مضبوط شکنجے میں تھا آزر نے اس کا بازو سختی سے پکڑا اور اسے لے کہ اوپر کی طرف بڑھے شزرا ان سے اپنا ہاتھ چھڑواتی رہ گئی مگر وہ ان سنی کئے اسے لے کے اپنے روم میں آگئے اور اسے بیڈ پہ دھکا دیا۔

اب ایک پاؤں بیڈ پہ گھٹنے کے بل جھکے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی سخت انگلیوں میں دبوچا۔

"آپ۔۔۔۔!" شزرا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے سیاہ کاجل اس کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا ایسے جیسے اس کے بخت میں سیاہی بھر رہی تھی۔

"میں یہ منگنی ابھی ختم کررہا ہوں" آزر نے طیش سے اسے جھٹکا دیتے ہوئے کہا یہ سن کے شزرا جیسے زمین کی گہرائیوں میں دفن ہوئی تھی۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کے غصے سے باہر کی طرف بڑھے شزرا جیسے ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور لپک کے ان پیچھے گئی۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے" اس نے کمرے سے باہر جاتے آزر کا بازو سختی سے پکڑا آزر نے ایک قہر زدہ نظر اس

پہ ڈالی جو رو رہی تھی۔

بے تحاشا رو رہی تھی۔

اس سے ہاتھ چھڑا کے باہر جانے لگے۔

"آزر آپ کو خدا کا واسطہ ہے ایسا نہیں کریں" وہ ان کا مضبوطی سے ہاتھ تھامے فرش پہ بیٹھتی چلی گئی آزر کے بڑھتے قدم رکے تھے انہوں نے حیرت سے اپنے قدموں میں بیٹھی سر جھکائے بے تحاشا روتی اس لڑکی کی طرف دیکھا جس میں ان کی جان بستی تھی اور آج وہ ان کے سامنے کیسے ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو رہی تھی وہ سرد سی نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے پھر خود بھی اس کے سامنے فرش پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

"تم کیا سمجھتی ہو کر بار اپنے آنسوؤں سے یا ضد کر کے اپنی بات منوا لو گی" انہوں نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے اس کے آنسو اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے کہا وہ امید سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"پلیز ایسا نہیں کریں میری آپی کو بہت دکھ ہو گا" وہ بولتے بولتے پھر رو پڑی اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں آزر چہرے پہ سرد سے تاثرات لئے اسے دیکھ رہے تھے۔

"جو دکھ مجھے ہو رہا ہے اس بارے میں سوچا کبھی تم نے؟" شزرا نے ان کی آنکھوں میں نمی پھیلتی دیکھی تھی وہ بے اختیار نظریں چرانے پہ مجبور ہوئی۔

"میری بات کا جواب دو۔۔۔۔۔ میرے دکھ کا اندازہ ہے تمہیں؟" انہوں نے اپنے لہجے کو ہموار کرتے ہوئے کہا شزرا سر جھکائے خاموشی سے فرش کو تک رہی تھی آزر نے اسے افسوس سے دیکھا اور ایک جھٹکے سے وہاں سے کھڑے ہوئے انہیں غصے میں کھڑے ہوتا دیکھ کے شزرا ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"آزر پلیز میری بہن کے ساتھ ایسا نہیں کریں۔۔۔ وہ مر جائیں گی۔۔۔ آپ جو بولیں گے میں کروں گی میں وعدہ کر رہی ہوں" شزرا نے ان کے یخ بستہ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا چہرے کے سرد تاثرات کے ساتھ

ان کے ہاتھ بھی سرد تھے شزرا کو یہ سردی اپنی رگ رگ میں دوڑتی محسوس ہوئی آزر نے ایک نظر اس کے روئے روئے سے چہرے پہ ڈالی جو رونے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا پھر اپنے دل کو ٹٹولا وہ کیوں اس قدر کٹھور ہو رہے تھے اس کی یہ حالت دیکھ کے ان کے دل نے انہیں ملامت کی وہ ہر بار اس کے سامنے ہار جاتے تھے وہ اپنی تمام باتیں ان سے منوا لیتی تھی اس بار بھی وہ منوا چکی تھی وہ تھک ہار کے جا کے صوفے پہ بیٹھ کہ اپنا اشتعال دبانے کی کوشش کرنے لگے۔

برہان کی زبان سے شزرا کا نام سن کے وہ اپنے آپ میں نہیں رہے تھے شزرا پہ کسی اور کا حق ہونے کے خیال نے ہی ان کی روح تک کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا تھا۔

شزرا ان کے سامنے زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور ان کے سرد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لئے اس کی کلائیوں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا آزر کی سخت گرفت کی وجہ سے اس کی چوڑیاں ٹوٹ کے کلائی میں چبھ گئی تھیں مگر وہ اپنی ہر تکلیف سے بے نیاز تھی۔

"آپ مجھ سے وعدہ کریں" اس نے آزر کی سرخ آنکھوں میں جھانکتے نم لہجے میں کہا اس کا ٹوٹا بکھرا لہجہ اپنی الگ ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔

"تمہارا ہاتھ" آزر نے تڑپ کے اس کے زخموں پہ اپنا ہاتھ رکھا اس نے ضبط سے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔

"آپ آپی کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دیں گے" اس نے ان کی بات نظر انداز کر کے کہا وہ کمال ضبط سے اپنی تکلیف چھپا گئی تھی۔

"میں کبھی جان کے ایسا نہیں کروں گا" آزر نے اسے نظریں چراتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے رومال نکال کے اس کے زخموں پہ ابھرا خون صاف کرنے لگے وہ ایک بات پھر تکلیف سے دوچار ہوئی وہ اس بار تکلیف کی وجہ نہیں

جان پائی۔

"انجانے میں بھی نہیں" اس نے ضدی لہجے میں کہا آزر نے ایک نظر اسے دیکھا۔

اس کے زخموں پہ لگا خون صاف ہو چکا تھا وہ اب اس کے ہاتھ میں پہنی کانچ کی چوڑیاں اتارنے لگے۔

کیونکہ جب تک وہ یہ چوڑیاں پہنی رہتی اس کا زخم ہرا ہوتا رہتا۔

شزرا نے آزر کو اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتارتے دیکھا وہ پل بھر کو ٹھٹکی تھی۔

آزر نے وہ وجہ ہی ختم کر دی تھی جس کی وجہ سے اسے زخم لگا تھا اور دوبارہ اس کا زخم ہرا ہوتا۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے خود کو آزر کی زندگی سے دور لے جانا چاہا۔

وہ بھی تو ٹوٹ گئی تھی انہیں کانچ کی چوڑیوں کی طرح اور اب آزر کا زخم ہرا کر رہی تھی۔

اس نے کمرے میں ارد گرد پھیلی کانچ کی چوڑیوں کی جانب نگاہ دوڑائی وہ سن سی ہوئی تھی ہر طرف ٹوٹیں ہوئی چوڑیاں بکھری تھیں جو اب بھی اسے تکلیف پہنچا سکتی تھیں۔

آزر اب اس کے ہاتھ پہ کوئی مرہم لگا رہے تھے اور خالی خالی نگاہوں سے بیٹھی انہیں تک رہی تھی۔

"تم بھی ایک وعدہ کرو" آزر کی سپاٹ سی آواز اسے سنائی دی۔

"جی" اس کے منہ سے صرف اتنا ہی نکل سکا۔

"تم صرف میری ہو کسی اور کا تم پہ کوئی حق نہیں ہے" سرد و سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے پتا نہیں وہ وعدہ لے رہے تھے یا اسے باور کرا رہے تھے۔

"وعدہ کرو" اس وقت وہ شزرا کو صحیح معنوں میں کھونے کے ڈر سے گزر رہے تھے۔

"لیکن آزر" شزرا نے کچھ بولنا چاہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی جا کے یہ منگنی ختم کر دوں گا" انہوں نے سفاک لہجے میں کہا شزرا نے بے یقینی سے انہیں

دیکھا یہ وہ آزر تو نہیں۔ تھے جن سے اس نے پیار کیا تھا یہ شخص تو کوئی اور ہی تھا اپنی محبت میں کر حد پار کر دینے والا

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

"ٹھیک ہے وعدہ" اس نے سر جھکائے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

آزر نہیں جانتے تھے کہ وہ اب محبت میں خود غرض ہو چکے ہیں وہ سمجھ رہے تھے کہ اسے اس وعدے میں باندھ کے اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھیں گے اسے کبھی خود سے دور نہیں جانے دیں گے اسے برہان سے دور کر لیں گے مگر یہ سب کی خام خیالی ثابت ہونے والی تھی کیونکہ آج تک قسمت پہ کسی کا زور نہیں چلا ہے۔

قسمت تو جب ناچ نچانے پہ آئے تو کٹھ پتلی بنا کے اپنی مرضی سے جہاں چاہے نچا دے۔

ابھی آزر قسمت کی اس ستم ظریفی سے بے خبر تھے۔

"اپنا حلیہ درست کر کے نیچے آؤ" آزر نے اس کے گال پہ بہتے آنسو دیکھ کے نرمی سے کہا اور اٹھ کے چلے گئے وہ خاموشی سے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

شزرا نے ان کے جانے کے بعد آٹھ کے آئینے میں ایک نظر خود کو دیکھا پل بھر میں جیسے وہ اجڑ گئی تھی اسے اپنے چہرے کے نقوش مٹتے ہوئے محسوس ہوئے اس نے اپنا میک اپ ٹھیک کیا اپنے زخمی ہاتھوں کو دوپٹے کے نیچے چھپایا اور چہرے پہ ایک نرم سی مسکراہٹ سجا کے نیچے چلی گئی کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ اس کے دل پہ کیا گزری ہے وہ سب کے بیچ ایک بار پھر ہنستی مسکراتی موجود تھی۔

وہاں موجود برہان اسے دیکھ کے الجھ سا گیا تھا کچھ تھا جو ان سب کی نظروں سے چھپایا جا رہا تھا۔

آزر جس طرح اسے گھسیٹ کے لے کہ گیا تھا وہ برہان کی نگاہوں سے چھپا نہ رہ سکا تھا۔

مگر وہ خاموش تھا اسی اثناء میں اس کی نظر شزرا کے دوپٹے میں سے جھلکتے اس کے ہاتھ پہ پڑی وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا شزرا کے ہاتھوں پہ جا بجا زخموں کے نشان تھے وہ تیزی سے شزرا کی

طرف بڑھا۔

شزرا ایک کونے میں خاموش بیٹھی تھی وہ اس کے سامنے جا کے بیٹھ گیا اسے دیکھ کے شزرا یکدم گھبرا کے کھڑی ہوئی۔

"شزرا میری بات سنو" برہان نے نرمی سے کہا مگر شزرا کے ماتھے پہ چمکتے ٹھنڈے پسینے کے قطرے اس کی نگاہوں سے چھپے نہ رہ سکے مگر شزرا وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی۔

"شزرا بس دو منٹ کے لئے بیٹھو" اس بار برہان نے سختی سے کہا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی۔

شزرا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آزر کا یہ رویہ برہان کےساتھ بات کرنے سے تھا مگر اب تو برہان نے اسے محفل میں مخاطب کیا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ آزر کب آپے سے باہر ہو جائیں مگر اس وقت آزر اسے کہیں نظر نہ آئے وہ جیسے زبردستی بیٹھ گئی۔

"یہ کیا ہوا کے تمہارے ہاتھوں پہ؟" برہان نے کسی لگی لپٹی کے بغیر اس کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"کک۔۔۔کچھ نہیں" وہ اس اچانک افتاد سے گھبرا گئی۔

"یہ آزر نے کیا ہے؟" دوسرا سوال پہلے سے بھی زیادہ غیر متوقع تھا وہ اب صحیح معنوں میں ڈری تھی اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہ دیا وہ بس بے بسی سے برہان کو دیکھ کے رہ گئی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں شزرا" اس بار برہان نے قدرے سختی سے کہا ابھی آزر کے رویے سے وہ ٹھیک طور پہ سنبھلی نہ تھی کہ اب برہان۔۔۔۔!!!!

"وہ میں گر گئی تھی" شزرا نے اس کی طرف دیکھے بغیر جھوٹ کا سہارا لیا وہ گہرا سانس کھینچ کے رہ گیا۔

"میں جانتا ہوں یہ سب آزر نے کیا ہے" برہان نے پورے وثوق سے کہا شزرا کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کے گرنے لگے اس نے فوراً ارد گرد دیکھا مگر سب اپنی ہی موج میں مگن تھے۔

"میں آپ کو بول رہی ہوں میں گر گئی تھی تو آپ یقین کیوں نہیں کر رہے" اس بار شزرا نے قدرے ترش لہجے میں کہا اور اٹھ کے وہاں سے چلی گئی مگر اس کا جیسے باہر آنے کو بیتاب تھا۔

تقریب ختم ہوئی تو شزرا نے سکھ کا سانس لیا اور فوراً اپنے کمرے میں چلی گئی اسے کچھ دیر تنہا رہنا تھا آج اس کے اعصاب بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے تھے۔

آج آزر کا رویہ اسے بری طرح توڑ چکا تھا وہ اب بھی صدمے اور بے یقینی کی کیفیت میں گھری بیٹھی تھی پہلے آزر کا رویہ اور پھر برہان وہ جیسے اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں کھوتی جا رہی تھی۔

وہ اٹھ کے کپڑے چینج کرنے چلی گئی وہ چینج کر کے اور منہ ہاتھ دھو کے باہر آئی تو اس نے آزر کا اپنا منتظر پایا وہ خاموشی سے انہیں تکتی رہ گئی۔

"یہ میڈیسن لے کو دودھ کے ساتھ" آزر نے سائڈ ٹیبل پہ پین کلر اور دودھ کا گلاس رکھتے ہوئے کہا اور اس کی طرف دیکھے بغیر اس کے روم سے چلے گئے۔

آزر نے اپنے روم میں آ کے جیسے ڈھے سے گئے آج انہوں نے شزرا کو بہت تکلیف دی تھی وہ جانتے تھے مگر یہ اس تکلیف سے بہت کم تھی جو وہ سہہ رہے تھے ٹھنڈے پانی سے شاور سے کہ انہوں نے خود کو کافی حد تک ریلیکس کیا وہ بھی اعصابی طور پہ بے حد تھک چکے تھے بس اب سونا چاہتے تھے مگر نیند ہی آنکھوں سے جیسے روٹھ گئی تھی ان کی نظروں میں بار بار شزرا کے آنسو آ کے ٹھہر جاتے اور وہ بے چین ہو جاتے بالآخر نیند بھی ان پہ مہربان ہو ہی گئی۔

اگلے کچھ دن خاموشی کی نظر ہوئے تھے شزرا اور آزر دونوں ہی ایک دوسرے سے بچتے پھرتے دونوں حتی الامکان کوشش کرتے ایک دوسرے سے سامنا نہ ہو مگر ایک گھر میں رہتے ہوئے یہ ممکن نہیں تھا مگر شزرا نے اس ناممکن کو ممکن بنا لیا تھا اب وہ آزر کی موجودگی میں اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلتی اس بات کو آزر شدت سے

محسوس کرتے تھے۔

ان کے منگنی والے دن کے رویے کے بعد شزرا ان سے بہت دور چلی گئی تھی اتنا دور کہ وہ سامنے بیٹھی ہوتی ہو بھی میلوں کے فاصلے پہ لگتی مگر اب یہ فاصلہ پار کرنا آسان نہیں تھا۔

وہ صبح بھی ایک عام سی صبح تھی مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ رات ہوتے ہوتے اپنے ساتھ کتنے ہنگامے لائے گی۔

صبح سے ہی شزرا کا دل جیسے کسی انہونی کا پتہ دے رہا تھا۔

آزر کے ماموں مامی کی دوپہر میں کال آئی تھی کہ وہ رات تک آئیں گے کچھ ضروری بات ہے۔

بس جب سے ہی شزرا کا دل ہول رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس منظر سے وہ خود کو غائب کر لے۔ اس کا دل جس خدشے کے تحت دھڑک رہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ خدشہ صحیح ثابت ہو پھر آزر کو سنبھالنا اس کے بس سے باہر تھا۔

ابھی بھی وہ پریشانی کے عالم میں بھری دوپہر میں گھر کے پچھلے باغ میں بنی چھت پہ جاتی سیڑھیوں پہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"شزرا تم یہاں بیٹھی ہو میں نے تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ لیا" منال نے گھر کے پچھلے میں شزرا کو خاموشی بیٹھے دیکھ کے کہا۔

"جی آپی کوئی کام تھا" شزرا فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔

"نہیں۔۔۔ کوئی کام نہیں تھا۔۔۔ بلکہ سب کاموں سے فارغ ہو کے تمہیں ڈھونڈ رہی تھی" منال نے مسکرا کے کہا اور اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔

"ہمم۔۔۔" شزرا نے اثبات میں سر ہلا کے نظریں سامنے کھڑے درخت پہ جما دیں جہاں پرندوں کے بے شمار گھونسلے تھے مگر زیادہ تر شاید خالی تھے اکا دکا گھونسلوں میں سے ان کے بچوں کے چہچہانے کی آواز آجاتی جو اس

بھری دوپہر میں نہایت بھلی لگ رہی تھی۔

پھر اس نے کسی پرندے کی درد تکلیف سے کراہنے کی آواز سنی وہ بے چین ہوا ٹھی۔

"آپی یہاں کوئی پرندہ درد سے کراہ رہا ہے" اس نے اس پیڑ کی سمت دیکھتے ہوئے بے چینی سے کہا۔

"ہم کچھ نہیں کر سکتے ان کے لئے اگر ہم قریب بھی گئے تو چیل کوئے ہمیں ہی نقصان پہنچائیں گے" منال نے سرسری لہجے میں کہا۔

وہ صرف اسے دیکھ کے رہ گئی۔

وہ بھی تو درد سے کراہ رہی تھی اور منال بے نیاز تھی اسے خبر ہی نہیں تھی کہ شزرا کے دل پہ کیا گزر رہی ہے اسی طرح منال اس پرندے کے دکھ سے بھی بے خبر تھی۔

وہ اتنی بے خبر کیسے ہو سکتی تھی۔

اس کا دل یکدم ہی دکھ سے بھر گیا۔

"آپی کیا آپ کو اس پرندے کی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی؟" اس نے ایک موہوم سی امید کے تحت پوچھا پتہ نہیں وہ کیا سننا چاہتی تھی وہ کیا پوچھ رہی تھی۔

وہ اس وقت اس پرندے کی جگہ خود کو محسوس کر رہی تھی وہ سننا چاہتی تھی کہ ہاں منال کو اس کا درد محسوس ہوتا ہے وہ اپنی محبت میں اس کی ذات سے بے خبر نہیں ہوئی ہے۔

مگر دوسری طرف بے نیازی تھی۔

"شزرا اس پرندے کے لئے ہم کیا خود کو مشکل میں ڈالیں" منال اس کے بے سر و پا سوالات سے عاجز آچکی تھی۔

"کیوں کیا ہم کسی دوسرے کے لئے خود کو مشکل میں نہیں ڈال سکتے" اس نے ایک موہوم سی امید کے تحت ایک اور سوال کیا۔

"ڈال سکتے ہیں۔۔۔ بلکل ڈال سکتے ہیں" منال نے چمکتی آنکھوں سے کہا اور اٹھ کے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"مگر ہمیں یہ بھی تو یقین ہو کہ ہمارا یہ عمل سامنے والے کے لئے خوشی کا باعث بنے گا۔۔۔۔ ہم اپنی بیوقوفی میں کوئی غلطی تو نہیں کرنے جا رہے۔۔۔۔ جسے ہم بھلائی سمجھ رہے ہیں کہیں وہ سامنے والے کے لئے مشکل نہ کھڑی کر دے" منال آرام سے اسے سمجھا رہی تھی اور شزرا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا کر اسے لے کہ تھوڑا آگے بڑھی۔

"یہ دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس نے قدرے نیچی ڈالی پہ بنے ایک گھونسلے کی طرف اشارہ کیا غالباً یہیں سے آواز سے آ رہی تھی وہ کسی کبوتر کا گھونسلہ تھا وہاں کوئی درد سے نہیں کراہ رہا تھا بلکہ وہ چھوٹے چھوٹے بناء پروں کے بچے ایک دوسرے سے کھیلنے میں مصروف تھے۔

"شاید پل بھر کو کوئی رویا ہو مگر اگلے ہی پل یہ پھر سب بھول بھال کے کھیلنے میں مگن ہیں" منال نے شزرا کے چہرے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا شزرا سن سی کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"اگر ہم اپنے جوش میں گھونسلہ ڈھونڈنے کھڑے ہوتے تو نہ جانے کتنے پرندوں کو اڑا دیتے مگر جب غور کیا تو یہ آواز یہاں سے آ رہی تھی" منال بول تھی اور وہ سن رہی تھی اور صرف سن ہی رہی تھی اس کا دماغ کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔

اسے منال کی باتشسن کے ایک پل کو یہ لگا کے اس نے شاید جلدی میں کوئی غلط فیصلہ کر لیا ہے اسی بات پہ اس کا دل کچھ پلوں کے لئے دھڑکنا بھولا مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو تسلی دی تھی کہ شاید آزر کا رویہ شروع میں تھوڑا خراب رہے پھر شاید وہ سب کچھ بھول کر اپنی زندگی میں مگن ہو جائیں۔

اس کے دل سے منال کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا نکلی تھی۔

رات میں آزر کے ماموں مامی اور سویرا ان کے گھر آ کے تھے برہان ساتھ نہیں آیا تھا۔

شزرا کا دل پل پل سمٹ کے مٹھی میں آ رہا تھا مگر وہ خود کو سنبھالے ادھر اُدھر مصروف تھی۔

اس وقت بھی سب ڈرائینگ روم میں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے اور شزرا کچن میں منال کا ہاتھ بٹا رہی تھی اسی اثناء میں آزر اسے آفس سے آتے دیکھائی دیئے وہ سیدھا اپنے روم کی طرف بڑھے مگر ڈرائینگ روم سے آتی آوازوں نے ان کے قدم جکڑ لئے وہ اپنے روم میں جانے کے بجائے کچن کی طرف آ گئے۔

"کوئی آیا ہے کیا گھر میں ؟" انہوں نے شزرا کو نظر انداز کر کے منال کو مخاطب کیا اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی انڈیلنے لگے۔

"جی وہ آپ کے ماموں مامی آئے ہیں" منال نے جواب دیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب آزر نے خود سے منگنی کے بعد منال کو مخاطب کیا تھا۔

شاید گلاس میں سے پانی چھلکا تھا انہوں نے ایک قہر زدہ نظر شزرا کے جھکے سر پہ ڈالی جو کانپتے ہاتھوں سے سلاد کے لئے سبزیاں کاٹنے میں مصروف تھی اس نے آزر کی نگاہیں خود پہ محسوس کر لی تھیں گھبراہٹ میں یکدم ہی اس کی انگلی میں گہرا کٹ لگا۔

"آہ۔۔۔" اس کے منہ سے کراہ نکلی آزر پانی کا گلاس چھوڑ کر فوراً اس کی طرف بڑھے زخم کافی گہرا لگا تھا اس کی انگلی سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔

"منال فرسٹ ایڈ باکس لے آؤ" انہوں نے شزرا کے زخم کو بغور دیکھتے ہوئے کہا منال گھبرا کے جلدی سے کچن سے نکل کر باکس لینے چلی گئی۔ شزرا نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر انہوں نے گرفت مضبوط کر دی۔

"پلیز چھوڑیں میرا ہاتھ" اس نے بھیگے لہجے میں کہا۔

"منال کو آنے دو زخم گہرا ہے" انہوں نے رسان سے کہا اور ٹشو پیپر سے اس کے ہاتھ سے بہتا خون صاف کرنے لگے۔

"آج تمہارا زخم دیکھ کے مجھے تکلیف نہیں ہو رہی" آزر نے ایک تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ سرد و سپاٹ لہجے میں کہا۔ان کی بات پہ شزرا کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

اسے کیوں درد ہو رہا تھا وہ یہی تو چاہتی تھی کہ آزر اس کے راستے سے ہٹ جائیں اس سے محبت نہ کریں تو کیوں اس کی آنکھیں بھیگی ہیں۔

"اچھی بات ہے نہ" اگلے ہی پل اس نے خود خود کو سنبھال کے ان کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا جیسے کوئی معمول کی بات کی گئی ہو۔وہ پل بھر کو ششدر رہ گئے۔

کیا سامنے کھڑی لڑکی اتنی ہی ظالم تھی کہ اسے ان کی آنکھوں سے چھلکتی محبت نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ پلک تک نہ جھپک سکے۔

"تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس بات سے تو یہ آنسو کیوں؟" انہوں نے اس کی پلکوں کے کنارے پہ اٹکا موتی اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے نرمی سے کہا مگر شزرا کو ان کا لہجہ تمسخر اڑاتا لگا۔مگر وہ تو اس کے چہرے پہ کسی دکھ کی تحریر پڑھنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہاں اجنبیت کے سوا کچھ نہیں تھا۔

"لیں یہ فرسٹ ایڈ باکس" منال نے کچن میں آتے ہی باکس ان کے سامنے کیا۔

"تم کر دو" انہوں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا اور وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے گئے۔وہ ان کے قدموں کی مخصوص چاپ کو خود سے دور ہوتا محسوس کرتی رہی۔

وہ دونوں چائے لے کہ ڈرائنگ روم میں گئیں تو سب بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے وہ دونوں سب کو چائے سرو کرنے لگیں۔

اسی اثناء میں آزر بھی آ گئے وہ آ کے امین صاحب کے برابر میں بیٹھ گئے۔

"شزرا بیٹی ادھر آؤ" آزر کی مامی نے جہاں آرا بیگم نے پیار سے شزرا کو اپنے پاس بلایا۔

شزرا کو سمجھ نہیں آیا انہوں نے کیوں اسے اپنے پاس بلایا ہے لیکن وہ جا کے ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

"بھائی صاحب اگر آپ لوگوں کا جواب ہاں میں ہوا تو ہمیں بہت خوشی ہو گی" انہوں نے امین صاحب اور دلاور صاحب کو مخاطب کر کے کہا اور شزرا کے ہاتھ پہ پیسے رکھے۔

شزرا کو اپنے قدموں مے نیچے سے زمین ہلتی محسوس ہوئی اس کا ڈر اس مے سامنے آ کھڑا ہوا وہ ساکت سی نگاہوں سے اپنے ہاتھوں پہ رکھے شگون کے پیسوں کو دیکھ رہی تھی۔اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔اسے لگا اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظر اٹھا کر سامنے صوفے پہ بیٹھے آزر کی طرف دیکھ لیتی۔

دوسری جانب آزر کے دل و دماغ میں بجلیاں سی کوند گئیں وہ حیرت و بے یقینی کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔

اس کی نظریں صرف آزر کے قدموں پہ جمی تھیں پھر اس نے ان قدموں کو وہاں سے جاتے دیکھا کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھ کے اپنے روم میں آ گئی۔

آنسو تواتر سے بہنے لگے کچھ ہی دیر میں جانے کتنے آنسو نکل کر بے مول ہوئے تھے۔

رات کے دو بج رہے تھے مگر آزر گھر نہیں لوٹے تھے۔

جانے کہاں کہاں کی خاک چھان رہے تھے۔

پچھلے کئ گھنٹوں سے وہ مسلسل گاڑی سڑکوں پہ دوڑا رہے تھے ان کے دماغ میں اس وقت جھکڑ چل رہے تھے۔

ان کی آنکھیں اس وقت لہو رنگ تھیں۔

کسی بہت اپنے کو کھونے کا دکھ کیا ہوتا ہے یہ کوئی آزر سے پوچھتا جو پل پل اس اذیت سے گزر رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ گھر پہنچے تو سب سو چکے تھے گھر میں سناٹا طاری تھا مگر جب شزرا کے روم کے سامنے سے گزرنے لگے تو اندر سے رونے اور سسکنے کی آوازیں آ رہی تھیں وہ بلا ارادہ ہی دروازہ کھول کر اندر بڑھے مگر اگلے ہی پل سامنے

کا منظر دیکھ کے دنگ رہ گئے۔

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا چھایا تھا مگر اس اندھیرے میں کھڑی شنزرا آزر کو بخوبی دیکھائی دے رہی تھی اس کے ایک ہاتھ میں چھری تھی جس سے وہ اپنی کلائی کی نس کاٹنے والی تھی آزر نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چھری لے کے دور پھینکی اس اچانک افتاد سے شنزرا گھبرا گئی وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے آزر کو دیکھ رہی تھی۔

یکدم ہی آزر کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال پہ اپنے نشان چھوڑ گیا وہ سن سی کھڑی رہی اس کے پتھر کے وجود میں جنبش تک نہ ہوئی آزر کو کسی مجسمے کا گمان ہوا۔

"کیا کرنے جا رہی تھیں یہ تم" انہوں نے غصے سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر جھنجھوڑے۔

"خودکشی کرنے جا رہی تھیں۔۔۔پہلے ایک کام کرو مجھے مار دو پھر کرتی رہنا اپنی مرضی" ان کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا وہ اس پہ بری طرح برس رہے تھے اور وہ یک ٹک ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں خالی تھیں۔

آزر نے اسے چھوڑا اور اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرنے لگے۔

یہ بات سوچ کر ہی دل باہر آنے کو بیتاب تھا کہ اگر وہ تھوڑی سی دیر اور لیٹ ہو جاتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔

شنزرا کو لگا اس کے جسم سے جان ختم ہوتی جا رہی ہے وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

شنزرا ٹھنڈے فرش پہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔ آزر تیزی سے اس کی جانب بڑھے اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کے اسے دھیرے سے پکارا۔

"شنزرا۔۔۔۔۔۔!!" اس نے بے اختیار سر اٹھا کے دیکھا۔

وہ رات بہت سرد سی تھی ہوا ہڈیوں میں گھستی محسوس ہو رہی تھی۔

کھڑکی سے چاند کی روشنی چھن چھن کے اندر آ رہی تھی۔ شنزرا نے سر اٹھا کے دیکھا تو اس کا چہرہ چاندنی کے ہالے میں چمکتا محسوس ہوا آزر پل بھر کو اتنا مکمل حسن دیکھ کے مبہوت ہوئے تھے انہوں نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر اس

کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کیا۔

کمرے میں مدھم سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا مگر شزرا کو یہ مدھم سا اندھیرا ابھی بہت گہرا محسوس ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ یہ اندھیرا اس کے رگ و پے میں پیوست ہو چکا ہے۔

"کیوں کیا تم نے یہ سب؟" اس کی سماعتوں سے آزر کی مدھم آواز ٹکرائی۔

"پتا نہیں" اس نے چہرہ دوسری طرف موڑ کے گالوں پہ بہتے آنسو پونچھے۔

"شزرا تم مجھے تکلیف دے رہی ہو" آزر نے اس وقت خود کو بے بسی کی آخری حدوں پہ محسوس کیا۔

"نہیں اب مجھے تکلیف ہونے سے آپ کو درد محسوس نہیں ہوتا" اس نے جیسے ان کو یاد دلایا اس کی صرف آنکھیں ہی نہیں لہجہ بھی بھیگا ہوا تھا۔

"مجھے ہمیشہ لگتا ہے میں تمہارے سامنے ہار جاتا ہوں" آزر نے اس کی یخ بستہ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی وہ چند لمحے اس کے چہرے پہ نظریں جمائے بیٹھے رہے۔

"آپ جانتے ہیں میں آپ کو کبھی ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتی" اس نے ان کی مضمحل چہرے پہ نظریں جمائے قطعیت سے کہا آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پہ بہہ رہے تھے۔

"تم ہرا چکی ہے ہو۔۔۔ایک ایسی ہار جس کے بعد جیت کبھی میرا مقدر نہیں بنے گے" وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بول رہے اسے اپنا آپ کسی گہری کھائی میں محسوس ہوا۔

"میرے دل میں تو اب جیتنے کی خواہش بھی نہیں رہی" ایک آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر شزرا کے ہاتھ کی پشت پہ گرا اس نے بے یقینی کے عالم میں ان کی طرف دیکھا۔

یہ وہ شخص تھا جس نے اسے ٹوٹ کے چاہا تھا اور اس نے کیا کیا ان کے ساتھ۔

اس پل اسے لگا وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گی۔

دونوں کے درمیان ایک طویل چپ نے بسیرا کر لیا۔

"وہ برہان۔۔۔۔۔" شہزرا نے کچھ کہنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی آزر نے اسے خاموش کروا دیا۔

"شہزرا یہ تمہاری زندگی ہے۔مجھے کوئی حق نہیں ہے میں کوئی فیصلہ کروں میں بھی تو کر رہا ہوں نہ منال سے شادی۔۔۔تم آزاد ہو اپنے فیصلوں میں" انہوں نے جیسے اپنے دل پہ پتھر رکھ کے یہ سب کہا تھا ان کے جسم میں سوئیاں سی گڑی جا رہی تھیں۔

انہیں لگا اس جملے کے بعد اب وہ ساری زندگی کچھ نہیں بول سکیں گے۔

اور شہزرا وہ تو ٹوٹ کے ریزہ ریزہ بکھر رہی تھی۔

ابھی تو اس نے اپنی محبت کا ماتم بھی صحیح سے نہیں منایا تھا اور یکدم ہی یہ کیسی آفت ٹوٹ پڑی تھی۔

وہ آزر کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ ان سے کتنی محبت کرتہ ہے مگر اس کے سارے الفاظ اپنی موت آپ مرتے جا رہے تھے۔

اس نے خود ہی تو اس راستے کا انتخاب کیا تھا اور اب اپنے انتخاب پہ پچھتانا کیسا۔

وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ کے جا چکے تھے مگر وہ ان کے خیال کے ساتھ وہیں بیٹھی رہی۔

تصور میں ان کا چہرہ تکتی رہی۔

ان سے باتیں کرتی رہیں۔

ان کی سنتی رہی۔

وہ اس کیفے ٹیریا میں گول میز کے گرد بیٹھی برہان کا انتظار کر رہی تھی مگر یہ انتظار طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔

بالآخر اسے برہان آتا دیکھائی دیا وہ سیدھا اسی کی طرف آیا وہ سیدھی ہو کے بیٹھ گئی۔برہان کے چہرے پہ سنجیدگی کا

تاثر نمایاں تھا جیسے وہ جانتا تھا کہ شزرا کیا بات کرنے آئی ہے۔

"شزرا آپ نے کوئی بات کرنی تھی" برہان نے گم سم بیٹھی شزرا کو مخاطب کیا شزرا نے اپنے خیالوں سے چونک کے اسے دیکھا۔

آج صبح کتنی ہمت مجتمع کر کے اس نے برہان کو ملنے بلایا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔ فون کو کان سے لگائے اس کی آواز بارہا کانپی تھی مگر وہ مضبوط بنی رہی۔

اور جب برہان نے اس سے یہ کہا کہ وہ جانتا ہے وہ اسے ملنے کیوں بلا رہی ہے وہ جی جان سے کانپی تھی۔

اور اب وہ اسکے سامنے تھا تو وہ نظریں بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی گلے میں گٹلی سی ابھر کے معدوم ہوئی۔

"شزرا آپ مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتی تھیں؟" ایک بار پھر تحمل سے سوال پوچھا گیا۔

"جی۔۔۔۔۔" اس نے یک لفظی جواب دیا اور پھر خاموش ہو کے بیٹھ گئی۔

"وہ یہ رشتہ۔۔۔۔۔" شزرا نے تھوک نگلتے ہوئے بات کا آغاز کیا مگر دوسری طرف اس کی بات اچک لی گئی۔

"جی میں نے رشتہ بھیجا تھا اب بڑے ڈیسائڈ کر لیں گے" دوسری طرف شان بے نیازی تھی جیسے تمہیں اس سب سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔

"لیکن مجھے کچھ کہنا ہے" اس نے ایک بار پھر کوشش کی۔

"شزرا یہ بات بڑے ڈیسائڈ کر لیں گے۔ برہان نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے کہا۔

"لیکن میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی" شزرا نے روہانسے لہجے میں کہا جیسے اب وہ رو دینے کو بے تاب تھی۔

"کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟" برہان نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"کیا میری مرضی کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟" شزرا نے آنسو پیتے ہوئے کہا۔

" بلکل اہمیت ہے آپ کی مرضی کی لیکن ابھی آپ کو اپنے اچھے برے کا پتہ نہیں ہے" برہان اسے ایسے سمجھا رہا تھا

جیسے اس کے سامنے کوئی بچی بیٹھی ہو اس نے زچ آکر برہان کو دیکھا جس کے چہرے پہ بلا کا اطمینان تھا۔

"میں اپنا اچھا برا اب جانتی ہوں آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے" شزرا نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا اس کا ضبط جواب دے رہا تھا اس کا دل کیا وہ یہیں بیٹھ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دے۔

"میں کوئی زبردستی نہیں کر رہا" اس الزام پہ برہان تڑپ ہی تو گیا تھا۔

"پھر یہ زبردستی ہی تو ہے آپ نے میری مرضی کے بغیر رشتہ بھیج دیا" وہ آنسو پیتے ہوئے بولی۔

"کیا جرم کر دیا رشتہ بھیج دیا تو" اس بار برہان کا لہجہ تلخ ہوا تھا۔ وہ چپ بیٹھی رہ گئی۔

"میں جانتا ہوں آپ آزر کی وجہ سے انکار کر رہی ہیں" اس کا ٹھنڈا لہجہ اسے اپنی رگ و پے میں اترتا محسوس ہوا۔

"یہ مت بھولو کے آزر کی منال سے شادی ہونے والی ہے" وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کر رہا تھا وہ حق و دق بیٹھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے لگا سامنے لگا گرم گرم چائے کا کپ اس کے سر پہ انڈیل دیا ہے اس کی تپش اسے اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی۔

"میں کچھ نہیں بھولی اور نہ ہی میں آزر کی وجہ سے انکار کر رہی ہوں آپ کے لئے بہتر ہے کہ آپ میرے راستے میں نہ آئیں" شزرا نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔ برہان کو اپنا دل اس ظالم لڑکی کے دوپٹے کے رنگین دھاگوں میں الجھتا ہوا محسوس ہوا۔

اس کے دوپٹے کے رنگین دھاگوں نے برہان کے چہرے کے تمام رنگ چرا لئے تھے۔

وہ ہونٹوں پہ مٹھی جمائے پر سوچ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے جس کے نین کٹورے پانیوں سے بھرے تھے۔

"آپ مجھے میری محبت سے دستبردار ہونے کے لئے بول رہی ہیں" جب برہان نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں محبت کا نام لیا تو اس کے چہرے پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی جسے برہان نے بخوبی محسوس کیا۔

"آپ جانتے بھی ہیں کہ محبت کیا ہے "اس نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں پوچھا۔

"بہت اچھے سے جانتا ہوں "اس کے چہرے پہ اس بار کمال کا اطمینان تھا۔

"محبت یہ ہے کہ اپنی بہن کی محبت کے لئے اپنی محبت کی قربانی دے دینا" برہان کا ایک ایک لفظ کسی خنجر کی مانند اسے اپنے دل میں لگتا محسوس ہوا وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی کئی ثانیے بس وہ خاموش رہی تھی اس نے اس بار نگاہیں چرانے کی کوشش نہیں کی وہ بیٹھے بیٹھے پتھر کی مورت بن گئی تھی۔

" صحیح وضاحت کی نہ محبت کی "برہان نے ٹھنڈی ہوتی چائے کا گھونٹ بھر کے پوچھا انہیں چائے کا ذائقہ تلخ محسوس ہوا۔

جانے کی چائے کی تلخی تھی یا یہ تلخی اس کیفے ٹیریا کے ماحول میں رچ گئی تھی۔

وہ سر جھکائے اپنے کپ کاٹ رہی تھی اور برہان خاموشی سے اس کے چہرے کے اثر چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔

"میں آزر سے پیار نہیں کرتی "اس نے کمزور سی آواز میں احتجاج کیا۔

"میں نے ایسا کب کہا؟"برہان نے ایک آنکھ کی ابرو اٹھا کر اسے دیکھا چہرے پہ اطمینان قابل دید تھا۔

"پلیز برہان آپ مجھے زہنی اذیت مت دیں "بے بسی ہی بے بسی تھی اس نے برہان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا" برہان فوراً سیدھے ہو کے بیٹھ گئے۔

اطمینان رخصت ہوا تھا۔بے کلی بڑھی تھی۔دردِ دل سوا ہوا تھا۔

انہیں ہر جانب دھواں دھواں سا محسوس ہوا۔

کیا وہ سامنے بیٹھی اس چھوٹی سی لڑکی کو ذہنی اذیت دے رہے تھے۔پل میں سارا اطمینان رخصت ہوا تھا۔

"تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو میں تمہیں پسند کرتا ہوں اس لئے رشتہ بھیجا" برہان نے ٹھہر ٹھہر کے کہا جیسے وہ خود اپنے لفظ تول کے ادا کر رہا ہو۔وہ آپ سے تم پہ آیا تھا۔

"میں نہیں کرنا چاہتی آپ سے شادی خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دیں" شزرا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"میں آزر نہیں ہوں جو آپ کے آنسو دیکھ کے پگھل جاؤں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے" وہ جواب سنا کے اٹھ کھڑا ہوا پھر شزرا نے اسے کیفے ٹیریا کا گلاس ڈور دھکیل کے باہر جاتے دیکھا۔

"بابا کیا آپ مصروف ہیں؟" شزرا نے ان کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا شزرا کو آتے دیکھ کر دلاور صاحب نے کتاب ایک طرف رکھ دی وہ جا کے بیڈ پہ ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

"بہت شکریہ بیٹا" دلاور صاحب نے اس نے ہاتھ سے چائے کا کپ تھامتے ہوئے کہا۔

"بابا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے" شزرا نے جھجھکتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"میں برہان سے شادی نہیں کرنا چاہتی" اس نے سر جھکائے کہا۔

اس کی آنکھوں ست ایک آنسو ٹوٹ کے دلاور صاحب کے ہاتھ پہ گرا۔

وہ خاموش بیٹھے اسے سن رہے تھے۔

"کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟" انہوں نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مرضی کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی؟" شزرا نے آنسو پیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا" انہوں نے اس کا ہاتھ تھپکتے ہوئے اسے یقین دلایا۔ وہ مسکرا کے ان کے گلے لگ گئی۔

****

دوسرے دن شزرا دیر تک سوتی رہی وہ بیدار ہوئی تو اس وقت دوپہر ہو رہی تھی پاس پڑا اس کا موبائل مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا اس نے کوفت سے موبائل اٹھایا اسکرین پہ برہان کا نام جگمگا رہا تھا اٹھائے یا نہ اٹھائے وہ اسی سوچ میں پڑ گئی۔

مگر وہاں برہان کی تعداد مس کالز تھیں اس نے کال پک کر کے موبائل کان سے لگایا تو دوسری جانب برہان کی آواز سنائی دی۔

"مجھے لگا تمہاری عقل ٹھکانے آ گئی ہو گی لیکن پتہ نہیں تم کیا سوچ کے بیٹھی ہو" برہان کی غصے میں بھری آواز اسپیکر سے ابھری شزرا کا سر پہلے ہی چکرا رہا تھا اوپر سے برہان کی باتیں۔

"آپ کیا بولنا چاہ رہے ہیں" شزرا نے بیزاری سے پوچھا۔

"تمہارے گھر والوں نے رشتے سے انکار کر دیا ہے" پتہ نہیں وہ اطلاع دے رہا تھا یا پوچھ رہا تھا مگر انداز سے برہمی صاف ظاہر تھی۔

"جی" شزرا نے یک لفظی جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آزر کی شادی ہونے دو شاید اس کے بعد تمہاری عقل ٹھکانے آ جائے" برہان جانے کیا سوچ کے بیٹھا تھا۔

"میں آزر کی شادی کے بعد دوبارہ اپنے پیرنٹس کو بھیجوں گا مجھے یقین ہے پھر تم انکار نہیں کرو گی" برہان نے سنجیدگی سے کہا اور کال کاٹ دی۔

اس دن کے بعد برہان کے ماں باپ نے اس گھر کی دہلیز شزرا کے رشتے کے لئے پار نہیں کی تھی اور نہ کوئی سوال کیا شزرا نہیں جانتی تھی کہ دلاور صاحب نے کیسے منع کیا مگر بہر حال اس دن کے بعد اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ برہان نے دوبارہ اس موضوع کو چھیڑا۔

آج کل تو گھر میں آزر اور منال کی شادی کی تیاریاں جاری تھیں اس گھر کی پہلی خوشی تھی تائی امی اور دادو کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ پورے شہر کو دعوت نامے بھیج دیں۔

بازاروں کے روانہ چکر لگ رہے تھے اور پھر گھر پہ ایک محاذ کھلا ہوتا کسی سوٹ کی فٹنگ کروانی ہے تو کسی دوپٹے پہ دادو کرن لگوانا چاہتیں۔

"اس سوٹ کے دوپٹے پہ کرن لگواؤ میری منال پہن کے بہت خوبصورت لگے گی" دادو مختلف سوٹوں کے دوپٹے ہاتھ میں لے کہ کہتیں۔

تو دوسری طرف تائی امی خوب بھرے بھرے کامدار جوڑے منال کے لئے پسند کر رہی تھیں۔

"منال یہ تم بہت ہلکے ہلکے جوڑے لے رہی ہو بھائی زرا بھاری جوڑے دیکھائیں" پھر وہ خود ہی دکاندار سے مخاطب ہوتیں۔

منال کبھی مسکرا کے رہ جاتی تو کبھی اتنے بھاری بھاری جوڑے دیکھ کے پریشان ہو جاتی مگر اس سب سے بڑی سب کی محبت تھی جو وہ خوب سمیٹ رہی تھی۔

اس سب میں شزرا کی ذات کہیں کھو کے رہ گئی تھی مگر وہ خوش تھی منال کو خوش دیکھ کے۔

آزر یہاں نہیں تھے وہ کام کے سلسلے میں لاہور گئے تھے انہوں نے کہا تھا کہ وہ شادی سے دو دن پہلے پہنچ جائیں گے اس بات پہ شزرا نے سکھ کا سانس لیا تھا ورنہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے اس کے لئے یہ سب بہت مشکل ہو جاتا۔ یہ بات تو وہ بھی جانتی تھی کہ آزر یہاں سے جان بوجھ کے گئے ہیں مگر وہ جان کے بھی انجان بنی رہی۔

آج مایوں کی تقریب تھی اور آزر اب تک نہیں لوٹے تھے جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ دو دن پہلے لوٹ آئیں گے گھر میں سب ہی پریشان بیٹھے تھے۔

تایا ابو تو انہیں دو دن سے کال کر کے تھک چکے تھے مگر وہ کال اٹینڈ نہیں کر رہے تھے اب تو سب کو فکر ہونے لگی تھی ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ ان سے رابطہ نہ ہو سکے۔

ابھی بھی دوپہر ہونے کو آئی تھی مگر ان سے رابطہ نہ ہو سکا باہر لان میں مایوں کے لئے اسٹیج سج رہا تھا کچھ ہی دیر میں منال کو بھی مایوں بٹھانا تھا مگر اس سارے منظر سے آزر غائب تھے۔

دلاور صاحب اور امین صاحب دونوں بیٹھے آزر کو فون ملا رہے تھے مگر بیل مسلسل جا رہی تھی کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔

لاہور ان کے آفس میں بلڈنگ میں ہر جگہ فون کر کے معلوم کیا جا چکا تھا مگر وہ کہیں نہیں تھے۔

دادو جائے نماز بچھائے بیٹھی آزر کے صحیح سلامت آنے کی دعائیں مانگ رہیں تھیں۔

تائی امی کا مسلسل رونے سے کام تھا ان کی زبان پہ یہی الفاظ تھے "کہیں سے میرے آزر کو لا دو" سب پریشان بیٹھے تھے۔

منال اپنے روم میں بند تھی اس نے صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔

اور شزرا تو اپنی نگاہیں دروازے پہ جمائے بیٹھی تھی اس کی نگاہیں صرف ایک بار آزر کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔

دوپہر کا آگ برساتا سورج ڈھلا تھا وہ سورج گرم تو نہیں تھا مگر اس گھر کے مکینوں کو تپتا ہوا سا لگا۔

اب شام کے سائے گہرے ہونے کو آئے تھے اور اس گھر میں شادی کا سماء اب خاموشی میں بدل چکا تھا۔

لیکن منال کو مایوں کا جوڑا پہنا دیا گیا۔

شزرا لان میں آئی تو پورا لان نہایت خوبصورتی سے سجا تھا پیلے اور سفید پھول جا بجا اپنی بہار دکھلا رہے تھے اس کی آنکھیں صبح سے رو رو کے سوج چکی تھیں۔

مین گیٹ سے لان تک آنے والی راہداری کو پہلے اور سفید پھولوں سے ڈھک دیا گیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے آسمان پہ پھولوں کی چادر تنی ہو مگر سب ویران پڑا تھا۔

اس پھولوں سے ڈھکے گھر کے باسی اندر بیٹھے ایک دوسرے کو تسلیاں دے رہے تھے۔

اور شزرا پھولوں سے ڈھکی راہداری میں دروازے پہ نظریں جمائے کھڑی تھی اسے پورا یقین تھا آزر اس کا مان کبھی نہیں توڑیں گے مگر آنسو ایک الگ ہی کہانی بیان کر رہے تھے۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا ماحول میں عجب سی پر اسراریت پھیلی تھی پیلی اور نارنجی شعائیں آسمان سے زمین کی طرف آ رہی تھیں۔

پیلے پھولوں اور نارنجی شعاؤں نے اس راہداری کو ایک الگ کہ رنگ بخش دیا تھا اور وہاں کھڑی وہ غم کا پیکر۔

اسے گیٹ سے کوئی اندر آرا دیکھائی دیا آنکھوں کے سامنے دھند بڑھتی گئی دل کی دھڑکن تھم سی گئی وہ دھندلا سا پیکر اس کے قریب آتے آتے واضح ہو گیا آنکھوں کے سامنے سے دھند چھٹ چکی تھی۔

وہ شاید آزر تھے۔

یقیناً آزر ہی تھے۔

وہ اب اس کے سامنے آ کے ٹھہر چکے تھے اور ناسمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کے چہرے کو چھونا چاہا اگر یہ نظروں کا فریب تھا تو یہ فریب اس کی جان لے لے گا۔

اس کا ہاتھ آزر کے گال کو چھو گیا وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور تڑپ کے آزر کے گلے لگ گئی۔

وہ حیران و پریشان اسے دیکھنے لگے جو ان کے سینے سے لگی زار و قطار آنسو بہا رہی تھی کچھ دیر رونے کے بعد دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو اپنی پوزیشن کا اسے احساس ہوا وہ جھجھک کے پیچھے ہٹی اور گالوں پہ پھیلے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کئے۔

"کیوں رو رہی ہو؟" انہوں نے حیران ہوتے ہوئے اس کے رونے کی وجہ پوچھی۔

"آپ کہاں تھے؟ آپ نے کہا تھا آپ دو دن پہلے آجائیں گے اور آج صبح سے سب آپ کو کال کر رہے ہیں آپ کال بھی پک نہیں کر رہے" بے ترتیب حلیہ، ہکلایا لہجہ اور آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ ان کے جینے کی وجہ ان سے سوال کر رہی تھی ان کے دل کو کچھ ہوا۔

"میں کام میں پھنس گیا تھا ورنہ دو دن پہلے ہی آجاتا میری آج صبح کی فلائٹ تھی لیکن فلائٹ لیٹ ہو گئی اور میرا فون شاید سائلنٹ پہ لگا رہ گیا" انہوں نے تفصیل بتاتے ہوئے اپنی جیبوں میں ہاتھ مات کر موبائل تلاش کیا اور موبائل نکال کر دیکھا تو وہ واقعی سائلنٹ پہ لگا تھا۔

"آپ اندر چلیں سب بہت پریشان ہیں" شزرا کو سب کی حالت یاد آئی تو انہیں اندر چلنے کو کہا۔

"شزرا اگر آج میں نہ آتا تو" شزرا کے اندر کی جانب بڑھتے قدم ان کا سوال سن کے رکے تھے راہداری میں تنی پھولوں کی چادر میں سے کچھ پھول ہوا کے ساتھ جھڑرے تھے فضا میں پھیلی پیلی روشنی اب مزید گہری ہو گئی تھی۔

وہ بے ساختہ مڑی تھی اس نے اس ملگجی روشنی میں آزر کا چہرہ کا دیکھنے کی کوشش کی مگر وہاں کوئی تاثر نہیں تھا۔

"تو شاید میں زندہ نہیں ہوتی" اس نے اسی بے تاثر لہجے میں کہا اور اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

آزر اپنی جگہ سن سے ہو گئے۔

جانے کتنی بار ان کے دل میں آیا تھا کہ کاش وہ یہ شادی نہ کریں والا کراچی نہ جائیں مگر ہر بار انہوں نے دل کی اس بے سروپا خواہش پہ کان نہ دھرے۔

آزر اندر پہنچے تو سب والہانہ انداز میں ان کی طرف بڑھے تھے دادو تائی امی دلاور صاحب امین صاحب سب ان کے گرد جمع تھے وہ سب کو جواب دے دے کے تھک گئے تھے۔

منال کو آزر کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بے اختیار ہی سجدے میں چلی گئی۔

اس گھر میں خوشیاں ایک بار پھر لوٹ آئی تھیں۔

مایوں کی تقریب میں مہمان آنا شروع ہو چکے تھے پورا لان برقی قمقموں سے روشن تھا ہر چہرہ مسکرا رہا تھا۔

شزرا تیار ہو کے اپنے روم سے باہر نکلی تو آزر بھی اسی وقت اپنے روم سے باہر نکلے تھے نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔

سفید شلوار قمیض میں وہ بہت نکھرے نکھرے سے لگ رہے تھے بڑھی ہوئی شیو اور سوجی آنکھیں ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھیں۔

شزرا گولڈن رنگ کا ہنگا پہنے کوئی سنہری پری ہی لگ رہی تھی بالوں کی چٹیا بندھی ایک سائڈ پہ ڈلی جس میں سے کچھ آوازہ لٹیں نکل کر چہرے کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں۔

آزر نے ایک نظر اسے دیکھا اور اگلے ہی پل نظریں پھیر لیں ان کا یوں نظریں پھیرنا شزرا کے دل کو گھائل کر گیا وہ اسے نظر انداز کئے وہاں سے جا چکے تھے۔

وہ خود کو سنبھالتی ہوئی آگے بڑھی اور منال کے روم کی طرف چلی گئی۔

وہ اندر داخل ہوئی تو منال تیار ہوئی آئینے کے سامنے بیٹھی تھی پہلے اور سبز رنگ کا لہنگا پہنے اس پہ روپ ٹوٹ کے برس رہا تھا۔

شزرا اس پل دل سے اس کے خوش رہنے کی دعا مانگی تھی۔

سویرا اور شزرا منال کو لے کے نیچے پہنچیں تو سب مہمان آ چکے تھے لان مہمانوں سے بھرا تھا منال کو لے جا کے آزر کے برابر میں بٹھا دیا۔

شزرا منال کو آزر کے برابر میں بٹھا رہی تھی تو اس وقت آزر کی نظریں شزرا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں وہ چاہ کے بھی اپنی نظریں نہیں ہٹا پا رہے تھے شزرا آزر کہ نگاہیں خود پہ جمی محسوس کر سکتی تھی۔

وہ گھبراہٹ میں وہاں سے ہٹی اور تیزی سے اسٹیج سے اترنے لگی مگر اسی اثناء میں وہ کسی سے بری طرح سے ٹکرائی تھی مقابل نے اسے نرمی سے پکڑا تھا اس نے پلکیں اٹھا کے دیکھا تو برہان نے اسے گرنے سے بچایا ہوا تھا وہ فوراً خود کو سنبھال کے سیدھی ہوئی۔

برہان کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ تھی وہ اسے نظر انداز کر کے وہاں سے جانے لگی مگر وہ دوبارہ اس کے راستے میں آ گیا۔

"پھر کیا سوچا تم نے؟" برہان نے ایک دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"کیا سوچنا ہے؟" شزرا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"آزر کی شادی ہو رہی ہے" برہان نے بات کا رخ آزر کی طرف موڑا۔

"تو۔۔۔" شزرا نے اسی کے لہجے میں اسے جواب دیا جس پہ برہان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تو یہ روئی روئی سی آنکھیں بلاوجہ تو نہیں" اس نے سنجیدگی سے شزرا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر کوئی ضروری بات نہیں ہے تو مجھے بہت کام ہیں" شزرا نے اس وقت اسے نظر انداز کرنا ہی بہتر سمجھا اور وہاں سے چلی گئی۔

مایوں کی تقریب بخیر و عافیت نمٹ گئی تھی۔

کل بارات تھی اور صبح بہت کام تھے اب شزرا نے تمام سوچوں کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ مگر سوچوں پہ کس کا بس ہے کسی نہ کسی روپ میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوتیں بلا آخر رات تمام ہوئی تھی۔

وہ صبح اپنی ساتھ نئی ہنگامہ خیزیاں لے کہ آئی تھی آج سب کی زندگی بدلنے والی تھی شزرا اپنے حق سے دستبردار ہونے والی تھی جو ہرگز اس کے لئے آسان نہیں تھا مگر اب اسے اپنے دل کو پتھر کرنا آ گیا تھا۔

آزر صبح سے ہی اپنے کمرے میں بند تھے انہوں نے باہر آکر کسی بھی کام کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی اس وقت شاید وہ صرف اپنی ادھوری محبت کا ماتم کرنا چاہتے تھے مگر ان کے دل میں اس محبت کی جگہ شاید نفرت لے رہی تھی۔

رات میں تائی امی نے ان کی شیروانی ان کے روم میں پہنچائی تو وہ خاموشی سے اٹھ کے تیار ہونے چلے گئے۔

شوخ گلابی رنگ کے لہنگے میں بانوں جو کرل کیئے اس وقت شزرا کوئی پری ہی لگ رہی تھی۔

شزرا منال کو لے کہ وینیو پہ پہنچی تو مہمان آنا شروع ہو چکے تھے شزرا منال کو لے کہ اندر چلی گئی کچھ دیر بعد نکاح کی رسم ہونا تھی۔

مولوی صاحب منال سے سائن کروانے آئے تو پل بھر کو شزرا کو اپنا وجود خالی ہوتا محسوس ہوا۔

نکاح کہ رسم کے بعد منال کو لا کے آزر کے برابر میں بٹھا دیا گیا سرخ رنگ کے شرارے ملبوس اس وقت اس پہ روپ برس رہا تھا شزرا اپنے لبوں پہ مسکان سجائے سب سے مل رہی تھی مگر بہت اندر کچھ ٹوٹ چکا تھا۔

برہان نے شزرا سے بات کرنی چاہی مگر شزرا اس وقت کسی قسم کی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس نے اسے نظر انداز کرنا بہتر سمجھا۔

رخصتی کی رسم عافیت سے نمٹ گئی تھی اب سب گھر آ کے مختلف رسمیں کر رہے تھے رسموں سے فارغ کو کر منال کو آزر کے روم میں پہنچا دیا گیا۔

رات دبے پاؤں گزرتی جا رہی تھی مگر آزر اپنے روم میں نہیں گئے تھے پتہ نہیں وہ کہا تھے۔ سب گھر والے یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے روم میں ہیں شزرا بھی یہی سمجھ رہی تھی۔

اس کا درد دل حد سے سوا ہوا تو وہ باہر لان میں ٹھنڈی ہوا میں آ گئی اس نے اب تک کپڑے تبدیل نہیں کیئے تھے وہ اب تک سکتے کی سی کیفیت میں تھی۔

وہ گلابوں کی کیاری کے سامنے آ کھڑی ہوئی آنسو خود بخود پلکوں کی باڑھ توڑ کر چہرے پہ بہنے لگے۔

"بہت خوش ہو نہ مجھے برباد کر کے۔۔۔۔۔!!!" عقب سے آنے والی آواز نے شزرا کا دل مٹھی میں جکڑ لیا وہ فوراً اپنے آنسو صاف کر کے پلٹی مگر کچھ نہ بولی وہ جانتی تھی اگر اس نے کچھ کہا تو شاید آنسو اس سے بغاوت کر جائیں۔ آزر سینے پہ ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑے تھے آنکھیں لہو رنگ تھیں۔ انہوں نے شزرا کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا وہ ان کے سینے سے آلگی کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کے اس کی کلائی میں پیوست ہو گئیں مگر مقابل پہ آج کوئی اثر نہ ہوا درد کی شدت سے وہ کراہ اٹھی۔

ہاتھوں کے زخم ایک بار پھر ہرے ہو گئے۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" شزرا نے انہیں وہاں موجود دیکھ کے پوچھا۔ مگر ضبط کرنے کے باوجود اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

"مجھے اس وقت تم سے شدید نفرت محسوس ہو رہی ہے" انہوں نے ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچتے ہوئے کہا آزر کی سخت انگلیاں اس کے گال میں گڑی جا رہی تھیں اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی مگر مقابل کی گرفت حد درجہ مضبوط تھی۔

"چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے" اس نے روتے ہوئے کہا مگر آج اسکے کسی بھی آنسو کا آزر پہ اثر نہ ہوا۔

"اور جو اذیت تم نے مجھے دی ہے اسکا کیا" وہ دبی دبی آواز میں دھاڑے تھے اور اس کا دل سہم گیا۔

"آج کے بعد میں تم سے صرف اور صرف نفرت کروں گا میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تمہیں دیکھتا ہوں نہ تو مجھے اپنا وجود ایک مذاق لگتا ہے نفرت ہوتی ہے خود سے" وہ جنونی کیفیت میں بول رہے تھے اور وہ برستی آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھی۔

بہت مشکل ہوتا ہے جس کی نظروں میں آپ ہمیشہ خود کے لئے پیار دیکھتے آئے ہوں اسی کی نظروں میں خود کے لئے نفرت دیکھنا اور آج وہ نفرت اسے آزر کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

وہ یک ٹک ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی جیسے اندر تک پڑھ لینے کا ارادہ ہو مگر وہاں اب نفرت کے سوا کچھ نہ تھا۔

شزرا کا روم روم جل اٹھا۔

اس کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر سب کو بتائے اس نے بھی اپنی محبت کی قربانی دی ہے کسی کو اسکا زخم کیوں نہیں دیکھا کیوں آزر صرف اپنی ہی محبت لئے بیٹھے ہیں۔

"چلی جاؤ میری زندگی سے جب بھی تمہیں دیکھوں گا میں زندہ نہیں رہ سکوں گا پل پل مروں گا" آزر کا لہجہ بل گیا تھا اب ان کے انداز میں جارحیت نہیں تھی غصہ نہیں تھا ایک تحمل تھا درخواست تھی۔

وہ سر جھکائے ہونٹ کچل رہی تھی بے نیازی کا چولا اوڑھے وہ خاموش تھی۔

آزر جا چکے تھے اسے چھوڑ کے وہ نہیں جانتی تھی وہ اندر گئے ہیں یا باہر اب وہ جاننا بھی نہیں چاہتی تھی ایک اندھیرا تھا جو اس کی آنکھوں کے سامنے تھا مگر اب سب واضح ہو گیا تھا۔

وہ اس کالی رات میں وہاں کھڑی ایک فیصلے پہ پہنچ چکی تھی ہاں اب اسے صرف اپنے بارے میں سوچنا تھا سب کو پیچھے چھوڑ کر صرف اب اپنا سوچنا تھا۔

وہ صبح ایک بوجھل صبح تھی شزرا کو آج سورج کی روشنی کم محسوس ہوئی اسے لگا آج سورج معمول کے مطابق نہیں ہے بلکہ آج کچھ بھی معمول کے مطابق نہیں ہے۔

وہ نیچے آئی تو سب ناشتے کے لئے ڈائننگ ٹیبل پہ موجود تھے۔

گھر میں ایک چہل پہل تھی سب خوش تھے مگر وہاں موجود تین نفوس سب سے اپنی اداسی چھپا رہے تھے۔

منال بہت خاموش خاموش سی تھی اس کی خاموشی شزرا کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی وہ اس پل خود سے شرمندہ ہوئی تھی۔

کل رات کو آزر اور شزرا کی بیچ ہونے والی گفتگو صرف ان دونوں تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ وہاں موجود ایک تیسرے شخص نہ صرف سب دیکھا بلکہ سن بھی لیا تھا۔

پوری رات صرف وہ دونوں ہی نہیں بلکہ وہ تیسرا شخص بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔

مگر ابھی تک سب معمول کے مطابق تھا۔

"بابا میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں" ناشتے کے بعد شزرا دلاور صاحب کے سامنے کھڑی تھی وہ اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے بہت گھبرائی ہوئی سی دیکھ رہی تھی۔

"کہاں جانا ہے" دلاور صاحب نے اس کی طرف نظر بھر کے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ میں نے آپ سے زکر کیا تھا نہ آسٹریلیا کی یونیورسٹی میں میں نے ایڈمیشن کے لئے فارم سبمٹ کیا ہے وہاں سے میل آگئی ہے اور خالہ بھی مجھے بہت یاد کر رہی ہیں" اس نے سر جھکائے جواب دیا۔

یہ میل تو اسے کافی پہلے آگئی تھی مگر جب آزر کی محبت نے اسے سب کچھ بھلا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے جاؤ" انہوں نے بغیر کسی پس وپیش کے کہا شزرا نے بے یقینی سے انہیں دیکھا مگر وہ کسی گہری سوچ میں مستغرق تھے۔

وہ وہاں سر جھکائے واپس آگئی۔

"شزرا تمہاری شام کی آسٹریلیا کی فلائٹ ہے" دلاور صاحب نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے اسے اطلاع دی اس بات سے شزرا کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا نہ صرف شزرا بلکہ وہاں موجود تمام لوگ حیرت سے ان کی شکل دیکھ رہے تھے۔

مگر آزر سب سے لاتعلق سے بیٹھے تھے ان کے پتھر کے وجود میں جنبش تک نہ ہوئی۔

"کیا مطلب ہے؟ شزرا کہاں جارہی ہے؟" امین صاحب نے پہلے شزرا اور پھر دلاور صاحب کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"شزرا نے آسٹریلیا کی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا ہے اس لئے وہ آسٹریلیا جارہی ہے" دلاور صاحب نے سنجیدگی سے بتایا۔

"لیکن کل ولیمہ ہے بابا ولیمے کے بعد چلی جانا" منال نے پریشانی سے کہا۔

"نہیں شزرا آج ہی جائے گی" وہ اپنا فیصلہ سنا کے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

دلاور صاحب وہاں سے اٹھ کے اپنے روم میں آگئے۔

انہوں نے کل رات آزر اور شزرا کی باتیں سن کی تھیں وہ اپنی کھڑکی میں جانے کتنی دیر تک بت بنے کھڑے رہے جب انہیں ہوش آیا تو فجر کی اذانیں ہورہیں تھیں۔

ان کے دل کو ملال نے آگھیرا کاش وہ پہلے ہی شزرا کا رویہ سمجھ لیتے کیوں وہ اپنی بیٹیوں سے اس قدر بے خبر رہے آج دونوں کی زندگی برباد ہونے کے دوراہے پہ کھڑی تھی۔

کیوں وہ جان نہ پائے کے شزرا کا رویہ منال کے ساتھ کیوں بدلا تھا مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

اور صبح شزرا نے یہاں سے جانے کی بات کر کے خود ہی ساری مشکلیں آسان کر دی تھیں اور انہیں اپنے دل پہ پتھر رکھ کے شزرا کو یہاں سے بھیجنا تھا۔

انہوں نے اس کی شام کی فلائٹ ہی بک کروادی تھی۔

آسٹریلیا میں شزرا کی خالہ رہتی تھیں وہ بے اولاد تھیں منال اور شزرا سے انہیں بے حد لگاؤ تھا وہ ہر بار فون کر کے ان لوگوں کو آسٹریلیا آنے پہ زور دیتی تھیں مگر زندگی کے کاموں سے کبھی فرصت ہی نہیں ملی تھی۔

مگر اب زندگی نے کی اسے ایسے راستے پہ لا کھڑا کیا تھا جہاں اب کوئی راستہ نہیں تھا۔

شزرا کو یقین نہیں تھا کہ دلاور صاحب اس کے جانے کے لئے مان جائیں گے مگر یہ معجزہ ہو گیا تھا۔

پیکنگ کرتے ہوئے اس کا دل بار بار بھر رہا تھا وہ آنسو صاف کرتے ہوئے پیکنگ کرنے میں مصروف تھی۔

شزرا کا سامان گاڑی میں رکھوایا جا چکا تھا وہ سب سے مل رہی تھی اور آنکھیں مسلسل برس رہی تھیں اور پھر وہ منال سے گلے لگتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کے روئی تھی سب اس کی طرح اچانک جانے پہ حیران تھے کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

آزر دوپہر میں ہی آفس چلے گئے تھے وہ شزرا کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے شزرا کی نگاہیں انہیں ہی ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ کہیں نہیں تھے۔

پھر وہ چلی گئی۔

اور ایسی گئی کہ پورے گھر کو ویران کر گئی۔

"آزر آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" منال آزر کے سامنے کھڑی اس سے سوال پوچھ رہی تھی جس سوال کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"نہیں۔۔۔ میں کیوں ناراض ہوں گا" آزر نے فائل پر سے سر اٹھائے بناء جواب دیا۔

"تو آپ اتنے چپ چپ کیوں رہتے ہیں" منال کو اس کی یہ خاموشی شادی کے بعد زیادہ محسوس ہونے لگی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بس کام کا زیادہ پریشر ہے" آزر نے دھیمے سے مسکرا کے کہا۔

"ایک کپ چائے ملے گی؟" آزر نے فائل سے سر اٹھا کے پوچھا منال اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

آزر کے چہرے پہ مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔

آزر نے منال کو بیوی کا درجہ دے دیا تھا وہ مان چکے تھے کہ اب منال ہی ان کے لیے سب کچھ ہے وہ اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے مگر یہ کمبخت دل اسی بیوفا میں اٹکا رہتا۔

آزر کا رویہ منال کے ساتھ صحیح تھا مگر جب انہیں وہ سنگدل یاد آتی تو وہ دو دو دن کسی سے بات نہ کرتے یہی چیز منال کو کھلتی تھی ایک دم ہنستے ہنستے انہیں کیوں چپ لگ جاتی ہے۔

کیوں وہ بیٹھے بیٹھے خلاؤں میں گھورنے لگتے ہیں۔

مگر ان سوالات کے جوابات صرف آزر کے پاس تھے۔

وہ آسٹریلیا پہنچ چکی تھی خالہ اور خالو اسے ایئرپورٹ پہ پک کرنے آئے تھے خالہ تو اسے گلے لگائے جانے کتنی دیر تک روتی رہیں تھیں۔

یہاں آکر اس نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا زندگی بہت حد تک مشینی ہو چکی تھی پہلے وہ روز گھر فون کرتی تھی پھر آہستہ آہستہ بلکل کم ہوتا گیا۔

صبح یونیورسٹی اور شام میں اکیڈمی اس نے خود کو بہت مصروف کر لیا تھا مگر سوچیں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی اسی طرح آزر کا خیال بھی ہمہ وقت اس کے ساتھ رہتا وہ یہاں آکر بھی ان کے خیالوں سے پیچھا نہیں چھڑا پائی۔

کب کبھی وہ سڈنی کی گلیوں میں نکلتی تو اسے لگتا ابھی آزر کہیں سے نکل کر اس کے سامنے آکھڑے ہوں گے۔

سامنے رکھی چائے ٹھنڈی ہو جاتی اور اسے ہوش نہیں ہوتا اور کبھی گرم گرم چائے بے دھیانی میں منہ سے لگا لیتی۔

کلاس میں لیکچر نوٹ کرتے ہوئے یونہی بے دھیانی میں پین کسی غیر مرئی نقطے پہ جم جاتا۔

بعض اوقات تو آزر اس کے سامنے آکھڑی ہوتے وہ انہیں ہاتھ بڑھا کے چھونا چاہتی تو وہ غائب ہو جاتے۔

اس کی دماغی حالت دن بہ دن گر رہی تھی مگر وہ خود کو سنبھالے زندگی کے جھمیلوں میں مگن تھی۔

آج آزر اور منال کی شادی کو ایک سال ہونے کو آیا تھا اس ایک سال میں بہت کچھ بدل چکا تھا آزر پہلے سے زیادہ سنجیدہ اور کم گو ہو گئے تھے منال نے بھی ان کی اسی طبیعت کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا تھا۔

شزرا نے شادی کی سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے آج ایک مہینے بعد منال کو فون کیا تھا۔

بیل جا رہی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا وہ کوفت سے موبائل رکھنے ہی والی تھی کہ دوسری جانب کال اٹھا لی گئی۔

"ہیلو۔۔۔۔" آزر کی بھاری نیند میں ڈوبی ہوئی آواز اسپیکر سے ابھری تھی اس کی دھڑکنیں تھمی تھیں وہ یہ آواز آج پورے ایک سال بعد سن رہی تھی پل میں ہی اس کی آنکھوں میں موری جمع ہوئے۔وہ سن سی کھڑی تھی وہ ان کی آواز سننا چاہتی تھی مگر ان دوسری طرف بھی خاموشی تھی۔

شزرا نے کچھ نہ کہا تو آزر نے کان سے فون ہٹا کر اسکرین پہ چمکتا شزرا کا نام دیکھا پل میں ہی ان کے ماتھے پہ لاتعداد سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں انہوں نے نہایت ناگواری سے فون کو دیکھا تھا وہ فون کاٹنے کی والے تھے کے شزرا کی سسکیوں کی آواز سنائی دی بے اختیار ہی انہوں نے فون سے لگایا تھا مگر کچھ نہ بولے۔

"تمہارا کی فیصلہ تھا نہ" جب بولے تو آواز انتہائی سرد تھی شزرا کو ان کے لہجے کی ٹھنڈک رگ و پے میں دوڑتی محسوس ہوئی اس نے ہاتھ کی پشت سے بیدردی سے اپنے آنسو رگڑے۔

"کیسے ہیں آپ؟" اپنے لہجے کو حتی الامکان نارمل کرتے ہوئے وہ بولی مگر آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہوں اور بہت خوش ہوں" انہوں نے نفرت سے کہا تھا۔

"لیکن تمہیں پتا ہے دوسرے کا دل توڑنے والے کبھی خوش نہیں رہتے" آزر نے اس پہ خنجر اچھا جو جا کے اس کے دل کے مقام پہ لگا تھا۔

"خیر تم بتاؤ کیسی ہو" انہوں نے بات کا رخ بدلا۔

"آپ کی بد دعا کے زیر اثر ہوں شاید" شزرا نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا اس کی بات سن کے آزر تڑپ ہی تو گئے تھے۔

"میں تمہیں کبھی بد دعا نہیں دے سکتا شزرا" انہوں نے قطعیت سے کہا۔

جانتی ہوں مگر۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ کچھ بولتے بولتے خاموش ہوئی تھی۔وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سارے الفاظ خاموشی کی گود میں کراہ کے رہ گئے۔

"آپی کہاں ہیں" اس نے بات کا رخ بدلا۔

"کچن میں شاید ناشتہ بنانے گئی ہے" آزر نے جواب دیا۔

پھر ایک طویل خاموشی نے دونوں کے گرد ڈیرا ڈال لیا کچھ دیر بعد فون کٹ گیا وہ نہیں جانتی تھی کہ فون خود کٹا ہے یا کاٹ دیا گیا ہے۔

اس کے رکے آنسو تواتر سے بہنے لگے اس نے پوری قوت سے پھیپھڑوں میں اٹکا سانس کھینچا تھا۔اسے لگا وہ تنہا کو لق ودق صحرا میں کھڑی ہو پریشان سی۔

آزر کے پاس تو منال کی محبت تھی اس کے پاس کون تھا وہ تو بلکل اکیلی تھی۔

کچی عمر میں دیکھا جانے والا خواب ٹوٹ جائے تو اس کی کرچیاں ساری عمر روح میں گڑی رہتی ہیں اس کا بھی تو خواب ٹوٹا تھا لیکن وہ کوشش کر رہی تھی نہ اپنی روح سے کرچیاں نکالنے کی۔

سب اپنا اپنا دکھ لئے بیٹھے تھے کسی نے اس کے بارے میں نہیں سوچا اسے تو اپنا گھر اس محبت کی وجہ سے چھوڑنا پڑا تھا آج وہ دیارِ غیر میں بسی تھی تو صرف اس محبت کی وجہ سے کون تھا جو اسکا دکھ بانٹتا تھا کوئی نہیں تھا اسکے پاس وہ اکیلی تھی۔

منال کی طبیعت کئی دنوں سے خراب تھی مگر وہ موسمی بخار سمجھ کے نظر انداز کر رہی تھی آج جب کچن میں کام کرتے ہوئے وہ چکرا کے بیہوش ہوئی تو آزر فوراً اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے ابتدائی طبی امداد کے بعد ڈاکٹر نے کچھ ٹیسٹ لکھ کے دیئے جو آزر نے اسی وقت کروا لیے شام کی اس کی رپورٹ آجانی تھی۔

دونوں گھر پہنچے تو تائی امی ان دونوں کا ہی انتظار کر رہی تھیں۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟" انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں کہا شام تک رپورٹس آئیں گی" آزر مختصر جواب دے کے اپنے روم میں چلے گئے۔

تائی امی نے بھی منال کو آرام کرنے کی تاکید کی اور اس مے لئے سوپ لینے چلی گئیں۔

منال دادو کے پاس آ کے بیٹھ گئی وہ اس وقت تسبیحاں پڑھ رہی تھیں وہ خاموشی سے ان کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گئی۔

"اتنی خاموش کیوں ہے میری بچی؟" دادو نے اس کے بالوں میں پیار سے انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"دادو کیا شزرا کو ہماری یاد نہیں آتی" اس نے افسردگی سے پوچھا۔

"بیٹا وہ سب سے زیادہ تمہیں یاد کرتی ہوگی" انہوں نے اسے تسلی دی۔

"نہیں دادو وہ بھول گئی ہے مجھے بھی" منال نے افسردگی سے کہا جب تک تائی امی اس کے لئے سوپ لے کے وہیں آگئیں تھیں۔

شام میں آزر منال کی رپورٹ لینے گئے تو لیبارٹری سے منال کی رپورٹس مل گئی اب وہ ڈاکٹر وہ رپورٹ دیکھانے لے جارہے تھے انہوں نے بلاارادہ وہیں کھڑے ہو کے رپورٹس کھول کے دیکھ لیں مگر اگلے ہی پل رپورٹس ان کے ہاتھ سے چھوٹ کے نیچے گر گئیں۔

وہ دوڑ رہی تھی ہر چیز کو پیچھے چھوڑے پوری جان لگا کے بس دوڑتی ہیں جا رہی تھی اس کا سانس پھول رہا تھا ٹانگوں سے جان ختم ہو رہی تھی مگر وہ ہوش میں آتی تو اسے کسی چیز کا احساس ہوتا اب تو اس نے اپنی پرواہ کرنی کب کی چھوڑ دی تھی۔

آج پانچ سال ہونے کو آئے تھے مگر وہ اب بھی وہیں کھڑی تھی اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی۔ مگر سب شاید بہت حد تک آگے بڑھ گئے تھے۔

دوڑتے دوڑتے اس کے قدم تھمے تھے سامنے ایک چھوٹی سی بچی تنہا کھڑی رو رہی تھی وہ بلاارادہ ہی اس کی طرف بڑھی۔

"آپ کیوں رو رہی ہو؟" وہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے ہوئے اس کی طرف جھک کے پوچھ رہی تھی منہ بسورتی بچی نے روتے روتے اس کی طرف دیکھا اور شدت سے رونے لگی۔

"آپ کیوں رو رہی ہو؟" شزرا نے ایک بار پھر پریشانی سے پوچھا۔

وہ سرخ و سفید پھولے پھولے گالوں والی وہ بچی بہت ہی خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔

شزرا نے اس کے پیرنٹس کی تلاش میں ادھر اُدھر نگاہیں گھمائیں مگر اسے کوئی دیکھائی نہ دیا۔

"آپ رو نہیں آپ اپنے پیرنٹس سے بچھڑ گئے ہو" شزرا نے ایک بات اسے چپ کروانے کی کوشش اس بار وہ خاموش ہو کے شزرا کی شکل دیکھنے لگی۔

"آئسکریم کھاؤ گی آپ پھر آپ کے پیرنٹس کو ڈھونڈتے ہیں" شزرا نے پاس سے گزرتے آئسکریم والے کو روک کے کہا اب وہ بچی بلکل خاموش ہو گئی تھی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟" شزرا نے آئسکریم کھول کر اسے پکڑاتے ہوئے پوچھا۔

"لیزا......" چار سالہ بچی نے خاموشی سے آئسکریم کھاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کس کے ساتھ آئی ہیں یہاں؟" شزرا نے ایک اور سوال کیا۔

"مما پاپا کے ساتھ" اس بچی کو ایک بات پھر اپنے مما بابا یاد آ گئے تھے۔

"کہاں ڈھونڈوں میں۔۔۔۔۔۔" شزرا نے اسے روہانسی ہوتے دیکھ کے پریشانی سے پوچھا اسی اثناء میں ایک عورت اسے اپنی طرف آتی دیکھائی دی وہ عورت تیزی سے لیزا کی طرف بڑھی اور اسے گود میں اٹھا لیا۔

"میں آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی کہا تھا نہ ہاتھ پکڑ کے رکھنا" اس عورت نے بچی کو پیار کرتے ہوئے ڈانٹا بھی۔

اسی وقت ایک آدمی بھی ان کی طرف بڑھا وہ آدمی شزرا کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ کے جم سا گیا۔

"مما یہ بہت اچھی ہیں انہوں نے مجھے آئسکریم دی" وہ بچی اب لہک لہک کے اپنی مما کو بتا رہی تھی۔

"بابا آپ آ گئے" وہ بچی اب اپنے بابا کی گود میں چڑھ چکی تھی شزرا نے نظریں گھما کر اس کے بابا کی طرف دیکھا وہ اپنی جگہ جم سی گئی تھی۔

برہان اس کے سامنے کھڑا تھا برہان کی آنکھوں میں شناسائی کی ایک رمق سی ابھری تھی۔

"شزرا یہ تم ہو" برہان نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کے بات کا آغاز کیا۔

"جی۔۔۔" وہ بس اتنا ہی بول سکی۔

اس ایک پل میں اس نے اپنا محاسبہ کیا تھا برہان بھی اپنی زندگی میں آگے بڑھ گیا تھا اس کی یہ چھوٹی سی بیٹی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"کیسی ہو؟" برہان نے سوال کیا۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟" شزرا نے جواب دیتے ہوئے سوال کیا۔

"میں بلکل ٹھیک۔۔۔ یہ میری وائف اور یہ میری بیٹی" برہان نے دونوں کا شزرا سے تعارف کروایا۔

"اور سنبل یہ شزرا میری کزن" برہان نے اپنی وائف سے بھی شزرا کا تعارف کروایا۔

"بہت شکریہ آپ کا میری بیٹی کا خیال رکھنے کے لئے" سنبل نے مسکراتے ہوئے شزرا کا شکریہ ادا کیا۔

"کوئی بات نہیں آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے" شزرا نے لیزا کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

"شزرا تم چلو نہ ہمارے ہوٹل ہم قریب ہی ٹھہرے ہیں" سنبل نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی پیشکش کی۔

"پھر کبھی چلوں گی" شزرا نے جانے سے معذرت کی۔

"خالہ میرا انتظار کر رہی ہوں گی" شزرا نے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔

چند قدموں کے بعد کوئی اس کے ہم قدم ہوا تھا۔

شزرا نے گردن موڑ کے دیکھا تو برہان خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہے تھے وہ کچھ نہ بولی۔

"میں نے شادی کرلی تھی" انہوں نے سر جھکائے کہا نہ جانے وہ کیوں شرمندہ تھے۔

"بہت مبارک" شزرا نے دل سے مبارکباد دی۔

"تم آئیں نہیں میری شادی میں" برہان نے شکوہ کیا۔

"جی بس پڑھائی کی مصروفیات تھیں" شزرا نے نرمی سے کہا۔

"شادی کب کر رہی ہو؟" برہان نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا اس کی بات پہ شزرا کے ہونٹوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی جو برہان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

شزرا کے قدموں میں اب تیزی نہیں رہی وہ بہت ہلکے ہلکے قدم اٹھا رہی تھی۔

"آپ سنائیں کیسی گزر رہی ہے آپ کی لائف" شزرا نے ان کے سوال کو یکسر نظر انداز کر کے پوچھا۔

"کب تک خود کو سزا دیتی رہو گی" وہ سنجیدگی سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"کیسی سزا۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں اپنی زندگی میں" شزرا نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے کہا۔

"ٹھیک ہے مان لیا تم بہت خوش ہو تو پاکستان کیوں نہیں واپس آجاتیں؟" برہان نے تلخی سے کہا اس کے لہجے کی کڑواہٹ شزرا کو بخوبی محسوس ہوئی۔

"میں وہاں دوبارہ کبھی نہیں جاؤں گی" شزرا نے اٹک لہجے میں کہا جیسے اب اس کے آگے کوئی بات نہ رہی ہو۔

"میں نہیں جانتا تھا تم اتنی سنگدل ہو گی" برہان نے افسوس سے کہا اس کی چار پہ شزرا نے الجھ کے اسے دیکھا۔

"کیسی سنگدلی؟" وہ اب اس کے سامنے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہاری بہن اس حالت میں ہے اور تم یہاں ہو یہ سنگدلی نہیں تو اور کیا ہے" برہان نے افسوس سے سر جھٹکا مگر وہ اب بھی کچھ سمجھ نہ پائی۔

"اس نے تو تمہیں ماں بن کے پالا تھا تو تم اس سے اتنی نفرت کیسے کر سکتی ہو" وہ بغیر رکے بول رہا جیسے اسے شزرا سے اس بات کی امید ہرگز نہ تھی۔

"کس حالت میں؟؟؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا" وہ ناسمجھی سے برہان کی طرف دیکھ رہی تھی برہان نے ایسی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جیسے اسے اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہو۔

"کیا تمہیں کچھ نہیں پتا" برہان نے محتاط لہجے میں مگر دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟" شزرا بدستور الجھی ہوئی تھی۔

"منال کو برین ٹیومر ہے کیا تمہیں کچھ نہیں پتا؟" برہان بے یقینی سے شزرا کی طرف دیکھ رہا تھا اسے حیرت تھی اتنی بڑی بات سے شزرا کیسے بے خبر رہ سکتی ہے۔

شزرا کے قدم لڑکھڑائے تھے اسے اپنے چاروں طرف دل دہلا دینے والی خاموشی محسوس ہوئی۔ وہ بے یقین سی برہان کی طرف دیکھ رہی تھی سانسیں سینے میں اٹک رہی تھیں اور چہرے پہ سکتہ چھایا تھا ہر طرف بے یقینی ہی بے یقینی تھی ایک دھند سی اسے اپنے چاروں جانب اٹھتی محسوس ہوئی۔

اسے لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔

درد کی شدت سے اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی۔

ایک آنسو پلکوں کی سرحد توڑ کے گال پہ بہہ گیا وہ آنسو شاید بہت کڑوا تھا اس کی کڑواہٹ اسے اپنی زندگی میں گھلتی محسوس ہوئی۔

اب دھند چھٹ رہی تھی اور اندھیرا بڑھ رہا تھا اس کے قدموں نے اس کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا وہ زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔

مگر زمین پہ بیٹھ کے بھی اس کی آنکھ سے ایک آنسو نہ نکلا وہ بدستور زمین کو گھورے جا رہی تھی۔

"شزرا تم ٹھیک ہو؟" برہان نے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھی۔

"میری آپ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپی" وہ بمشکل بول پائی اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی راستے میں جانے والے تمام لوگ اسے عجیب سی نظروں سے گھور رہے تھے

مگر ہوش و خرد سے بیگانہ پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی۔

"شزرا سنبھالو خود کو اٹھو یہاں سے" برہان نے اس کے قریب آ کے کہا اور ہاتھ پکڑ کے اسے اٹھایا وہ کسی بے جان چیز کی طرح اٹھ گئی۔

برہان نے اسے پاس پڑی بینچ پہ بٹھایا اور اس کے لئے پانی لینے چلے گئے پانی پی کر وہ کچھ حد تک سنبھلی تھی۔

"مم۔۔۔ مجھے کیوں نہیں بتایا اس بارے میں" اس نے سرخ ہوتی آنکھوں سے پوچھا۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا" برہان نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"میں کال کرتی ہوں آپی کو" اس نے گھبراہٹ میں اپنا فون نکالا مگر کانپتے ہاتھوں سے سنبھالا نہیں گیا۔

"شزرا سنبھالو خود کو" برہان اس کی یہ حالت دیکھ کے پریشان ہو گئے تھے۔

"مجھے آپی سے بات کرنی ہے" اس نے روتے ہوئے کہا لفظ بھی اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔

برہان نے کال ملائی مگر وہاں کوئی کال نہیں اٹھا رہا تھا وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ وہاں کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

"آپی کو اتنی بڑی بیماری اور مجھ سے چھپایا گیا" وہ غصے کی آخری حدوں پہ تھی۔

"آپی روز کال کر کے مجھے بولتیں بس ایک بار آجاؤ مجھے کیوں نہیں بتایا انہوں نے" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا کے رو پڑی۔

"مجھے آپی سے ملنا ہے میں پاکستان جا رہی ہوں" وہ وہاں سے تیزی سے اٹھی اور اپنے گھر کی طرف دوڑی برہان بھی اس کے پیچھے لپکا۔

مگر اسی پل اس کا فون بج اٹھا اس نے اسکرین پہ جگمگاتا نام دیکھا تو امین صاحب کے گھر کی لینڈ لائن تھی۔

اس نے فون کان سے لگایا۔

"جی صاحب جی آپ فون کر رہے تھے" دوسری طرف شاید کوئی ملازم تھا۔

"ہاں میں فون کر رہا تھا گھر مے سب لوگ کہاں ہیں؟" برہان نے اس کی بھاری آواز محسوس کر کے پوچھا۔

"وہ جی سب اسپتال گئے ہیں منال بی بی کی طبیعت بیت خراب ہو گئی ہے" ملازم نے اطلاع دی۔

برہان کے دل کو انہونی نے گھیر لیا۔

"اچھا ٹھیک کے جیسا بھی ہو مجھے اطلاع کر دینا" برہان کہہ کر فون رکھ دیا۔

برہان شزرا کے پیچھے گیا۔

وہ اسے روکتا رہ گیا مگر اس نے برہان کی کوئی آواز نہ سنی اور تیزی سے چلنے لگی۔

اب وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی ساتھ ہی روتی بھی جا رہی تھی برہان سامنے بیٹھا ہمدردی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"شزرا آرام سے پیک کرو ایک گھنٹے بعد کی فلائٹ ہے" برہان نے اس کی گھبراہٹ نوٹ کر کے کہا مگر وہ کچھ سوچ سمجھ نہیں رہی تھی۔

اگلے ایک گھنٹے بعد وہ سڈنی کے ایئرپورٹ پہ موجود تھی خالہ خاموش بھی اس کے ساتھ جا رہے تھے منال ان کی بہن کی نشانی تھی وہ کیسے اتنی بڑی بیماری میں اسے تنہا چھوڑ سکتی تھیں۔

پورے راستے شزرا روتی رہی تھی۔

بلا آخر وہ لوگ پاکستان پہنچے ایئرپورٹ سے باہر آ کر انہوں نے گھر پہنچنے کے لئے ٹیکسی کر لی تھی کیونکہ حیرت انگیز طور پہ انہیں کوئی بھی لینے نہیں آیا جب کہ ان کے آنے کی اطلاع رات کو ہی دے دی گئی تھی۔

آج وہ ایک بار پھر پورے پانچ سال بعد اسی گھر کی دہلیز پہ کھڑی تھی جہاں دوبارہ نہ آنے کی اس نے قسم کھا رکھی تھی۔

مگر واہ ری قسمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

انسان کو کیسے کیسے دوراہے سے گزارتی ہے کہ انسان کو اپنے زندہ ہونے پہ افسوس ہونے لگتا ہے۔

وہ اپنے ٹوٹے بکھرے سے وجود کے ساتھ اسی گھر کی دہلیز پہ کھڑی تھی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی جیسے کچھ دیر اور کھڑی رہی تو یہیں زمین بوس ہو جائے گی۔

اس نے سر اٹھا کر اس سفید محل کو دیکھا جو دن کی روشنی میں پورے آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اس کے حلق میں ایک بار پھر آنسوؤں کا گولہ سا اٹکنے لگا۔

اس کا دل کیا وہ یہیں سے واپس بھاگ جائے۔۔۔۔ کہیں دور بہت دور جہاں زندگی کی تلخیاں اس کے پیچھے نہ آسکیں مگر وہ جاتی بھی کہاں اس کا اندر جانا ضروری تھا۔

اگر آج وہ اندر نہ جاتی تو پوری زندگی خود سے نظریں نہیں ملا سکتی تھی۔

وہ لرزتے قدموں سے آگے بڑھی اور آہنی دورازے کو کانپتے ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا دورازہ بنا آواز کے کھلتا چلا گیا سامنے ہی ہال لوگوں سے بھرا پڑا تھا وہ اجنبی نظروں سے سب کی طرف دیکھتی ہوئی آگے بڑھی قدم سو سو من کے ہو رہے تھے۔

ہال کے ایک کونے سے رونے اور بین کرنے کی آوازیں آرہی تھی اس نے وہاں نگاہ دوڑائی اور کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

دل تھا کہ تکلیف سے پھٹا جا رہا تھا۔

اس کی نظر کفن میں لپٹے بے جان وجود پہ پڑی تو اسے اپنے اندر سناٹا سا اترتا محسوس ہوا۔

اب اس کے اندر سے ہمت ختم ہو چکی تھی وہ وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

کتنا بڑا زخم دے گئی تھی نہ زندگی۔۔۔۔۔۔

اپنوں کی موت انسانوں کو توڑ کے رکھ دیتی ہے مگر اسے تو ایسا توڑا وہ کرچی کرچی بکھر گئی تھی اب اسے سمیٹنا آسان نہیں تھا.

منال کفن میں لپٹی اس کے سامنے تھے اس کے چہرے سے کفن ہٹا ہوا تھا رشتہ دار عورتیں آخری دیدار کرنے کے لئے جمع تھیں اور ایک وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے یہ دل خراش منظر دیکھ رہی تھی۔ اسے لگا اس کے قدموں تلے زمین نکل چکی ہے یا پھر آسمان اس کے سر پہ گر گیا ہے اس کے اندر شور بڑھتا جا رہا تھا مگر باہر بلکل سناٹا تھا۔

منال اسے چھوڑ کے جا چکی تھی ہر طرف بے یقینی کی دھند تھی اور اس دھند میں اسے اپنا آپ کھوتا ہوا محسوس ہوا۔

اسے تو لگا تھا کہ منال اس کی راہ دیکھ رہی ہو گی۔ سارے راستے وہ جانے اپنے دل میں کتنے ارادے باندھتے آئی تھی کہ وہ جا کے سب سے پہلے اس کے گلے لگ جائے گی اسے جی بھر کے پیار کرے گی اپنی بیماری کا نا بتانے پہ لڑے گی ناراض ہو گیا جھگڑا کرے گی اور پھر مان جائے گی۔ اس کا خیال رکھے گی۔ اپنے دل کی ساری باتیں کرے گی اس کی گود میں سر رکھ کے اپنی ماں کی خوشبو محسوس کرے گی۔

مگر یہ کیا۔۔۔۔۔۔!!!!

وہ تو اسے چھوڑ کے چلی گئی اسے پلٹ کے بھی نہ دیکھا اور نہ اس کا انتظار کیا۔

وہ اسے تہی دامن کر گئی اور وہ کچھ نہ کر سکی۔

اسے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

اسے لگا تھا باہر کا تپتا سورج اس کے سر پہ آ گیا ہے اور اس کا پورا وجود جل کے بھسم ہو جائے گا وہ جیسے کھلے آسمان تلے کھڑی تھی۔

منال کا بے جان وجود اس کے سامنے تھا جہاں زندگی کی کوئی رمق نہ تھی اس کی زندگی کی ڈور ٹوٹ چکی تھی۔

دلاور صاحب، امین صاحب اور آزر منال کا جسد خاکی لینے اندر آئے تو منال کی میت کے پاس شزرا کو کھڑے دیکھ کے ٹھٹھک گئے۔ تائی امی اور دادو تو خود آدھ موئی ہوئی وہ بھی حیرت سے شزرا کو دیکھ کے کھڑی ہو گئیں۔

کسی کو یقین نہ تھا کہ شزرا ان کے سامنے کھڑی ہے سب ساکت ہوئے تھے۔

سب سے پہلے دلاور صاحب صدمے کی کیفیت سے باہر آئے اور تڑپ کے شزرا کی طرف بڑھے انہوں نے اپنا کانپتا ہاتھ شزرا کے سر پہ رکھا پھر آہستہ سے جھکے اور اس کے بالوں پہ ایک شفقت بھرا بوسہ دیا وہ دلاور صاحب کے گلے لگ کے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

دلاور صاحب بھی رونے لگے ان کے آنسو ان کے جھریوں زدہ بوڑھے چہرے پہ پھیل رہے تھے۔

"بابا میری آپی" شزرا نے روتے روتے سر اٹھا کے منال کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور پھر رونے لگی انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

"بابا یہ کیا ہوا ہے میری آپی کو" اب وہ جیسے اپنے حواس کھوتی جا رہی تھی۔

"مجھے بتاؤ" وہ زور سے چیخی۔

"آپ کی آپی ہمیں چھوڑ کے چلی گئیں" دلاور صاحب کے ضبط کا بندھن ٹوٹا اور وہ رونے لگے۔

امین صاحب نے آگے بڑھ کے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور پھر شزرا کے سر پہ ہاتھ پھیرا جو خالی خالی نگاہوں سے اپنے بابا کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"آپی مجھے ایسے چھوڑ کے نہیں جا سکتیں۔۔۔ کیسے چلی گئیں وہ۔۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں دیکھنا وہ واپس آجائیں گی" وہ دلاور صاحب کی طرف دیکھ کے بول رہی تھی یا پتہ نہیں خود کو یقین دلا رہی تھی وہ حزن و ملال کی مورتی بنی کھڑی تھی۔

"تایا ابو میری آپی ٹھیک ہیں نہ انہیں کچھ نہیں ہوا" وہ امین صاحب کے ہاتھ پکڑے کھڑی ملتجیانہ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی امین صاحب کے آنسو پھسل کے گالوں پہ پھیل چکے تھے وہ ان کے آنسو دیکھ کے کرنٹ کھا کے پیچھے ہٹی۔

"آپ سب رو کیوں رہے ہیں میری آپی کو کچھ نہیں ہوا ابھی آٹھ جائیں گی" وہ ہوش و خرد سے بیگانہ روتے ہوئے منال کی طرف بڑھی مگر اس سے پہلے اس کا نازک سا ہاتھ کسی کہ مضبوط گرفت میں آچکا تھا اس نے پلٹ کے دیکھا تو آزر سرخ انگارہ آنکھوں کے ساتھ سامنے کھڑے تھے۔

اس شخص کو وہ آج پورے پانچ سال بعد دیکھ رہی تھی ملگجا لباس بڑھی ہوئی شیو اور سرخ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اسے آزر کو پہچاننے میں مشکل ہوئی وہ بے یقینی سے سامنے کھڑے اس بدحال شخص کو دیکھ رہی تھی جسے اپنی زندگی میں صرف دکھ ہی دکھ ملے تھے اور ان دکھوں نے آج اسے کس حال پہ پہنچا دیا تھا یہ سارا زمانہ دیکھ سکتا تھا۔ ان میں پہلے والے آزر کی شبیہہ تک نہیں تھی۔

"وہ جا چکی ہے" آزر نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں آپی مجھے اس طرح چھوڑ کے نہیں جا سکتیں" اس نے ایک بار پھر تکرار کی اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی سعی کی مگر اس مضبوط گرفت کے آگے اس کی ایک نہ چلی بے بسی کا احساس کی اس کی رگ و پے میں سرایت کر گیا۔

کچھ آدمی منال کی میت کو اٹھانے آئے تھے۔

"کہاں لے کے جا رہے ہیں میری آپی کو" وہ تڑپ ہی تو گئی تھی اور تیزی سے ہاتھ چھڑا کے منال کی طرف بڑھی۔

"آپی آپ مجھے اکیلے چھوڑ کے نہیں جا سکتیں۔۔۔۔میری آپی کو کچھ نہیں ہوا ہے یہ سو رہی ہیں بلکل ٹھیک ہیں ابھی آٹھ جائیں گی" صدمہ اس کے دماغ پہ اثر کر رہا تھا وہ وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ اشکبار تھی۔

وہ منال کا چہرہ چومتے ہوئے بے تحاشا رو رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے" تائی امی نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگایا تھا وہ قسمت کے اس ستم پہ چھلنی ہو گئی تھی۔ اس کی روح اس کا وجود سب پل میں خالی ہو گیا تھا۔

آزر اور باقی لوگ اب منال کی میت اٹھا رہے تھے۔

"کہاں لے کے جارہے ہیں آپی کو" وہ ہذیانی انداز میں چلائی تھی اور تڑپ کے آگے بڑھی مگر دلاور صاحب نے اسے پکڑ لیا۔

"بابا چھوڑیں مجھے وہ میری آپی کو لے جارہے ہیں۔۔۔روکیں انہیں۔۔۔۔میری آپی" وہ ان کے بازوؤں میں مچلتی ہوئی ان کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی اور پھر اگلے ہی پل وہ بیہوش ہو کے ان کے بازوؤں میں جھول گئی۔

منال کا جسد خاکی لحد میں اتارا جاچکا تھا اس کا دنیا کا سفر تمام ہوا تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک ہنستی کھیلتی لڑکی راہی عدم سدھار جائے گی مگر یہ انہونی ہو گئی تھی۔

وہ منوں مٹی تلے جا سوئی تھی۔

اپنے بابا کی پری ابدی نیند سو چکی تھی۔

وہ گھر جہاں اس کی نقرئی ہنسی گونجتی تھی وہ اس گھر کو سونا کر گئی تھی۔

"آزر گھر چلو" جانے کتنی دیر بعد دلاور صاحب نے آزر کو مخاطب کیا تھا انہیں وقت کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

آزر اس کی قبر پہ سر جھکائے بیٹھے تھے انہوں نے گردن اٹھا کر دلاور صاحب کی طرف دیکھا پلکوں کے کناروں پہ آنسو اٹکے تھے۔

"میں تھوڑی دیر میں آؤں گا" انہوں نے آستین سے آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔

دلاور صاحب نے دکھ سے اپنے جوان جہان بھتیجے کو دیکھا جس کی حالت اس کی آزردگی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

آزر قبر کی مٹی پہ ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔

"سنبھالو خود کو" دلاور صاحب نے ان کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بولتے بولتے ان کی آواز بھی بھرا گئی۔

آزر اٹھ کے ان گلے لگ گئے۔

وہ چار سال اس گھر کے مکینوں نے کانٹوں کی کاٹے تھے۔

ہر روز ایک نیا امتحان ان کے سامنے کھڑا ہوتا تھا۔

راتیں پہلے سے زیادہ سیاہ ہو گئی تھی اور دن۔۔۔۔۔دن میں جیسے سورج نے نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا تھا۔

چار سال پہلے جب منال کی بیماری کا علم ہوا تھا تو گھر میں ایک قیامت برپا ہو گئی تھی۔

اس گھر میں کہرام مچا تھا اس اچانک افتاد پہ سب کے ہاتھ پاؤں پھولے پڑے تھے منال سکتے کی کیفیت میں گھری بیٹھی تھی اس نے سوچا بھی نہیں تھا زندگی کبھی یہ موڑ بھی لے گی وہ تو بہت خوش تھی نہ اپنی زندگی میں تو یہ سب کیسے ہوا اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو گئیں تھیں اس کی نظریں اپنے ہاتھ میں پکڑی رپورٹس پہ جمی تھی۔

آزر اور منال کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر کے یہاں سے لوٹے تھے اور ڈاکٹر کے روح فرسا انکشاف کے بعد سب کی زبانیں گنگ تھیں۔

لیبارٹری سے رپورٹس کلیکٹ کرتے ہوئے وہ بہت خوش تھے اتنے خوش تھے کہ ان سے صبر ہی نہ ہوا اور لیبارٹری سے باہر ہی انہوں نے خود سے رپورٹس دیکھیں مگر رپورٹس کے اوپر جلی حروف میں برین ٹیومر لکھا دیکھ کے وہ جیسے سکتے میں چلے گئے جانے کتنی دیر وہ سڑک پہ بیٹھے رہے تھے مگر ایک موہوم سی امید کے تحت اٹھے اور گھر کی جانب دوڑے تھے۔گھر پہنچ کر انہوں نے منال کو نیچے آنے کو کہا منال نیچے آئی تو اسے کچھ بھی بتائے بغیر اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے منال پوچھتی رہ گئی مگر وہ بلکل خاموش تھے۔

جب ڈاکٹر نے بھی اس خبر کی تصدیق کر دی تو وہ ڈھے کے رہ گئے۔

"آپ کی مسسز کو برین ٹیومر ہے" ڈاکٹر کے یہ الفاظ آزر کا سینہ چھلنی کر گئے تھے اور منال کو جانے کتنی دیر تک زمین پہ نظریں جمائے بیٹھی رہی۔

"مگر یہ قابل علاج ہے دواؤں سے اور علاج سے اسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے" ڈاکٹر کے اگلے جملے نے منال کے کانپتے وجود میں ایک نئی روح پھونکی تھی۔ مگر یہ بات اتنی آسان نہیں

تھی کہ اس ایک جملے سے ان لوگوں کی تشفی ہو سکتی۔

وہ گھر آئے تو سب ہی سکتے کی کیفیت میں گھرے تھے وہ گھر جہاں تھوڑی دیر پہلے خوشی کے شادیانے بجائے جا رہے تھے اب بلکل خاموش تھا۔

منال بھی خاموش بھی بلکہ اب اس کے پاس بولنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔

"علاج ہو گا میری بچی اور یہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی" دلاور صاحب نے منال کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا صرف وہ ہی جانتے تھے کہ انہوں نے خود کو کس طرح سنبھالتے ہوئے یہ جملہ کہا تھا۔

"ہاں گڑیا یہ قابل علاج ہے اب ٹھیک ہو جائے گا ہمت رکھو" امین صاحب نے بھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔

دادو اور تائی امی جانے کتنی دیر تک دوپٹے میں منہ چھپائے آسکتی رہی تھیں۔

"شزرا کو پتہ چلے گا تو وہ۔۔۔۔" دلاور صاحب نے سر جھکائے کہا۔

"نہیں بابا خدا کے لئے شزرا کو کچھ نہیں بتائے گا وہ مر جائے گی وہ نہیں برداشت کر سکے گی یہ سب" منال نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے آنسو اس کا چہرہ بھگو گئے۔

"لیکن بیٹا" دلاور صاحب نے کچھ کہنا چاہا۔

"بابا ڈاکٹر نے کہا ہے نہ میرا مرض قابل علاج ہے تو ایک بار میں ٹھیک ہو جاؤں میں خود شزرا کو بتادوں گی" اس کا یقین دیکھ کے دلاور صاحب چپ رہ گئے۔

ان چار سالوں میں منال کی طبیعت کبھی بگڑ جاتی تو کبھی بلکل صحیح ہو جاتی اور ایک امید کی ڈور بند جاتی مگر اگلے ہی لمحے جب طبیعت بگڑتی تو ساری آس کی ڈوری ٹوٹتی محسوس ہوتیں۔

اس عرصے میں اب نے بہت چاہا شزرا کو منال کی طبیعت کا بتادیں مگر اس نے سب کو قسم دے دی۔

"جب میں نے کہہ دیا کہ جب میں پوری طرح ٹھیک ہو جاؤں گی تو بتادوں گی اس بات کو آپ لوگ کیوں نہیں مان رہے" اس بار طبیعت بگڑنے کے بعد جب دلاور صاحب نے شزرا جو بتانے پہ زور دیا تو شزرا نے قدرے خفگی سے کہا اور سب نے تہہ دل سے اس کے صحت یاب ہونے کی دعا کی۔

آزر نے ان چار سالوں میں اپنا وقت پیسہ توانائی سب صرف کر دی تھی منال کو بچانے کی خاطر۔ ایک عرصے سے وہ آفس نہیں گئے تھے آفس کا سارا انظام دلاور صاحب اور امین صاحب ہی سنبھال رہے تھے اس عرصے میں آزر کی زندگی صرف گھر اور ہاسپٹل تک محدود ہو کے رہ گئی تھی۔ انہون نے منال کو بچانے کے لئے پوری جان لگادی مگر قسمت کے فیصلوں کے آگے ان کی ایک نہ چلی اور وہ انہیں داغ مفارقت دے گئی۔

ان کے اعصاب بری طرح سے ٹوٹ چکے تھے۔

منال کی طبیعت میں سدھار آنے لگا تھا۔

"اللہ نے چاہا تو میری بچی بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ لمبی عمر پاؤ" دادو نے اس دن کامیاب سرجری کے بعد منال کا ماتھا چوم کے اسے لمبی زندگی کی دعا دی۔

مگر پھر اچانک ہی اس کی طبیعت بگڑی اور وہ چلی گئی ہمیشہ کے لئے۔

اس نے ایک بار بھی پیچھے پلٹ کے نہ دیکھا کہ وہ اپنے پیچھے کتنے رشتوں کو روتا چھوڑ جائے گی۔

کل شام منال کی سانسوں کی ڈور ٹوٹنے کے بعد شزرا کو سڈنی فون ملایا مگر دوسری طرف سے خالہ کے گھر کی ملازمہ نے فون اٹھایا اور ان لوگوں کے پاکستان جانے کی اطلاع دی۔

وہ جانے کتنی دیر تک بیہوش رہی تھی جب اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا اس نے ہڑبڑا کے ادھر اُدھر دیکھا مگر اس اندھیرے کے سوا اس کمرے میں اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا اس نے سائڈ ٹیبل پہ ہاتھ مار کے لیمپ جلایا تو کمرہ یکدم روشن ہو گیا اس نے اپنے اطراف میں نگاہیں دوڑائیں یہ اس کا کمرہ نہیں تھا اس نے اپنی یاداشت پہ زور دیا مگر اسے سب انجانا لگا اس کی نظر سامنے دیوار پہ ٹنگی اپنی ماں کی تصویر پہ پڑی۔

"یہ بابا کا کمرہ ہے" اس نے خود کلامی کی وہ وہیں لیٹے لیٹے اپنی ماں کی تصویر کو دیکھنے لگی منال ہو بہو ان کی کاپی تھی وہیں ناک نقشہ گورا رنگ۔

"منال آپی" اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اسے لگا وہ کسی گہرے خواب سے جاگی ہو کچھ دیر پہلے کے سارے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے اسے لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو درد کی ایک لہر سی اس کے پورے وجود میں اٹھی۔

منال اسے چھوڑ کے جا چکی تھی یہ حقیقت بہت دردناک تھی وہ بہن جو ماں کا پرتو تھی منوں مٹی تلے جا سوئی تھی اس نے اپنا سر ہاتھوں پہ گرا لیا آنسوؤں کی روانی میں مزید تیزی آ گئی اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی روتی رہی اسے اندازہ نہ ہوا جانے کتنی دیر گزر چکی ہے۔

وہ تو آسٹریلیا میں یہی سوچ کے خوش تھی کہ منال اور آزر ساتھ میں خوش ہیں منال کو اس کا پیار مل گیا وہ ایک آئیڈیل لائف گزار رہی ہے اپنے پیار کے ساتھ۔ اگر وہ اسے خوشی دے کر بے سکون ہے بھی تو یہ اس کے لئے گھاٹے کا سودا ہرگز نہیں تھا منال کی خوشی اس کے لئے سب سے پہلے تھی مگر یہاں تو سب کچھ الٹ تھا وہ لوگ کس تکلیف سے گزر رہے تھے اسے اندازہ ہی نہ ہو سکا وہ اب تک ایک جھوٹی زندگی جی رہی تھی۔

یہ خیال آتے ہی وہ مزید پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی روتے روتے وہ بلکل نڈھال ہو گئی آنکھیں شدت گریہ کے باعث سرخ ہو کے سوج چکی تھیں۔

اسی اثناء میں کوئی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا اس نے آنے والے کی طرف دیکھا دلاور صاحب اس کے سامنے یاسیت کی تصویر بنے کھڑے تھے اس نے اپنے بابا کو دیکھا جن پہ وقت نے بہت ستم کئے تھے پہلے جان سے عزیز بیوی کہ وفات اور اب جوان بیٹی وہ سارے غم اپنے سینے میں سجائے مضبوط بنے کھڑے تھے وہ چند قدم اٹھا کے اس کے پاس پہنچے اور اس کے برابر میں بیٹھ گئے شنزرا خاموش بیٹھی روتی رہی اس نے ان کی طرف نہ دیکھا وہ بھی سر جھکائے رو رہے تھے۔

"پلیز بابا نہیں روئیں" شزرا نے تڑپ کے ان کی طرف دیکھا اور ان کا جھریوں بھرا چہرہ ہاتھوں میں لے کے ان کے آنسو پونچھے۔ انہوں نے اسے سینے سے لگا لیا جانے کتنی دیر تک دونوں مشترکہ غم کا سوگ مناتے رہے۔

"مجھے کیوں نہیں بتایا گیا؟ کیوں مجھے کا علم رکھا گیا؟" شزرا نے ان کے سینے سے لگے بھیگی آواز میں پوچھا رونے کے باعث اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

"منال نہیں چاہتی تھی وہ تمہیں پریشان کرے" بابا نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

"آپ تو مجھے بتا سکتے تھے بابا" اس نے ایک شکوہ کناں نظر ان کے ڈالی۔

"میں نے بہت کوشش کی مگر اس نے نہیں بتانے دیا" انہوں نے آنسوؤں سے تر لہجے میں کہا۔

"کیا گناہ کیا تھا میں نے جو مجھے اتنی بڑی بات سے بے خبر رکھا گیا" وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"وہ چاہتی تھی جب وہ بلکل ٹھیک ہو جائے تو تمہیں بتائے۔۔۔۔ ازے یقین تھا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ مگر۔۔۔۔" بولتے بولتے ان کی آواز رندھ گئی۔

"مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔وہ ہمیں چھوڑ گئی" ان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا جو ان کی اندرونی کیفیت ظاہر کر رہا تھا۔

"پانچ سال۔۔۔پورے پانچ سال میں نے اس دھوکے میں گزارے کی آپی خوش ہیں انہیں کوئی تکلیف کوئی دکھ نہیں" اس کی آواز کھوئی کھوئی سی تھی۔

"میں تو ان سے آخری بار مل بھی نہ سکی مجھ سے زیادہ بدنصیب اس دنیا میں کوئی نہیں ہے" وہ خود ترسی کی انتہاؤں پہ پہنچی ہوئی تھی۔

"ایسا نہیں بولو میری بچی خدا تمہارے نصیب بلند کرے" ایک باپ کی تڑپ کا اندازہ اس وقت کوئی نہیں لگا سکتا ایک بیٹی منوں مٹی تلے جا سویا تو دوسری بیٹی بدنصیب ٹھہرائی گئی۔

"آپی ہمیں کیوں چھوڑ گئیں بابا۔۔۔ہم اکیلے رہ گئے بلکل" وہ بلک بلک کے رو رہی تھی اس کے آنسو ان کے دل پہ گر رہے تھے ان کا اس وقت بس چلتا تو اپنی بیٹی کی جھولی میں سارے جہاں کی خوشیاں ڈال دیتے مگر بے بسی ہی بے بسی تھی۔

دونوں کا دکھ یکساں تھا دونوں ایک دوسرے کا دکھ بانٹ رہے تھے ایک دوسرے کو دلاسے دے رہے تھے شزرا کے لئے اپنے بابا کی موجودگی ایک ستون لگی اور دلاور صاحب تو یہی سوچ رہے تھے کہ اگر شزرا نہیں ہوتی تو وہ اپنا غم کیسے برداشت کرتے۔

دونوں کے لئے ایک دوسرے کی موجودگی غنیمت تھی۔

ان سے کچھ فاصلے پہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھے آزر قسمت کی ستم ظریفی پہ نالاں تھے وہ یخ بستہ فرش پہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے آنکھوں کے سوتے گیلے تھے کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا مگر پورے چاند کی روشنی کھڑکی

کے راستے چھن چھن کے کمرے میں پڑ رہے تھی سامنے دیوار پہ منال کی ایک خوبصورت سی تصویر آویزاں تھی یہ ان دونوں کی شادی کی تصویر تھی چاند کی روشنی تصویر پہ پڑ رہی آزر خاموش بیٹھے بس اس تصویر کو تک رہے تھے۔

یہ چار سال انہوں نے جیسے گزارے تھے یہ صرف وہی جانتے تھے ہر دن ایک نیا امتحان ان کے سامنے ہوتا ان چار سالوں میں انہوں نے منال کے سوا کسی دوسرے پہ توجہ نہ دی وہ صرف منال کی ذات میں گم ہو کے رہ گئے۔

منال کا ٹریٹمنٹ کب ہے اسے کچھ ہاسپٹل لے کے جانا اس کی دوائیوں کا وقت ہونے والا ہے وہ صرف اسی میں گھر کے رہ گئے تھے۔

آج انہیں اپنے کمرے کے سونے پن کا شدت سے احساس ہوا وہ وجود وہاں موجود نہیں تھا جس کے لئے چار سال انہوں نے اپنی زندگی کے گنوائے تھے ہاسپٹل اور گھر میں رہ کے ایک ابنارمل لائف گزاری تھی۔

وہ اب خاموش تھے بلکل خاموش جیسے اب انہیں زندگی سے کسی چیز کی چاہ نہیں رہی ہو۔

وہ اندر ہی اندر مر چکے تھے۔

تیجے کے بعد مہمان رخصت ہو چکے تھے اب صرف گھر کے فرد ہی باقی تھے شزرا کی خالہ اور خالو بھی تیجے کے بعد واپس چلے گئے تھے جب تک گھر میں مہمان تھے گھر میں زندگی کا احساس ہوتا رہا مگر جب سے گھر خالی ہوا تھا تو یہ گھر بھائیں بھائیں کرنے لگا۔

پورا پورا دن ہو جاتا سب اپنے کمروں میں بند رہتے کوئی کسی سے بات نہیں کرتا اور نہ کھانا ساتھ کھاتے۔

دادو گھنٹوں تخت پہ بیٹھی اپنے آنسو پونچھتی رہتیں اور منال کے لئے دعائیں کرتی رہتیں۔

ایک مہینہ ہونے کو آ رہا تھا گھر کے باقی لوگوں کی زندگی بہت حد تک روٹین پہ آنے لگی تھی مگر دو نفوس ایسے تھے جو اس صدمے سے سنبھل نہیں پا رہے تھے۔

آزر اور شزرا اس عرصے میں ایک جگہ قید ہو کے رہ گئے تھے دونوں جانے خود کو کس چیز کی سزا دے رہے تھے۔

آج ناشتے پہ اتفاق سے سب موجود تھے سوائے شزرا اور آزر کے۔ تائی امی نے سب کو ایک جگہ دیکھ کے دوپٹے کے پلو سے اپنے آنسو پونچھے اور آزر کو ناشتے کے لئے بلانے چلی گئیں۔

"آزر نیچے آ کے ناشتہ کر لو" وہ آزر کے کمرے میں گئیں تو آزر جاگے ہوئے تھے مگر بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹے تھے انہوں نے ان مے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا انہوں نے آنکھیں کھول کے اپنی ماں کو دیکھا جو ممتا کا پیکر تھیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کے اپنی آنکھوں پہ رکھ لیا۔

آزر کی یہ حالت دیکھ کے ان کا دل دکھ سے بھر گیا تھا ایک ہنستا مسکراتا انسان کیسے زندگی سے دور ہوا تھا۔

"میرا دل نہیں کر رہا" آزر نے کروٹ بدلتے کہا اور اپنا منہ تکیئے میں چھپا لیا۔

"اپنی ماں کے لئے اٹھ جاؤ اور نیچے آ جاؤ" سلمہ بیگم نے التجا کی انہوں نے گردن گھما کے دیکھا اور اٹھ کے بیٹھ گئے۔

" چلیں" وہ اٹھ کے نیچے چلے گئے سلمہ بیگم ان کے کمرے سے نکل کر شزرا کے روم کی طرف بڑھیں انہوں نے لاک پہ ہاتھ رکھا تو دروازہ بناء کسی آواز کے کھلتا چلا گیا۔

وہ آہستہ روی سے چلتی ہوئیں بیڈ کے پاس پہنچیں شزرا بے خبر سو رہی تھی انہوں نے جھک کے اس کے ماتھے پہ پیار کیا وہ ہلکا سا کسمسائی وہ واپس آنے لگیں مگر اسی لمحے شزرا کی ہچکی کی آواز آئی وہ شاید سوتے ہوئے رو رہی تھی وہ تڑپ کے آگے بڑھیں شزرا نے بھی محبت بھرا لمس پا کے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"کیا ہوا بیٹا؟" تائی امی نے اس کے بالوں میں محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے لگا آپی ہیں" اس نے ان کے کندھے پہ سر رکھتے ہوئے کہا اور دو قیمتی موتی آنکھوں سے نکل کے بے مول ہوئے۔

"میں ہوں نہ اپنی بیٹی کے پاس" انہوں نے پیار سے کہا۔

"چلو آکے سب کے ساتھ ناشتہ کرلو" انہوں نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی دیر میں کرلوں گی" اس نے سر جھکائے کہا۔

"آج سب ناشتہ ساتھ کریں گے اپنی ماں کا کہنا نہیں مانو گی" انہوں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کچھ دیر بعد وہ نیچے پہنچی تو سب ڈائننگ ٹیبل کے گرد جمع تھے وہ جا کے دادو کے برابر میں بیٹھ گئی آنکھیں اب تک آنسوؤں سے بھری تھیں بلکہ اس کی آنکھیں خشک ہی کب ہوئیں تھیں دادو نے اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔

ناشتہ کرتے ہوئے اسے منال شدت سے یاد آئی کہ کس طرح وہ ناشتے پہ ہر چیز اسے کھلا دینا چاہتی تھی اس کے نہ نہ کرنے پہ بھی اس کی پلیٹ بھر دیا کرتی کبھی ڈانٹ کے تو کبھی پیار سے اس سے پوری پلیٹ ختم کرواتی آنسو لڑیوں کی صورت بہنے لگے۔

سامنے ہی آزر بیٹھے ہر چیز سے بے نیاز ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جیسے وہاں کوئی دوسرا تھا ہی نہیں۔

"ارے بیٹا کیوں رو رہی ہو؟" اسے ناشتہ کرتے ہوئے اس طرح روتے دیکھ کے امین صاحب اٹھ کے اس کے قریب آئے۔

"تایا ابو۔۔۔ آپی۔۔۔" وہ پھر رونے لگی امین صاحب اسے چپ کروانے لگے سب اس کی یہ حالت دیکھ کے پریشان ہو گئے۔

"پلیز اسٹاپ اٹ شزرا بند کرو یہ ڈرامے" آزر نے چائے کا کپ زور سے ڈائننگ ٹیبل پہ پٹخا سب ششدر سے آزر کی شکل دیکھنے لگے شزرا آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"اگر تمہیں اس سے اتنا ہی پیار تھا تو کہاں تھیں تم پانچ سال؟ پلٹ کے اس کی خبر کیوں نہ لی" آزر کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہو رہی تھی جیسے وہ اپنا سارا غصہ شزرا پہ نکال دینا چاہتے ہوں۔

"مجھے آپی کی بیماری سے لاعلم رکھا گیا" شزرا نے بھی پلٹ کے انہی کے لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تم ان پانچ سالوں میں یہاں آجاتیں تو تم ہرگز لاعلم نہیں رہتیں" آزر بول کے رکے نہیں تیزی سے اپنے روم میں چلے گئے اور شزرا کو ایک بار پھر احساس ندامت کی وادیوں میں دھکیل گئے۔

منال کو گزرے سال ہونے کو آیا تھا مگر اب بھی سب روز اول جیسا ہی تھا اس دن کی تلخ کلامی کے بعد آزر اور شزرا کی بیچ میں دوبارہ کبھی بات نہ ہوئی شزرا بات کرنے کی کوشش بھی کرتی تو آزر منہ پھیر لیتے یا گھر سے ہی چلے جاتے اور جب گھر سے جاتے تو دو تین دن سے پہلے واپس نہیں آتے ان کے اس طرح گھر سے غائب ہونے پہ تائی امی ادھ موئی ہو کے رہ گئیں تھیں اس لئے اب شزرا ان سے فاصلے پہ رہتی تھی۔

وہ ان سے بات کرنے کی کوشش بھی کرتی تو ان کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت اور بیزاری واضح محسوس کر سکتی تھی۔

آرزو دوبارہ آفس جانے لگے تھے انہوں نے خود کو زندگی کے جھمیلوں میں مصروف کر لیا اب ان کے پاس کھانے پینے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا۔

ان سب حالات میں شزرا واپس آسٹریلیا جانا چاہتی تھی مگر دلاور صاحب نے اسے واپس جانے نہ دیا ایک بیٹی کو وہ کھو چکے اب دوسری کی دوری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

انہوں نے شزرا کو ہاتھوں کا چھالا بنا لیا تھا ایک منٹ کے لئے بھی اسے نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔

زندگی کسی نہ کسی حد تک ڈگر پہ آچکی تھی مگر منال کی کمی کو کوئی پورا نہیں کر سکتا تھا۔

اور پھر ایک شام ان لوگوں کی پر سکون زندگی کی جھیل میں کسی نے بے سکونی کا پتھر پھینکا جو ان لوگوں کی پر سکون زندگی میں ہلچل مچا گیا۔

وہ بہت حبس بھری شام تھی چرند پرند سر شام ہی اپنے گھونسلوں میں دبک گئے تھے ایک بے چینی سی تھی جو اس شام میں تھی۔

شزرا معمول کے مطابق سر شام ہی اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

کچھ دیر بعد اس کے کمرے کا دروازہ بجا تو اس نے اٹھ کے دیکھا دروازہ کھولا تو سامنے ہی تائی امی کھڑی تھیں۔

"جی تائی امی؟" شزرا نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا کیونکہ اس وقت وہ کبھی بھی اس کے روم میں نہیں آتی تھیں۔

"شزرا بیٹا کچھ مہمان آئے ہیں گھر میں تم اپنا حلیہ درست کر کے نیچے آ جاؤ" تائی امی نے اس سے پیار سے کہا اور واپس چلی گئیں اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ واپس آنے آئینے کے سامنے کھڑی اور آئینے میں ایک بار خود کو دیکھا ہلکے گلابی رنگ کے قمیض شلوار میں دوپٹہ کندھوں پہ ڈلا تھا اور گھنے بالوں کی چوٹی کمر پہ جھول رہی تھی چہرہ میک اپ سے بلکل بے نیاز تھا وہ دوپٹہ شانوں پہ سے ٹھیک کرتی ہوئی نیچے ڈرائنگ روم میں گئی۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو وہاں کچھ اجنبی چہرے بیٹھے تھے۔ وہ سب کو سلام کرتی ہوئی جا کے دادو کے برابر میں بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نظر تایا ابو کے برابر میں بیٹھے آزر پہ ڈالی جو حیرت انگیز طور پہ وہاں موجود تھے جو نہ صرف وہاں موجود تھے بلکہ آنے والے مہمانوں سے باتیں بھی کر رہے تھے۔

"یہ میری پوتی ہے شزرا۔۔۔ دلاور کی بیٹی" دادو نے اس کا تعارف آنے والے مہمانوں سے کروایا۔

"بہت پیاری بچی ہے" آنے والی مہمان خاتون نے اس کی تعریف کی۔

"یہ مسسز خاقان ہیں۔۔۔ خاقان ملک کی وائف" دادو نے ان کے بارے میں بتایا جو ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے شزرا کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ شزرا نے مسکرا کے گردن ہلا دی۔

"کیسی ہو بیٹا؟" اب خاقان ملک بھی اس کی طرف متوجہ تھے اور ان کے برابر میں بیٹھا نوجوان بھی اب شزرا کی طرف متوجہ تھا۔

"ٹھیک ہوں انکل" شزرا کا سب کا یوں اس کی طرف متوجہ ہونا عجیب سا لگا۔ مسسز خاقان کے برابر میں بیٹھی دونوں کم عمر لڑکیاں بھی اسے غور سے دیکھ رہی تھیں جو غالباً ان ہی بیٹیاں تھیں اور ان کے برابر میں بیٹھا وہ خوش شکل لڑکا بھی گاہے بگاہے ایک آدھ نظر شزرا پہ ڈال لیتا۔

شزرا کو اپنے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی وہ وہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔

سامنے کانچ کی میز پہ پر تکلف ناشتہ دھرا تھا سب کے ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں تھیں وہ سر جھکائے بیٹھی قالین کے رنگین دھاگوں میں الجھ رہی تھیں۔

"سلمہ باجی ہمیں آپ کی بیٹی بہت پسند ہے ہماری طرف سے تو ہاں ہے۔۔۔ آپ لوگ اچھے سے سوچ لیں اگر آپ لوگوں کا جواب ہاں میں ہو گا تو ہمیں بہت خوشی ہو گی۔۔۔ ہم منگنی کی رسم جلد از جلد رکھنا چاہیں گے" مسسز خاقان نے چائے کا خالی کپ کانچ کی میز پہ رکھتے ہوئے تائی امی کو مخاطب کیا۔

شزرا کے قریب چھوٹا سا دھماکہ ہوا اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھا جو تائی امی کی طرف متوجہ تھیں اور بے اختیار ہی آزر کی طرف دیکھا جو اس سارے معاملے سے بے نیاز اپنے موبائل کی طرف متوجہ تھے ان کے چہرے پہ کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

اس کی نظروں کی یہ بے اختیاری دلاور صاحب سے چھپی نہ رہ سکی انہیں اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔

"کیا شزرا آج بھی۔۔۔۔" اس کے آگے وہ کچھ نہ سوچ سکے ان کی آنکھوں کے سامنے پانچ سال پہلے کا وہ منظر لہرایا جس کی وجہ سے ان کی بیٹی ان سے اتنے سال دور رہی اچانک ہی ان کے ماتھے پہ پسینہ نمودار ہوا۔

انہوں نے بھی آزر کو دیکھا جو اس سارے معاملے سے لاتعلق سے بیٹھے تھے۔

شزرا کے دل میں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔اس سے وہاں بیٹھنا محال ہو گیا مگر وہ ایسے وہاں سے اٹھ کے نہیں جا سکتی تھی تو خود پہ ضبط کیئے وہیں بیٹھی رہی۔

اب مسسز خاقان اٹھ کے اس کے ہاتھ پہ پیسے رکھ رہی تھیں وہ بس ٹکر ٹکر ان کا چہرہ دیکھتی رہی دل تھا کہ پسلیاں توڑ کے آنے کو بے تاب تھا۔

وہ لوگ اب اٹھ کے جا چکے تھے شزرا اب بھی بے بنی وہیں بیٹھی تھی۔سب لوگ اس رشتے کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے۔

"آزر تمہیں کیسا لگا یہ رشتہ ؟"شزرا کے کانوں سے اپنے بابا کی آواز ٹکرائی جو آزر سے اس رشتے کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔دلاور صاحب نے بھی جانے کس انجانی امید کے تحت آزر سے یہ سوال کیا تھا۔

"جی۔۔۔" آزر نے کچھ چونک ان کی طرف دیکھا۔

"ارے بیٹا تم تو تیمور کے ساتھ کام کر چکے ہو تو تمہیں کیسا لگتا ہے تیمور ؟"اس بار تایا ابو نے آزر سے سوال کیا۔

"جی اچھا ہے۔۔۔۔کافی اچھی عادات ہیں تیمور کی۔۔۔ہر لحاظ سے اچھا ہے یہ رشتہ" آزر نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔شزرا کو لگا کسی نے اس کے سر پہ لاوا انڈیل دیا ہو۔

وہ سر سے پیر تک ایک ان دیکھی آگ میں جلنے لگی۔

"بس تو دلاور ہمیں اس رشتے کے لئے ہاں کر دینی چاہیے" تایا ابو نے اپنے چھوٹے بھائی کو مخاطب کیا۔

"تم کیا کہتے ہو آزر" تایا ابو بھی جانے کیوں بار بار آزر سے پوچھ رہے تھے۔

"جی بلکل ہاں کر دیں۔۔۔بہت اچھی فیملی ہے" آزر نے رسان سے جواب دیا۔

"آپ کون ہوتے ہیں میری زندگی کا فیصلہ کرنے والے" اور پھر شزرا نے خود کو بولتے سنا تھا مگر اسے اپنی آواز ہی اجنبی محسوس ہوئی اس کی بات پہ آزر نے پہلی بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا مگر آنکھوں میں سرد مہری واضح تھی۔

"میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے" آزر نے سپاٹ لہجے میں اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا اور وہاں سے اٹھ کے جانے لگے۔

"بابا آپ سن لیں مجھے یہ شادی نہیں کرنی آپ انکار کریں ان لوگوں کو" شزرا اب دلاور صاحب کی طرف پلٹی جو حیرت سے شزرا کا یہ رویہ دیکھ رہے تھے۔

"کیوں نہیں کرنی شادی؟" آزر کے بڑھتے قدم تھمے تھے اب وہ شزرا کے مقابل کھڑے تھے۔ شزرا نے سر اٹھا کے انہیں دیکھا جن کے چہرے پہ صرف سرد مہری رقم تھی اور آنکھیں ہر تاثر سے خالی تھیں۔ پل میں ہی شزرا کی آنکھوں کی پیالے بھرے تھے۔

"یہ میری زندگی ہے۔۔۔ آپ کو کوئی حق نہیں ہے فیصلہ کرنے کا" شزرا نے بھی انہی کے لہجے میں انہیں جواب دیا۔ اس کی بات سن کے آزر کے لبوں پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھری۔ شزرا کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"اس بیوقوف لڑکی کو سمجھا دیں۔۔۔۔ میرے ان لوگوں سے بہت قریبی تعلقات ہیں۔۔۔ اس کی نہ ہمارے رشتے خراب کرے گی" آزر کی آواز قدرے اونچی تھی شزرا پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ یہ رشتہ آپ۔۔۔۔" اس سے آگے اس سے کچھ بولا نہ گیا اس کے کندھوں پہ کسی نے منوں وزنی بوجھ ڈال دیا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے" آزر نے تحقیر سے کہا۔

"مگر اب جب یہ رشتہ آیا ہے تو انکار نہیں ہو گا" آزر انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا اور حتمی لہجے میں کہا۔

شزرا کو لگا وہ اس آزر کو جانتی ہی نہیں ہے یہ تو کوئی اور ہے۔

"تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو" تائی امی نے بیچ میں مداخلت کی۔

"تائی امی انہیں بول دیں یہ میرے معاملات سے دور رہیں انہیں کوئی حق نہیں ہے میری زندگی کے فیصلے کرنے کا" شزرا کے آنسو مسلسل اس کا چہرہ بھگو رہے تھے مگر سامنے والے پہ کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"تو تمہیں کونسا حق تھا دوسروں کی زندگی کے فیصلے کرنے کا" آزر نے تلخی سے کہا اسے ان کے لہجے کی کڑواہٹ اپنی رگ و پے میں دوڑتی محسوس ہوئی پل بھر کو اس کی سانسیں تھمی تھیں۔

کیا مکافات عمل اسے کی کہتے ہیں جس طرح اس نے برسوں پہلے ان کی زندگی کا فیصلہ کیا تھا آج وہ اس کی زندگی کا فیصلہ کرنے جا رہے تھے۔

"میں نے کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کی تھی" اس نے بیدردی سے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کئے۔

"زبردستی نہیں تھی لیکن کوئی راستہ بھی تو نہیں چھوڑا تھا" آزر نے بھی حساب برابر کیا سب نا سمجھی سے ان کے درمیان بحث ہوتی دیکھ رہے تھے مگر دلاور صاحب لاعلم نہیں تھے انہی سب کچھ نہیں مگر تھوڑا بہت پتہ تھا۔

"اس رشتے سے انکار نہیں ہو گا۔۔۔ سن لیا تم نے" سخت لہجے میں کہتے ہوئے وہ وہاں سے چلے گئے تھے سب ہی آزر کے اس طرح کے رویے پہ حیران تھے۔

امین صاحب نے آگے بڑھ کے شزرا کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسے سینے سے لگا لیا۔

"تایا ابو مجھے نہیں کرنی یہ شادی" شزرا روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔

دلاور صاحب صوفے پہ سر جھکائے بیٹھے کسی گہری سوچ میں مستغرق تھے۔

ساری رات اس نے کانٹوں پہ کاٹی تھی ایک پل کو چین نہیں تھا رہ رہ کر اسے آزر کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

وہ جانتی تھی وہ آزر کی گناہگار ہے مگر اپنے گناہوں کا کفارہ وہ کسی اور کے نام ہو کر ادا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہاں یہ صحیح تھا کہ اس کے دل میں آزر کو پانے کی کوئی خواہش نہیں تھی مگر کسی دوسرے کو کیسے وہ جگہ دے سکتی تھی اگر اسے یہ جگہ کسی اور کو ہی دینی ہوتی تو برسوں پہلے وہ برہان کو دے چکی ہوتی وہ اس کی بھی مجرم نہ بنتی۔

مگر آزر کی کیا غلطی وہ لاعلم تھے شنزرا کی قربانی سے۔

وہ آزر سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی تھی مگر کیا یہ ضروری تھا کہ وہ کسی دوسرے سے رشتہ جوڑے۔

سوچیں اس کا زہن ماوف کر رہی تھیں۔اس کے زہن میں منال کی وہ ڈائری گھومی جس نے برسوں پہلے دو زندگیاں برباد کی تھیں وہ ڈائری یقیناً آزر نے روم میں ہو گی مگر کہاں وہ یہ نہیں جانتی تھی۔

غم کیسا ہی کیوں نہ ہو نیند آخر مہربان ہو ہی جاتی ہے۔

ڈائننگ ٹیبل پہ سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب آزر نے دلاور صاحب کو مخاطب کیا۔

"چاچو کیا سوچا ہے آپ نے ان لوگوں کو جواب کب دینا ہے؟" آزر نے دلاور صاحب کو مخاطب کیا شنزرا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کے آزر کے طمانیت زدہ چہرے کو دیکھا جو مکمل اطمینان سے چائے کے گھونٹ بھر رہے تھے اور دلاور صاحب کی طرف متوجہ تھے جیسے وہاں سے شنزرا کو وجود یکسر فراموش کر دیا گیا ہو۔

"شنزرا کی مرضی نہیں ہے اس رشتے میں" دلاور صاحب نے سنجیدگی سے انہیں جواب دیا اور ان کے چہرے پہ کچھ کھوجنے کی کوشش کی مگر وہاں سرد مہری کے سوا کچھ نہ تھا۔

"اوہ۔۔۔کم آن چاچو اب کیا آپ اس کی مرضی سے چلیں گے" آزر نے ناک سے مکھی اڑائی اور کسی قدر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میرا تو خیال ہے انہی فون کر کے ہاں کر دینی چاہیے" آزر نے جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا شزرا کا خون یکدم خشک ہوا تھا بے بسی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔

"آزر ایک دو دن صبر کر جاؤ اتنی کیا جلدی ہے" امین صاحب نے ان کی جلد بازی پہ انہیں سرزنش کی تھی آزر نے کندھے آچکا کر فون واپس جیب میں ڈال لیا۔

شزرا نے اس وقت آزر کو تو کچھ نہ کہا مگر وہ ایک فیصلے پہ پہنچ چکی تھی وہ جانتی تھی آزر کو کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ وہاں خاموشی سے اٹھ کے اپنے روم میں آگئی آزر کی سرد نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

شزرا اس بلند و بالا آفس بلڈنگ کے سامنے کھڑی تھی اس نے زہن میں ایک بار پھر پتہ دہرایا اور مطلوبہ فلور کا لفٹ میں جا کے بٹن دبایا۔

وہ عالیشان آفس اس بلڈنگ کے دسویں فلور پہ بنا تھا اس نے ریسیپشن پہ جا کی سیکریٹری سے تیمور ملک سے ملنے کا کہا سیکریٹری نے تیمور ملک کو فون کر کے کسی شزرا دلاور کے آنے کا بتایا تیمور ملک نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے اپنے آفس میں بلا لیا۔

وہ اس وقت تیمور خاقان ملک کے سامنے اس کے آفس میں بیٹھی تھی تیمور انتہائی صبر و تحمل سے اس کے بولنے کا منتظر تھا جو جانے کب سے بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

"آپ غالباً کوئی بات کرنے آئی ہیں" آخر کار تیمور ملک نے بار کا آغاز کیا۔

"جی وہ میں۔۔۔" شزرا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ بات کا آغاز کہاں سے کرے۔

"جی میں سن رہا ہوں" تیمور نے اسے واپس چپ ہوتے دیکھ کے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"وہ آپ پلیز اس رشتے سے انکار کر دیں میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی" شزرا نے سر جھکائے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتیں" تیمور ملک نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔۔۔ امید ہے آپ سمجھیں گے۔۔۔ آپ پلیز میرے گھر فون کر کے انکار کروا دیں" شزرا نے منت بھرے لہجے میں کہنا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"اوکے پلیز آپ روئیں نہیں" تیمور نے فوراً ٹشو باکس اس کے سامنے کیا مگر شزرا سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"میں انکار کروا دوں گا۔۔ آپ ٹینشن نہ لیں" تیمور ملک نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"بہت شکریہ آپ کا" شزرا کو جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا۔

"مگر آپ انکار کی وجہ بتا سکتی ہیں۔۔ ایک دوست سمجھ کر" تیمور ملک نے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

"میں نہیں بتا سکتی" شزرا نے جھکے سر کے ساتھ ندامت سے کہا۔

"چلیں آپ کی مرضی۔۔۔ مگر امید ہے کہ وہ وجہ آزر امین نہیں ہیں" تیمور نے مسکرا کے ایک چھوٹا سا دھماکہ کیا اس نے بے یقینی سے سر اٹھا کر تیمور ملک کی طرف دیکھا اس کا دل یکبارگی دھڑکا رنگت پل میں پیلی پڑی تھی۔

"اوہوں۔۔۔۔ ٹینشن نہیں لیں وہ بس جب مما نے رشتے کی بات کی اور آپ نے جس طرح آزر کی طرف دیکھا تھا تو بس" وہ اب سر کھجاتے ہوئے مسکرا کے بتا رہا تھا اور شزرا کے لب سل چکے تھے۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" شزرا نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا پسینے کی ننھی ننھی سی بوندیں اس کے ماتھے پہ نمودار ہو گئیں۔

"اُفف ایک تو آپ بہت جلدی پریشان ہو جاتی ہیں" اس بات تیمور ملک کے لہجے میں جھنگی تھی۔

"ہم ابھی ابھی دوست بھی تو بنے ہیں" وہ جیسے اسے یاد دلا رہا تھا شزرا دوست بننے کی بات پہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"لڑکی ضرورت سے زیادہ سیریئس ہو تم" تیمور کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے شزرا ٹکر ٹکر نا سمجھی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"اچھا یہ بتائیں چائے یا کولڈ ڈرنک؟" تیمور نے فون اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں پلیز کچھ نہیں بس اب میں چلوں گی" شزرا فوراً وہاں سے کھڑی ہوئی۔

"آپ تو ایسے ڈر کے کھڑی ہوئی ہیں جیسے خدانخواستہ میں زہر منگوانے لگا تھا" تیمور نے منہ بناتے ہوئے کہا شزرا بے اختیار مسکرائی تھی۔

"اوہ آپ مسکراتی بھی ہیں" تیمور نے مصنوئی حیرانگی سے کہا۔

"میں چلتی ہوں اور ایک بار پھر شکریہ آپ کا" شزرا کو اپنا وجود ہلکا پھلکا محسوس ہوا۔

شزرا آفس بلڈنگ سے باہر نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھی تو اپنے دھیان میں تھی وہ کسی سے زوردار ٹکرائی مقابل نے اسے گرنے سے بچایا تھا شزرا نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو آزر اپنی پوری وجاہت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے تھے ایک لمحے کا فسوں تھا جو دونوں کے بیچ ٹھہرا اگلے ہی پل آزر نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا وہ سنبھل کے پیچھے ہٹی اور اگلے ہی پل وہ ان کی طرف دیکھے بغیر پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف تیزی سے چلی گئی۔

آزر نے حیرت سے سوچا اس کا یہاں کیا کام اور اگلے ہی پل غصے سے ان کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں وہ شزرا کی گاڑی کو دور جاتا دیکھ رہے تھے۔

شام ہونے کو آئی تھی آزر ابھی تک گھر واپس نہیں آئے تھی شزرا کا دل کسی انجانے خدشے کے تحت دھڑک رہا تھا وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ آزر کو اس بارے میں علم نہ ہو کہ وہ تیمور کے آفس کس کام سے گئی تھی مگر یہ ناممکن تھا آزر نے آج خود اسے وہاں دیکھا تھا اور اب یہ آزر کی خاموشی اسے ہولائے دے رہی تھی۔

تایا ابو اور بابا لاونج میں ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے اور ساتھ ساتھ سیاست پہ تبادلہ خیال کر رہے تھے ان سے کچھ فاصلے پہ دادو ہاتھ میں تسبیح لئے بیٹھی تھیں۔

شزرا اس وقت تائی امی کے پاس کچن میں کھڑی تھی جب آزر آندھی طوفان کی طرح گھر میں داخل ہوئے۔

اور سیدھے شزرا کے سر پہ پہنچے شزرا نے سہمی سہمی نگاہوں سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا ان کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

"کیا کرنے گئیں تھیں تم آج تیمور ملک کے آفس؟" آزر نے قدرے چلا کر درشتی سے اس سے پوچھا۔ شزرا کوئی جواب نہ دے سکی وہ بس ٹکر ٹکر آزر کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے" آزر نے اس کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکا دیا۔

"آزر پاگل ہو گئے ہو کیا؟" تایا ابو نے آگے بڑھ کے شزرا کا بازو آزر کی مضبوط گرفت سے چھڑوایا۔

"پوچھیں اس سے یہ کیا کرنے گئی تھی تیمور ملک کے آفس؟" آزر کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی اس لڑکی کا دماغ ٹھکانے لگا دیں۔

"شزرا تم تیمور ملک کے آفس گئیں تھیں؟" تایا ابو نے کچھ نا سمجھی اور حیرت سے اسے دیکھا وہ زمین میں نظریں جمائے کھڑی تھی آنسو اس کے گال بھگو رہے تھے۔

"کیوں بیٹا۔۔۔بتاو مجھے" تایا ابو پیار سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"مجھے نہیں کرنی یہ شادی" شزرا نے روتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کرنی شادی۔۔۔۔جواب دو" آزر تلخ لہجے میں بول رہے تھے۔شزرا نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا جن کی آنکھوں میں سفاکیت تھی۔

"یہ میری لائف ہے آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے سوال کرنے والے" شزرا کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"کیوں کیا کمی ہے تیمور میں جو اس سے شادی نہیں کرنا چاہتیں" آزر نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا اس سوال کا جواب تو شزرا کے پاس بھی نہیں تھا۔

"جواب دو ورنہ میں ابھی فون کر کے ہاں کر رہا ہوں" انہوں نے حتمی لہجے میں کہا ان کی بات سن کے شزرا تڑپ ہی اٹھی۔

وہ دلاور صاحب کی طرف بڑھی۔

"بابا مجھے نہیں کرنی شادی" شزرا بے تحاشا رو رہی تھی۔

"آزر اگر تمہیں میری بیٹی کا وجود اس گھر میں اتنا ہی ناگوار گزر رہا ہے تو میں چلا جاتا ہوں یہاں سے اپنی بیٹی کو لے کے" دلاور صاحب نے آزر کو مخاطب کر کے ٹھنڈے لہجے میں کہا آزر نے حیرت سے اپنے عزیز از جان چاچو کی طرف دیکھا۔

"اگر مجھے اپنی بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کرنی ہوتی تو آج سے چھ سال پہلے میں اس کی شادی برہان سے کر چکا ہوتا اسے یہاں سے بھیجتا نہیں" وہ دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے آزر کو بہت کچھ جتا رہے تھے اور آزر تو جیسے سن ہو گئے تھے۔

"شزرا اپنا سامان پیک کرو ہم یہاں نہیں رہیں گے" دلاور صاحب نے ضبط سے کہا ان کے لئے یہ بولنا آسان نہیں تھا مگر جو دل پہ گزری سو گزری۔

"دلاور ہم آرام سے بیٹھ کے بات کرتے ہیں غصے میں کوئی فیصلہ نہیں کرو۔۔۔۔اس گھر پہ تمہارا برابر کا حق ہے کیوں جاؤ گے اس گھر سے" امین صاحب نے دلاور صاحب کو سمجھاتے ہوئے رسان سے کہا۔

"نہیں جہاں میری بیٹی کو آنسو ملیں میں وہاں نہیں رہوں گا۔۔۔۔میں کل سے یہ سب تماشا دیکھ رہا ہوں۔۔۔جب شزرا نے ایک بار منع کر دیا تو بار بار یہ بات کیوں اٹھائی جا رہی ہے" دلاور صاحب مستقل آزر پہ برس رہے اور آزر ان کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔

"ایک بیٹی تو چلی گئی کیا دوسری کو جیتے جی مار دوں" ان کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی شاید یہ زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ آزر پہ چلا رہے تھے آج سے پہلے انہوں نے آزر سے کبھی سخت لہجے میں بات بھی نہیں کی تھی آزر ان کے لئے بیٹوں سے بڑھ کے تھے مگر آج اپنی بیٹی کے آنسوؤں نے انہیں یہ سب کرنے پہ مجبور کر دیا تھا آزر نے قہر آلود نگاہوں سے شزرا کی طرف دیکھا اور بناء کچھ کہے پلٹ کے گھر سے نکل گئے۔

تائی امی انہیں پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئیں۔

جانے رات کے کس پہر آزر گھر لوٹے وہ سیدھا دلاور صاحب کے روم کی طرف بڑھے وہ جانتے تھے وہ اس وقت جاگ رہے ہوں گے انہوں نے دروازے کا لاک گھمایا تو دروازہ بناء آواز کے کھلتا چلا گیا وہ اندر داخل ہوئے تو دلاور صاحب راکنگ چیئر پہ آنکھیں موندے بیٹھے تھے۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور گھٹنوں کے بل ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔دلاور صاحب نے آنکھیں کھول کے انہیں نہیں دیکھا مگر پلکوں سے ایک موتی ٹوٹا تھا اب آزر ان کے گھٹنوں پہ سر رکھے خاموش بیٹھے تھے۔

بہت دیر تک دونوں کے بیچ خاموشی حائل رہی اور ایسا پہلی بار تھا جب چاچو بھتیجے کے بیچ بہت دیر تک خاموش رہی ہو۔

"آئی ایم سوری چاچو۔۔۔۔پلیز آپ ناراض نہ ہوں" آزر نے اسی پوزیشن میں ان کے گھٹنے پہ سر رکھ کے کہا مگر دلاور صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔

"چاچو پلیز ناراضگی ختم کریں" آزر نے سر اٹھا کے منت بھرے لہجے میں کہا دلاور صاحب نے آنکھیں کھول کے انہیں دیکھا انہیں اس وقت وہی دس سالہ آزر جو اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات ان سے شیئر کرتے تھے مگر وقت نے بہت کچھ بدل دیا۔

شزرا کے جانے کے بعد ان دونوں کا رشتہ بھی ویسا نہیں رہا تھا دلاور صاحب کو پوری بات تو نہیں پتا تھی مگر اس رات جب آزر نے شزرا کو یہاں سے جانے کو کہا تھا تو وہ صرف یہی جانتے تھے کہ آزر شاید شزرا کو پسند کرتے ہیں اور آزر اور شزرا کے درمیان ضرور کچھ ہے مگر منال کی شادی شدہ زندگی کا سوچ کے وہ اس بات کو زبان پہ لانے کی ہمت بھی نہ کر سکے اور جب شزرا نے ان سے جانے کی بات کی تو انہوں نے ایک بیٹی کا گھر بچانے کے لئے دوسری بیٹی کو جانے کی اجازت دے دی۔

مگر ہر پل وہ اسی احساس ندامت میں جلے تھے کہ ایک بیٹی کے لئے دوسری کو خود سے دور کر دیا۔

مگر آج جب وہ آزر اور شزرا کو ایک دیکھنا چاہتے تھے تو آزر کا شزرا کے ساتھ رویہ انہیں آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔

"چاچو میں نے کبھی نہیں چاہا آپ ہمیں چھوڑ کے جائیں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔اپ جانتے ہیں نہ" آزر ان سے پوچھ رہے تھے یا انہیں بتا رہے تھے۔

"میں اپنی بچی کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا" دلاور صاحب وہ بوڑھے باپ لگ رہے تھے جو اپنے بچوں پہ دنیا کار بیٹھے ہوں۔

شزرا کا تذکرہ سن کے آزر کے لب بھینچے تھے۔

"آپ مجھے معاف کر دیں" آزر نے ان کے ہاتھ پکڑ کے کہا۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں" دلاور صاحب نے نرم لہجے میں کہا۔

آزر نے اپنے بالوں میں ان کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا تھا۔

دلاور صاحب اس وقت دادو کے کمرے میں بیٹھے تھے جب دادو نے ان کی خاموشی نوٹ کر کے ان سے سوال کیا۔

"کیا ہوا دلاور؟ اتنے خاموش کیوں ہو بیٹا؟" دادو نے اپنے بیٹے کے اترے چہرے کی طرف دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"میں بس شزرا کی وجہ سے پریشان ہوں" انہوں نے اپنی پریشانی کی وجہ بتائی۔

"کیوں پریشان ہو میری بچی کی وجہ سے" دادو نے اپنی عینک درست کرتے ہوئے پوچھا.

"اماں اس کی پڑھائی مکمل ہو چکی ہے اور اب اس کی شادی کی عمر بھی ہو چکی ہے مگر وہ کسی بھی رشتے پہ راضی نہیں ہے اور میں اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتا" دلاور صاحب نے اپنی پریشانی کی اصل وجہ بتائی۔

"ہاں بہت خاموش رہتی ہے میری بچی پتہ نہیں اتنی سی عمر میں کونسا روگ لگائے بیٹھی ہے اس کی عمر کی لڑکیاں کیسے تتلیوں کی طرح ہنستی کھیلتی پھرتی ہیں" دادو نے ایک ٹھنڈی آہ ہوا کے سپرد کی۔

دروازے پہ کھڑی تایا ابو اور تائی امی نے ان کی باتیں سنی تھیں۔

"فکر نہیں کرو دلاور سب ٹھیک ہو جائے گا" امین صاحب نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے انہیں تسلی دی۔

"ہاں بھائی صاحب شزرا بچی ہے مان جائے گی وہ شادی کے لئے "سلمہ نے بھی انہیں تسلی دی۔

"دلاور مجھے تم سے کچھ کرنی تھی "امین صاحب نے تمہید باندھی۔

"جی بولیں بھائی جان "دلاور صاحب پوری طرح ان کی طرف متوجہ تھے۔

"ہم آزر کے لئے شزرا ہاتھ مانگنا چاہتے ہیں "امین صاحب نے سر جھکائے کہا۔

"بھائی صاحب شزرا مجھے بیٹیوں کی طرح عزیز ہے اگر آپ اس رشتے کے لئے ہاں کر دیں گے تو مجھے بہت خوشی ہو گی "سلمہ تائی نے بھی امید بھرے لہجے میں کہا۔

"بھائی جان آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پہ مگر اس بارے میں ایک بار آزر سے رائے لے لیں "دلاور نے بغیر کسی حیل حجت کے کہا۔برسوں پہلے جب منال کی محبت میں انہوں نے شزرا کو خود سے دور جانے دیا تھا وہ شاید اس ناانصافی کی بھرپائی کرنا چاہتے تھے۔

امین صاحب نے آگے بڑھ کے انہیں گلے لگا لیا۔

"آزر مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے "تائی امی دودھ کا گلاس لے کے آزر کے روم میں داخل ہوئیں تو آزر بیڈ پہ ٹانگیں پھیلائے لیپ ٹاپ میں مصروف تھے۔

"جی بولیں امی "انہوں نے سر اٹھائے بغیر مصروف سے انداز میں کہا۔

"تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے "تائی امی نے تمہید باندھی۔

"ہوں "آزر نے بے تاثر چہرے کے ساتھ گردن ہلائی۔

"تمہیں کوئی پسند ہے تو بتاؤ "انہوں نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔"انہوں نے حتمی لہجے میں کہا آج ذہن کے پردے پہ کسی کہ شبیہہ نہیں لہرائی تھی یا انہوں نے خود پہ بند باندھ لیا تھا۔

"ہم چاہتے ہیں تم شزرا سے شادی کر لو" تائی امی نے رسان سے کہا آزر نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کے انہیں ان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی پھر یہ بے یقینی حیرت میں بدلی اور حیرت کی جگہ طیش نے لے لی۔وہ اپنی جگہ سے کرنٹ کھا کے کھڑے ہوئے تھے اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا۔

"یہ آپ کیا بول رہی ہیں" وہ شاکی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ایسا کیا بول دیا۔۔۔۔وہ بچی ہر لحاظ سے تمہارے سے درست ہے" تائی امی اپنی ہی دھن میں تھیں آزر کی نگاہوں کے سامنے برسوں پہلے کا وہ منظر لہرایا جب شزرا نے بیدردی سے انہیں ٹھکرایا تھا اور وہ کسی سوالی کی طرح اس کے راستے پہ کھڑے تھے مگر اب وہ یہ سب بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے اور اس مقام سے پلٹنا ان کے لئے آسان نہیں تھا۔

"آرام سے سوچ سمجھ کے جواب دے دو کوئی جلدی نہیں ہے" تائی امی نے آرام سے کہا اور ان کے روم سے نکل گئیں۔

انہیں لگا کسی نے انہیں بھٹی میں جھونک دیا ہو وہ اپنا روم روم جلتا محسوس کر رہے تھے۔

وحشت ان کے سر پہ سوار ہو چکی تھی۔

وہ نہایت طیش کے عالم میں شزرا کے روم کی طرف بڑھے اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئے کمرے میں اندھیرا چھایا تھا نائٹ بلب کی مدھم سی روشنی پورے کمرے میں پھیلی تھی شزرا بیڈ پہ ہر چیز سے بے نیاز سو رہی تھی وہ جھنجھلاتے ہوئے اس کے سر پہ گئے اور اس کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا پکڑ اتنی شدید تھی کہ شزرا کے منہ سے بے اختیار ہی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی آزر اگلے ہی پل اپنا دوسرا ہاتھ اس کے منہ پہ رکھ کے بیڈ پہ جھکے تھے

اور ایک ہاتھ سے اس کا بازو زور سے پکڑ رکھا تھا اس اچانک افتاد سے شزرا گھبرا گئی اور آنکھیں پھاڑے اس ملگجے اندھیرے میں آزر کا چہرہ دیکھ رہی تھی جن کے ماتھے پہ پڑے لاتعداد بل نمایاں تھے۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنے گھٹیا پن پہ اتر آؤ گی" آزر نے دبے دبے لہجے میں غراتے ہوئے کہا پہلے ہی جملے کی برچھیاں شزرا کو اپنی رگ وپے میں اترتی محسوس ہوئیں احساس توہین سے اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہاری محبت میں اتنا پاگل ہوں گا برسوں بعد بھی تمہاری راہ میں کھڑا ہوں گا" ان کے لہجے کی درشتی، تلخی اور تحقیر پن اسے صاف محسوس ہو رہا تھا آنکھوں سے آنسو نکل کر آزر کے ہاتھ پہ گر رہے تھے مگر اب تو وہ جیسے پتھر کے ہو چکے تھے۔

"چلی جاؤ میری زندگی سے ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے سامنے" وہ جیسے اب بے بس ہو چکے تھے انہوں نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا وہ اٹھ گہری گہری سانسیں لینے لگی اور سہم کے آزر کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا کیا ہے میں نے ؟" اس نے آنسو ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"واو۔۔۔۔ آپ کی معصومیت کو داد دیتا ہوں میں۔۔۔۔ آج امی نے مجھ سے تمہاری اور میرے شادی کی بات کی اور محترمہ مجھ سے پوچھ رہی ہیں کیا کیا ہے میں نے" ان کے ایک ایک جملے سے طنز نمایا تھا شادی کی بات سن کے شزرا کا دل تھم سا گیا۔

"داد دیتا ہوں تمہارے گھٹیا پن کو پہلے میں پھر برہان اور اب تیمور۔۔۔۔ کتنے لوگوں کو اپنے پیچھے لگاؤ گی" اس حد درجہ ہتک پہ اس کا چہرہ سلگ اٹھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہیں" اس نے بھی جواباً چلا کے کہا۔

"چلاؤ مت۔۔۔۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہوں میں تو ثابت کرو" وہ اس کی طرف گھومے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہے تھے۔

"پہلے تو ایک عرصے تک مجھے پیچھے لگائے رکھا جب مجھ سے دل بھر گیا تو برہان کی طرف متوجہ ہو گئیں اور جب اس سے بھی دل بھر گیا تو آسٹریلیا چلی گئیں پتہ نہیں وہاں کتنوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ زہر اگل رہے تھے اور یہ زہر شزرا کے جسم میں سرایت کرتا جا رہا تھا وہ زمین کی گہرائیوں میں دفن ہو رہی تھی۔

"آپ میرے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے۔۔۔۔۔" زبان اس کا ساتھ نہ دے رہی تھی وہ اس حسن کے دیوتا کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں سفاکیت اور بے رحمی تھی۔

"اگر میں غلط ہوں تو کرو تیمور سے شادی" انہوں نے جیسے اس کا مذاق اڑایا لہجے میں طنز نمایا تھا۔

آج بات اس کے کردار پہ آئی تھی اگر وہ اب بھی کوئی فیصلہ نہیں۔ لیتی تو شاید پوری زندگی خود سے ہی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہتی اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا آزر کی زبان سے نکلا ہر لفظ اس کے سر پہ ہتھوڑے بن کے برس رہے تھے اس نے دھندلی آنکھوں سے آزر کی طرف دیکھا مگر وہ تو جیسے بلکل ہی بدل چکے تھے آج اس پہ اتنے گھٹیا الزام لگاتے ہوئے یہ بھی انہیں یاد نہیں رہا کہ کبھی وہ لڑکی ان کے دل میں بستی تھی۔

مگر اب وہاں کچھ نہیں تھا سارے رشتے جیسے نفرت کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔

وہ اب اس کے روم سے جا رہے تھے جب شزرا نے انہیں پکارا۔

"آزر۔۔۔۔!!!!" اس کے لہجے میں۔ ارتعاش واضح محسوس کیا جا سکتا تھا انہیں کے بڑھتے قدم رک گئے مگر انہوں نے پیچھے مڑ کے نہیں دیکھا۔

"میں تیمور ملک سے شادی پہ راضی ہوں" شنزرا نے بے تاثر لہجے میں کہا مگر ایک آنسو اس کی پلکوں سے ٹوٹ کے گرا تھا وہ آنسو شاید بہت کڑوا تھا اسے یہ کڑواہٹ اپنے اندر گھلتی محسوس ہوئی آزر کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا مگر اگلے ہی پل وہ اس کے روم سے جا چکے تھے۔

وہ ایک بار پھر تیمور ملک کے آفس میں اس کے سامنے براجمان تھی گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی اور یہ واحد آواز تھی جو اس کمرے میں گونج رہی تھی۔

تیمور کے بلکل پیچھے بنی گلاس وال کے پار غروب آفتاب کا منظر نمایاں تھا اسے قسمت آج پھر وہاں لے آئی تھی جہاں آنے کا وہ دوبارہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

تیمور ملک اپنے شاندار آفس نے اسکے سامنے بیٹھے پیپر ویٹ گھماتے ہوئے ایک نگاہ اس پہ بھی ڈال لیتے جو جب سے آئی بس خاموش ہی بیٹھی تھی نظر اٹھا کر ایک بار بھی تیمور کی طرف نہ دیکھا۔

اور تیمور اپنے آفس کو نہایت دلچسپی سے دیکھنے میں مگن تھا جیسے وہ پہلی بار ہی آفس آیا ہو.

"پندرہ منٹ اور گزر گئے" اس نے اپنے دل میں سوچا مگر زبان پہ لانے کی غلطی نہ کر سکا۔

کچھ دیر اور گزری اور بلا آخر اس کا صبر جواب دے گیا۔

"محترمہ آپ سے بات کرنے کے لئے مجھے انتہائی صبر و تحمل کی ضرورت پڑتی ہے" تیمور نے کچھ جل کے مگر نرمی سے کہا۔

"آں۔۔۔ہاں" شنزرا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپ یہاں کچھ بولنے آئی ہیں نہ تو بات کریں نہ۔۔۔میں تو انتظار کی سولی پہ ہی لٹک کے آدھا ہو گیا" تیمور نے برے برے منہ بنا کے کہا۔

"جی۔۔۔۔وہ میں" شنزرا نے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"جی جی میں سن رہا ہوں" اسے واپس چپ ہوتے دیکھ کر تیمور نے جلدی سے کہا مبادہ پھر کہیں انتظار ہی نہ کرنا پڑے۔

"میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں" شزرا نے روانی سے کہا اس ایک جملے کو بولنے کے لئے وہ کب سے ہمت جمع کر رہی تھی اور جب یہ جملہ اس کی زبان سے ادا ہوا اسے ایسا لگا اس کے سر سے کوئی بوجھ ہٹ گیا ہو۔

تیمور کو لگا اس کے پاس کوئی چھوٹا موٹا بم پھٹا ہو وہ اپنی جگہ سے اچھلا تھا اور بے یقینی سے شزرا کو دیکھا۔

"کیا میں مان لوں یہ بات آپ اپنے ہوش و حواس میں بول رہی ہیں" تیمور نے مشکوک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

شزرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو اس دن آپ نے منع کیوں کیا؟" اسے جیسے اب تک شزرا کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا۔

"اس وقت میں شادی نہیں کرنا چاہتی تھی" شزرا نے ایک الگ ہی دلیل پیش کی۔

"اب کرنا چاہتی ہیں؟" تیمور نے حیرت سے پوچھا۔

اس بار بھی شزرا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ۔۔۔ آزر۔۔۔۔!!" تیمور نے کچھ بولنا چاہا۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ بس یہ رشتہ میرے لئے متوقع نہیں تھا اس لئے میرا ردِ عمل ایسا تھا" شزرا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا تیمور کے لبوں پہ مسکراہٹ دوڑی تھی۔

"اوہ اچھا اچھا آپ نے اس دن میری بات کی نفی نہیں کی تھی" تیمور نے جیسے کچھ سمجھتے ہوئے کہا شزرا کچھ بول نہ سکی۔

"میں بس تھوڑا پریشان تھی" شزرا نے انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا۔

"ویسے اپنی شادی کی بات پہ لڑکیاں شرما جاتی ہیں اور ایک آپ ہیں" تیمور نے اس کی طرف جھکتے شرارت سے کہا اور وہ سر جھکا کے رہ گئی۔ایک بار پھر دونوں کے بیچ خاموشی ٹھہر گئی۔

"آپ نے جواب نہیں دیا" شزرا نے کچھ دیر بعد جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"کونسا سوال" تیمور نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"شادی کا" اب اس سے بولنا دوبھر ہو رہا تھا۔

"وہ تو آپ لوگ جواب دیں گے نہ مما تو روز بابا سے بولتی ہیں کہ دلاور انکل کو فون کر کے پوچھیں" تیمور نے سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کوئی اعتراض۔۔۔۔" شزرا نے اپنے دل میں آیا ہوا جملہ بلا آخر بول دیا۔

"مجھے کیوں اعتراض ہو گا" تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے انکار کر دیا تھا" شزرا نے سر جھکائے کہا شرمندگی سے اس کا سر نہیں اٹھ رہا تھا۔

"وہ تو میں کب کا بھول گیا" تیمور نے اس چہرہ نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سو مچ" شزرا نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا جو تیمور کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی۔

"آہاں دوستوں میں تھینک یو نہیں ہوتا" تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا شزرا کچھ نہ بول سکی۔

"ویسے آپ کیسے آئی ہیں۔۔۔میرا مطلب کہ ڈرائیور کے ساتھ یا خود" تیمور نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"خود ڈرائیو کر کے آئی ہوں" شزرا نے دھیمے سے جواب دیا۔

"اوہو بڑی ہی کوئی خشک مزاج لڑکی ہو" تیمور نے اس کی اٹھتی گرتی سیاہ پلکوں کی ڈوری میں الجھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"میرا مطلب کے ساتھ میں ڈنر کر لیتے ہیں اور میرا گھر چھوڑ دوں گا" تیمور نے مسکراتے ہوئے میں بتایا۔

"نہیں ابھی مجھے گھر جانا ہے پھر کبھی" اس نے شائستگی سے معذرت کی اور جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی

""اوکے۔۔۔میں آپ کو پارکنگ تک تو چھوڑ ہی سکتا ہوں" تیمور نے اس نے ساتھ اٹھتے ہوئے کہا۔

وہ گھر پہنچی تو سب لوگ ہال میں ہی جمع تھے اس نے سب کے پریشان حال چہروں پہ ایک نگاہ دوڑائی اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اندر آئی۔

"کہاں تھیں بیٹا ہم سب کتنا پریشان ہوئے ہیں تمہارے لئے" اسے دیکھتے ہی دلاور صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور اس کے یوں غائب ہونے کی وجہ پوچھی اس نے ایک نظر ان کے پریشان حال چہرے کی طرف دیکھا اور ایک ٹھنڈی آہ ہوا کے سپرد کی۔

"میں تیمور ملک سے ملنے گئی تھی" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھی سب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

آزر جو لا تعلقی سے ٹی وی کے چینل بدل رہے تھے ایک پل کو نظریں ترچھی کر کے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کیوں ملنے گئیں تھیں" امین صاحب نے انجانے خدشے کے تحت پوچھا۔

"آپ انہیں فون کر کے ہاں بول دیں میں تیمور ملک سے شادی کے لئے راضی ہوں" پانی کا گھونٹ بھر کے گلاس ٹیبل پہ رکھا اور آسودگی سے سب کی طرف دیکھ کے کہا سب کے چہروں پہ تفکر کی لکیریں ابھی تھیں۔

آزر کو اپنی دھڑکنیں خاموش ہوتی محسوس ہوئیں۔

"لیکن کل تک تو تم" تائی امی نے ایک شکوہ کناں نگاہ آزر پہ ڈالی جو سپاٹ چہرے کے ساتھ وہاں موجود تھے۔

"کل تک نہیں تھی لیکن اب راضی ہوں" وہ اعتماد سے بول رہی تھی۔

وہ بول کے رکی نہیں وہاں سے چلی گئی تھی آزر کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

دلاور صاحب نے شکایتی نظروں سے امین صاحب کو دیکھا امین صاحب شرمندگی سے نگاہیں جھکا گئے۔

وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ شزرا کے ہاں کرنے کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔

آزر کو لگا کسی نے ان کے سر سے محبت کے ٹھنڈے بادل ہٹا کر انہیں بے اعتنائی کی دھوپ میں ڈال دیا ہو۔

شزرا کا پر سکون لہجہ ان سے ہضم نہیں ہو رہا تھا وہ تو اسے اپنے سامنے روتے بلکتے دیکھنا چاہتے تھے مگر وہ تو کسی ٹھہری ہوئی جھیل کی طرح پر سکون تھی۔

"کیا کر رہی ہو بیٹا؟" دلاور صاحب نے دروزی ناک کر کے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"آئیں نہ بابا وہاں کیوں کھڑی ہیں؟" شزرا نے بک بند کر کے سائڈ پہ رکھتے ہوئے کہا

دلاور صاحب آ کے اس کے برابر میں بیٹھ گئے۔

"آپ پریشان کیوں ہیں بابا؟" شزرا نے ان کے پریشان چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم دل سے راضی ہو تیمور ملک سے شادی کے لئے" انہوں نے لفظوں کا چناؤ کرتے ہوئے پوچھا۔

"جی بابا میں دل سے راضی ہوں" شزرا نے مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ دھرا۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی" دلاور صاحب نے تمہید باندھی۔

"جی بولیں" وہ پوری طرح سے ان کی طرف متوجہ تھی۔

"کیا آزر اور تمہارے بیچ۔۔۔" انہوں نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی سے اس بارے میں کیسے ہوچھیں شزرا نے چونک کے ان کی طرف دیکھا اس کا دل یکبارگی دھڑکا۔

"کیا مطلب؟" اس نے لرزتی آواز میں پوچھا نگاہیں شرمندگی کے بوجھ تلے دب گئیں۔

"منال اور آزر کی شادی کی رات میں نے آپ دونوں کی گفتگو سنی تھی جب آزر آزر آپ کو یہاں سے جانے کے لئے بول رہا تھا" دلاور صاحب نے سر جھکائے بتایا بہت ضبط کے باوجود بھی پلکوں سے ایک موتی ٹوٹ کے دلاور کے ہاتھ پہ گرا تھا اسے لگا اب وہ کبھی بھی اپنے بابا کے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گی۔

"کیا آزر آپ کو پسند کرتا تھا؟" انہوں نے ٹھہرے لہجے میں پوچھا اس نے اثبات میں سر ہلا دیا دلاور صاحب نے اذیت سے آنکھیں بند کیں۔

"اور آپ۔۔۔؟" ان کی نظریں اپنے ہاتھوں پہ جمی تھیں جہاں شزرا کے آنسو ٹوٹ کے گر رہے تھے۔ اس بار وہ کچھ نہ بولی بس سر جھکائے روتی رہی۔

"تو آپ نے بتایا کیوں نہیں کسی کو۔۔۔ جب آپ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے تو کیا وجہ تھی اس سب کی" انہوں نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"آپی آزر کو پسند کرتی تھیں اور سب گھر والے بھی چاہتے تو میں راستے سے ہٹ گئی ویسے بھی میرے لئے سب سے پہلے آپی کی خوشی ہے" اس نے سر جھکائے جیسے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس کی یہ قربانی اس کے لئے گناہ ہی تو بن گئی تھی جس کی سزا اس نے پوری زندگی کاٹنی تھی۔

دلاور صاحب کو لگا کسی نے ان کا دل چیر کے رکھ دیا ہو۔

"تو آزر آپ سے اتنی نفرت کیوں کرتا ہے" انہوں نے پوچھا۔

"انہیں لگتا ہے میں نے اپنی مرضی سے انہیں ٹھکرایا ہے وہ نہیں جانتے میں آپی کی وجہ سے انہیں منع کیا تھا" وہ ایک ایک دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔

"آزر کو بتایا کیوں نہیں؟" انہوں نے شاکی لہجے میں پوچھا۔

"اگر بتا دیتی تو کبھی آپی سے شادی نہیں مرتے۔۔۔انہیں یہی لگتا ہے کہ میں ان سے پیار نہیں کرتی تھی اس لئے انہیں ٹھکرا دیا۔۔۔اگر انہیں سب معلوم ہوتا تو آپی کا دل ٹوٹ جاتا اور آپی کی خوشی میرے لئے سب سے بڑھ کر ہے" وہ آج ان کے سامنے اپنا دل ہلکا کر رہی تھی وہ بوجھ جو سالوں سے اس کے دل پہ تھا آج اتار رہی تھی۔

"اور تم ہم سب کو چھوڑ مے چلی گئیں" انہوں نے اسے بازوں میں سماتے ہوئے کہا۔

"آپی کی خوشی اہم تھی بابا" اس کے آنسو دلاور صاحب کا کندھا بھگو رہے تھے۔

"اور تمہاری خوشی میری بچی؟" وہ اس چکا سر ہلاتے ہوئے بول رہے تھے۔

"میں خوش ہوں بابا" وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ان سے الگ ہوئی۔

"اگر تمہاری خوشی آزر ہے تو میں وہ خوشی تمہیں دوں گا" دلاور صاحب نے اس سے کہا۔

"نہیں بابا میں آزر سے شادی نہیں کرنا چاہتی" اس نے حتمی لہجے میں کہا۔

"آپ پلیز تیمور ملک کے گھر والوں کو ہاں کر دیں" اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کے لجاجت سے کہا۔

"لیکن بیٹا تمہاری خوشی۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکے۔

"کیسی خوشی بابا" اس نے تڑپ کے انہیں دیکھا۔

"بابا بات میرے کردار پہ آئی ہے اور میں اس پہ کسی قسم کو کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گی" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"تیمور ملک کے رشتے کے پیچھے آزر کا ہاتھ ہے نہ" انہوں نے اپنے دل کا خدشہ ظاہر کیا۔

"بابا اب میں چاہتی ہوں تیمور ملک سے شادی کرنا کوئی اور چاہے نہ چاہے مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا" پرسکون ہو کے آنکھیں موندے گئی۔

وہ ان کے گھٹنے پہ سر رکھے سو چکی تھی۔

وہ جانے کتنی دیر اس کا بچوں سا معصوم چہرہ دیکھتے رہے۔

دلاور صاحب نے اگلے ہی روز خاقان ملک کو فون کر کے رشتے کے لئے حامی بھر لی تھی ان کے گھرانے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اور تائی امی دوپٹے میں چہرہ چھپا کے کتنی دیر سسکتے رہی تھیں۔

دادو بھی وقفے وقفے سے اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھیں۔

امین صاحب بھی خاموش خاموش سے بیٹھے تھے۔

یہ اب کیا دھرا ان کے بیٹے کا ہی تھا ان کے لاڈلے نے انہیں کبھی بولنے کے لائق نہیں چھوڑا تھا انہیں ان کے ہی چھوٹے بھائی کے سامنے شرمندہ کروا دیا تھا۔

"وہ لوگ منگنی کی جگہ نکاح کی رسم رکھنا چاہتے ہیں" دلاور صاحب نے ڈائننگ ٹیبل پہ موجود گھر کے تمام افراد کو مخاطب کر کے کہا۔

"لیکن اتنی جلدی" امین صاحب کے حلق میں نوالہ پھنسا تھا۔

"وہ اگلے ہفتے ہی نکاح کرنا چاہتے ہیں" دلاور صاحب نے سنجیدگی سے بتایا۔

شزرا سر جھکائے خاموشی سے کھانا کھاتی رہی۔

اور آزر۔۔۔۔۔۔ آذر کی بھوک تو یکدم ہی ختم ہوئی تھی ان کا دل اچانک ہی ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔

"شزرا کیا تمہیں ٹائم چاہیے تیاری کے لئے؟" دلاور صاحب نے شزرا سے پوچھا جو انہماک سے کھانا کھا رہی تھی۔

"نہیں بابا۔۔۔ تیاری تو ایک دن میں بھی ہو جاتی ہے" شزرا نے رسان سے کہا۔ جیسے اگر نکاح کل پرسوں بھی ہو تو اسے کوئی اعتراض نہیں ہے سب نے ایک بار چونک کے اس کا یہ اطمینان ضرور دیکھا تھا۔

مگر وہاں کوئی نہیں جانتا تھا کہ بات اگر کردار پہ آئے تو محبت مارنی پڑتی ہے۔۔۔

اپنی ہی محبت سے دستبر دار ہونا پڑتا ہے۔

دل کو پتھر کرنا پڑتا ہے۔

پھر بس انسان آگے ہی جا سکتا ہے پیچھے پلٹنے کا کوئی راستہ نہیں بچتا۔

وہ اپنے ہی ہاتھ سے واپسی کی سارے کشتیاں جلا کے آیا ہوتا ہے۔

وہ بھی جلا آئی تھی اور اب پیچھے مڑ کے دیکھنا اسے کسی صورت گوارہ نہیں تھا۔

دونوں گھرانوں میں شزرا اور تیمور کے نکاح کی تیاریاں چل رہی تھیں آئے روز بازاروں کے چکر لگ رہے تھے۔

بے شک شزرا خوش نہیں تھی مگر اس نے خود پہ بے حسی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

نکاح میں اب ایک ہفتہ رہتا تھا آج بھی اسے تیمور کے ساتھ اپنے نکاح کا ڈریس لینے جانا تھا تیمور نے کچھ دیر پہلے ہی فون کیا تھا کہ وہ تیار رہے وہ اسے لینے آرہا تھا۔

شزرا تیار ہو کے لاونج میں بیٹھی تھی جب آزر وہاں آئے۔

"امی میں جارہا ہوں شام کو شاید دیر ہو جائے" آزر نے فائل کے کاغذات ادھر ادھر کرتے ہوئے تائی امی کو مخاطب کر کے کہا۔

تائی امی نے محض اثبات میں گردن ہلائی شاید وہ آزر سے ناراض تھیں اب ان سے بہت کم مخاطب ہوتی تھیں اور ان کے مخاطب کرنے پہ بھی محض ہوں ہاں میں جواب دیتیں اس وقت بھی وہ مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو گئیں۔

آزر نے ایک نظر ان کے برابر میں بیٹھی شزرا پہ ڈالی جو ارد گرد سے بے نیاز سر جھکائے کسی رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھی سفید شارٹ شرٹ اور ٹراوزر کے ساتھ دوپٹہ کندھوں پہ پھیلائے ہلکا ہلکا میک اپ کیئے وہ اس وقت سیدھی آزر کے دل میں اتر رہی تھی سیاہ بال پشت پہ بکھرے تھے مگر وہاں صرف بے نیازی کی تھی۔

اسی اثناء میں شزرا کے موبائل کی رنگ ٹون بجی اس نے فون اٹھا کے دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تائی امی تیمور آگئے ہیں میں چلتی ہوں" شزرا نے تائی امی کو مخاطب کر کے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹا دھیان سے جاؤ" تائی امی نے جانے کی اجازت دی۔

وہ وہاں آزر کی موجودگی کو یکسر فراموش کرتی ہوئی باہر کی طرف بڑھی۔

"کہاں جا رہی ہے شزرا؟ اور تیمور کیوں آیا ہے اسے لینے" آزر نے گیٹ کی بڑھتی شزرا کی پشت کو دیکھتے ہوئے تلخی سے پوچھا۔

"اگلے ہفتے نکاح ہے تو نکاح کا ڈریس لینے جا رہی ہے" تائی امی نے ناراض لہجے میں کہا اور وہاں سے اٹھ کے چلی گئیں۔

"شزرا کا نکاح" آزر کو لگا کسی نے ان کی طرف خنجر اچھالا ہو اور وہ لہولہان ہو گئے ہوں۔

آزر اپنے بوجھل قدموں کو بمشکل گھسیٹ کر باہر گئے شزرا تیمور کی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر اس میں بیٹھ رہی تھی آزر نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا اسی وقت تیمور نے بھی آزر کو دیکھا آزر پلٹ کر اپنی گاڑی کا ڈور کھولنے لگے۔

"آزر کیسے ہو؟" تیمور گاڑی سے اتر کر آزر کی طرف بڑھا اور اس سے مصافحہ کیا۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔ تم کیسے ہو؟" آزر نے سرد لہجے میں جواب دے کر اس سے پوچھا۔

"میں اور شزرا نکاح کی شاپنگ کرنے جا رہے ہیں" تیمور نے ان کا سوال نظر انداز کر کے ایک دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں بتایا آزر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"ہمم۔۔۔۔ جانتا ہوں" انہوں نے مختصر جواب دیا اور پلٹ کے گاڑی کا ڈور کھولنے لگے جیسے اب مجھے تمہاری اور کوئی بات نہیں سننی۔

مگر مقابل بھی تیمور ملک تھا۔

"تم بھی چلو ہمارے ساتھ" تیمور نے ان کا خشک لہجہ یکسر نظر انداز کرتے ہوئے خوشدلی سے کہا۔

"نہیں مجھے بہت کام ہیں" آزر کا لہجہ ہنوز خشک تھا۔

"ہاں ویسے بھی تم کیا کرو گے ہمیں تو رات کو دیر ہو جائے گی۔شاپنگ کا بعد ڈنر کا پلان ہے" تیمور بھی انہیں مزے لے لے کے بتا رہا تھا آزر کے ماتھے پہ پڑے لاتعداد بل اسے واضح دیکھ سکتے تھے آزر کی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

ان کی یہ حالت دیکھ کے تیمور کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ویسے اگر رات کو دیر ہو جائے تو تم لوگ پریشان نہیں ہونا" تیمور نے آنکھ مار کے ہنستے ہوئے کہا آزر کا تو روم روم سلگ اٹھا تھا۔

انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ آگے بڑھ کے تیمور کا گریبان پکڑ لیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو" آزر طیش کے عالم میں دھاڑے تھے۔

آزر کو تیمور کا گریبان پکڑے دیکھ کے شزرا گاڑی سے اتری تھی اور دونوں کی طرف بڑھی۔

"کیا کر رہے ہیں آپ یہ؟ پاگل ہو گئے کیا" شزرا نے آزر کو تیمور سے الگ کرتے ہوئے کہا آزر نے ایک جھٹکے سے تیمور کو چھوڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" شزرا نے آزر کو نظر انداز کر کے تیمور سے پوچھا آزر اب بھی ناگواری سے تیمور کو گھور رہے تھے۔

"میں نے تو صرف اتنا کہا ہے دیر ہو جائے تو پریشان نہیں ہونا" تیمور نے اپنے چہرے پہ دنیا جہاں کی معصومیت سموتے ہوئے کہا۔

شزرا نے ناگواری سے آزر کو دیکھا۔

"چھوڑیں آپ ان کی تو عادت ہے" شزرا نے تیمور کا بازو تھامتے ہوئے کہا اور اسے لے کے گاڑی کی طرف بڑھی۔

"تمہیں اس کے ساتھ جانے کی کوئی ضرور نہیں ہے اگر جاناہی ہے توامی کولے کے جاؤ" آزر شزراہاتھ تھامتے کوئی درشتی سے کہا جیسے اگر وہ اس کا ہاتھ چھوڑ دیں تو کہیں وہ ان سے دور نہ ہو جائے۔

"آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے" شزرا نے ایک جھٹکے سے ان سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"چلیں تیمور" وہ آگے بڑھ گئی تھی تیمور نے ایک نظر آزر کی طرف مسکرا کے دیکھا آنکھوں پہ سن گلاسس لگا کے سیٹی بجاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

آزر غصے سے انہیں جاتا دیکھتے رہے یہاں تک کے ان کی گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

"ویسے دوست تمہارا یہ کزن بڑی ٹیڑھی کھیر ہے" تیمور نے ڈرائیو کرتے ہوئے شزرا سے کہا جو جانے کن سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

"میں ان کی طرف سے معافی مانگتی ہوں" شزرا نے شرمندگی سے کہا۔

"اففف لڑکی اب میں نے یہ بھی نہیں کہا" تیمور نے چڑ کے کہا۔

"نہیں میرا مطلب" وہ بلاوجہ ہی صفائیاں دینے لگی۔

"ارے چھوڑو یار" تیمور نے مسکرا کے کہا۔

شاپنگ کے دوران بھی تیمور کی الٹی سیدھی بے سروپا باتوں پہ ہنسنے کے بجائے اس کا دھیان آزر میں ہی اٹکا ہوا تھا وہ دل سے مسکرا بھی نہ سکی۔

پتہ نہیں میں کبھی دل سے مسکرا سکوں گی بھی یا نہیں شزرا نے تیمور کے ساتھ ڈنر کرتے ہوئے سوچا تھا۔

رات دس بجے تیمور نے اسے گھر پہ ڈراپ کیا تھا۔

"اندر آجائیں، سب سے مل لیں" شزرا نے گاڑی سے اترتے ہوئے اسے اندر آنے کو کہا۔

"نہیں یار پھر کبھی ابھی بہت تھک گیا" تیمور نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

"اوکے" شنزرا نے اثبات میں گردن ہلائی اور اندر چلی گئی۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا تھا شاید سب سو چکے تھے وہ پانی پینے کچن کی طرف بڑھی ہاتھ بڑھا کے کچن کی لائٹ جلائی اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی انڈیلنے لگی۔

اگلے ہی پل کوئی کچن کے دروازے میں آ کے ایستادہ ہوا تھا شنزرا نے گردن موڑ کے دیکھا سامنے آزر کھڑے تھے سرخ آنکھوں اور بکھرے ہوئے حلیے میں۔

"شنزرا کیا تم نے اپنی پوری زندگی میں کبھی مجھ سے ایک لمحے کے لئے بھی محبت کی ہے" آزر اس پہ نظریں جمائے پوچھ رہے تھے شنزرا کو اس لمحے ان کا لہجہ ٹوٹا بکھرا سا لگا اس نے گلاس لبوں سے ہٹا کر واپس کاونٹر پہ رکھ دیا مگر کچھ نہ بولی۔

اس انسان کو کچھ کہنا فضول تھا جسے یہ بھی نہیں پتا کہ شنزرا نے اس سے کبھی محبت کی تھی یا نہیں۔

اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر آزر دوبارہ بولے۔

"جانتی ہو جب تم نے مجھے انکار کیا تھا میں بہت ٹوٹ گیا تھا بہت رویا تھا مگر تم نے مجھے انکار کر دیا۔۔۔میں خود کو یقین دلاتا رہا تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں اس لئے مجھے انکار کر دیا مگر میرا دل چیخ چیخ کے یہی کہتا رہا کہ میں نے خود تمہاری آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھی ہے۔۔۔کیا وہ محبت جھوٹی تھی یا وہ نفرت؟" وہ الجھے الجھے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"تمہارے جواب دینے سے پہلے میں مجھے ہزاروں بار لگا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو پھر تم نے کیوں انکار کیا" شنزرا کو اپنی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرتی محسوس ہوئیں آزر نے آج اس سے وہ سوال کیا تھا جس سے وہ خود بھی اتنے سال نظریں چرائے ہوئے تھی۔

"اگر تمہیں مجھ سے محبت نہیں تھی تو کیوں میرے دل کے ساتھ کھیلیں؟" آزر کے لہجے میں ایسا کچھ تھا جس نے شزرا کو رونے پہ مجبور کر دیا۔

شزرا نے بولنا چاہا مگر آزر کے اگلے جملے نے اس کی زبان تالو سے لگا دی۔

"جب تک زندہ رہوں گا صرف تم سے نفرت کروں گا" مگر لہجہ دل کے حالات کی چغلی کھا رہا تھا مگر شزرا صرف ان مغنی لفظوں پہ غور کر سکی لفظ کیسے گھائل کرتے ہیں یہ کوئی شزرا سے پوچھے۔

"تم نے میری زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی میرے ساتھ محبت کا جھوٹا کھیل کھیلتی رہیں میرے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے تم نے جب مجھ سے محبت ہی نہیں تھی تو کیوں مجھے آس دلائی تھی کیوں مجھے بیچ منجدھار میں چھوڑا؟" اس وقت صرف آزر بول رہے تھے اور شزرا سن رہی تھی۔

جانتی ہو منال کے ساتھ گزارے یہ پانچ سال میری زندگی کی ساری خوشیاں چھین کے لے گئے میری زندگی پتا ہے کیا تھی صرف گھر اور ہاسپٹل۔۔۔ میں نے اسے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر وہ چلی گئی۔۔۔ وہ بھی تو تمہاری ہی بہن تھی محبت کر کے چھوڑ دینے والی" آزر نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کے خود کو کمپوز کرنا چاہا اور شزرا نے اس پل خود کو شدت سے آزر کی گناہگار محسوس کیا۔

ہاں وہ گناہگار ہی تو تھی آزر کی، منال کی محبت کے لئے اس نے آزر کو چھوڑ دیا تھا اور آزر۔۔۔۔ کی اس نے ایک بار بھی آزر کا سوچا تھا۔ وہ اپنے ضمیر کے کٹہرے میں کھڑی تھی۔

"بہت مشکل ہوتا ہے ایسے انسان کے ساتھ رہنا جس سے آپ پیار نہ کرتے ہوں شاید اب تمہی میرا دکھ محسوس ہو گا" آزر کی آنکھوں میں پھیلتی نمی شزرا کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی۔

شزرا کو لگا شاید اسے اب اپنے کیے کی سزا ملنے جا رہی تھی۔

"لیکن تم جانتی ہو میں نے کبھی تمہیں بددعا نہیں دی ہمیشہ تمہارے لئے دعا کی ہے" وہ سر جھکائے بول رہے تھے۔

"اس دن میں نے بہت تلخ لہجے میں بہت گھٹیا باتیں کی تھیں اس کے لئے مجھے معاف کر دو" آزر نے شرمندگی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں وہ باتیں معافی کے قابل نہیں ہیں میری آخری خطا سمجھ کے مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔۔غصے میں، میں آپے سے باہر ہو گیا تھا جو منہ میں آیا بول دیا مگر میرے دل میں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔تمہاری پاکدامنی کی گواہی تو میرا دل دیتا ہے۔۔۔۔۔میں نے بھی عام مردوں والی ہی حرکت کی محبت نہ ملی تو اس کے کردار پہ کیچڑ اچھالی۔۔۔اس بات کے لئے میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا" آزر نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔

آزر نے اپنا دل کھول کے اس کے سامنے رکھ دیا مگر وہ۔۔۔۔وہ تو بہت دور آ چکی تھی جہاں سے پلٹنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

"میں تمہاری خوشیوں کے لئے دعا کروں گا" وہ پلٹ کے جا چکے تھے اور وہ ان دیکھی زنجیروں میں بندھی وہیں کھڑی تھی۔

وہ خود کا احتساب کر رہی تھی۔

ہر موڑ پہ اس نے آزر کے ساتھ غلط کیا تھا۔

ان کی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے شزرا سے سچی محبت کی تھی جس کی سزا وہ آج تک بھگت رہے تھے۔

آزر ایک بزنس میٹنگ کے سلسلے میں اس ہوٹل آئے میٹنگ سے فارغ ہو کر وہ وہاں سے جانے لگے تو ان کی نظر تیمور پہ پڑی جو وہاں کسی لڑکی کے ساتھ موجود تھا آزر کے قدم جمے تھے۔

"بے بی کیا آڈر کروں؟" تیمور نے بھی آزر کو دیکھ لیا اور اب وہ سامنے بیٹھی لڑکی سے مخاطب تھا۔

"جی سر۔۔۔؟" تیمور کی سیکریٹری نے آنکھیں پھاڑے حیرت سے تیمور کو دیکھا اسے لگا اس کے باس کا دماغ چل گیا ہے۔وہ دونوں وہاں کسی میٹنگ کے سلسلے میں آئے تھے اور اب بیٹھے کلائنٹ کا انتظار کر رہے تھے۔

"تم آڈر کرو آج میں تمہاری پسند سے آڈر ہو گا" تیمور نے مینیو کارڈ سامنے بیٹھی لڑکی طرف بڑھا کے لگاوٹ سے کہا اور سامنے بیٹھی تیمور کو سیکریٹری کو غش پہ غش آرہے تھے۔

"لیکن سر" سیکریٹری نے ہکلا کے کہا۔

"چپ بیٹھو بیوقوف لڑکی" تیمور نے آہستہ آواز میں اسے چپ رہنے کو کہا۔

آزر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا وہ تیزی سے ان کی ٹیبل کی طرف بڑھے۔

"کون ہے یہ؟" آزر نے طیش سے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ آزر تم۔۔۔" تیمور نے آنکھیں پھیلا کے کہا تیمور نے بھی اوور ایکٹنگ کی حد کر دی تھی۔

"میں نے پوچھا کون ہے یہ؟" آزر دوبارہ غرائے۔

"یہ میری گرل فرینڈ ہے" تیمور نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

آزر نے بے یقینی سے تیمور کو دیکھا اور غصے میں لمبے لمبے ڈنگ بھرتے باہر نکل گئے۔

وہ غصے میں بھرے گھر پہنچے تو دادو، تائی امی اور شزرا ہال میں ہی بیٹھی تھیں۔

کل نکاح کہ تقریب تھی اسی سلسلے میں تیاریاں ہو رہی تھیں۔

گھر میں مہمانوں کا آنا جانا لگا تھا۔

آزر گھر پہنچے تو سب کو ہال میں بیٹھے دیکھ کے وہیں آ گئے۔

شزرا کے خالہ خالو نکاح میں شرکت کے لئے آسٹریلیا سے آچکے تھے۔آزر کے ماموں مامی سویرا اور برہان کی وائف بھی اس وقت گھر میں موجود تھے۔ازر بھی سامنے صوفے پہ بیٹھ گئے۔

شاید ٹیلر کے پاس سے شزرا کا نکاح کا ڈریس آیا تھا اب سب اسی پہ بیٹھے تبادلہ خیال کر رہے تھے۔

شزرا کے ہاتھوں پیروں پہ مہندی رچی تھی۔

آزر کی نگاہیں اس کی مہندی کے رنگوں میں الجھی تھیں گورے ہاتھوں پہ لال مہندی اپنی بہار دکھلا رہی تھی۔

"شزرا آپی آپ کی مہندی کا رنگ کتنا گہرا آیا ہے" سویرا اب شزرا کا ڈریس چھوڑ کے اس کی مہندی کی طرف متوجہ تھی۔اس کی بات سن کے شزرا مسکرائی تھی۔

ملازمہ نے ہال میں آکے سب کو ڈنر لگنے کی اطلاع دی سب ایک ایک کر کے اٹھ کے جا چکے تھے شزرا اپنے ڈریس کو ہینگ کر رہی تھی۔

"آج تیمور ایک ہوٹل میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ تھا" آزر کی سپاٹ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی اس نے سر اٹھا کے دیکھا وہ اب تک ان کی وہاں موجودگی سے بے خبر تھی۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کے جانے لگی۔

"تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیا؟" آزر نے اسے جاتے دیکھ کے غصے سے پوچھا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ مجھے اب ان سب باتوں سے فرق کرے گا" شزرا نے ایک تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا تم یہ سب سننے کے بعد بھی اس سے شادی کرنا چاہتی ہو" آزر کو حیرانی ہوئی تھی۔

"کل میرا نکاح ہے آزر اور ویسے بھی آپ بھی تو یہی چاہتے تھے میں تیمور سے شادی کر لوں اب میری قسمت ہے اچھی یا بری" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

وہ جا چکی تھی اور آزر لاجواب ہو چکے تھے۔وہ اپنے پر سکون لہجے سے ان کا سکون لے گئی تھی۔

وہ کھانا کھائے بغیر اٹھ کے اپنے روم میں آگئے تھے اس وقت وہ اپنا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے۔

کل شزرا کا نکاح تھا ان کے دل میں ایک بے چینی سی تھی۔

شزرا نے ان کی وجہ سے ہی اس رشتے کے لئے ہامی بھری تھی اور اب ان کے سامنے تیمور کا یہ چہرہ آیا وہ وہ ہوٹلوں میں ایک لڑکی کو لے کے پھر رہا تھا اگر شزرا کے ساتھ کچھ بھی غلط ہوتا تو وہ زندگی بھر خود کو معاف نہیں کر سکیں گے۔

وہ پوری رات بستر پہ کروٹیں بدلتے رہے۔

اب وہ سب کو جا کے کس منہ سے تیمور کے بارے میں آگاہ کریں اب ان کی بات پہ کوئی یقین نہیں کرے گا۔

سوچتے سوچتے ان کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

ان کا دل کیا اسے اس پورے جہان سے چھپا لے اسے سب سے دور لے جائے مگر درمیان میں انا حائل تھی مگر وہ یہ انا کی دیوار توڑنا چاہتے تھے لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

شزرا کہ آنکھ کھلی تو اس وقت فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں وہ اٹھ کے وضو کرنے چلی گئی۔

نماز پڑھنے کے بعد بہت دیر تک جائے نماز پہ بیٹھی رہی آج اس نے دعا نہیں مانگی تھی ایسا نہیں تھا کہ اس نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر ذہن خالی تھا اس سے کچھ مانگا ہی نہیں گیا وہ جائے نماز تہہ کر کے اٹھی تو کسی کے کھانسنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی وہ سر پہ سے دوپٹہ کھولتے ہوئے باہر آئی بالوں جوڑے کی صورت میں بندھے تھے جو ڈھیلے ہو کے کھل کر پشت پہ بکھرے گئے وہ آواز کہ سمت بڑھی آواز آزر کے کمرے سے آ رہی تھی۔

وہ اندر جانے یا نا جانے کا فیصلہ کرتی رہی مگر قدم اٹھ ہی نہیں رہے تھے۔

آزر بری طرح سے کھانس رہے تھے آخر کار اس سے رہا نہیں گیا اور دروازہ کھولا دروازہ بناء آواز کے کھلتا چلا گیا وہ اندر داخل ہوئی تو کمرے میں صبح کی ملگجی سی روشنی پھیلی تھی اس نے آزر کی تلاش میں ارد گرد نگاہیں دوڑائیں آزر

کھڑکی کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے زمین پہ بیٹھے بری طرح کھانس رہے تھے آزر کے وجود سے ہوتی ہوئی شزرا کی نظریں زمین پہ گرے سگریٹ کے لاتعداد ٹکڑوں پہ پڑیں جو آزر کے ارد گرد پھیلے تھے۔

شزرا پل بھر کو ساکت ہوئی تھی آزر کے لبوں میں ابھی بھی سگریٹ دبا اور کچھ جلتے ٹکڑے آس پاس پھیلے تھے شزرا ٹرانس کی کیفیت میں ان کی طرف بڑھی ان کے پاس پہنچ کر شزرا کا۔پاؤں سگریٹ کے جلتے ہوئے ٹکڑوں پہ پڑا تھا مگر اسے جلن محسوس نہیں ہوئی وہ جا کے ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

کھڑکی کے پار سورج طلوع ہو رہا تھا کمرے میں صبح کی ہلکی ہلکی خنکی پھیلی تھی۔

"کیا کر رہے ہیں آپ یہ؟" شزرا نے ایک حالت دیکھتے ہوئے پوچھا ان کی یہ حالت دیکھ کے شزرا کا دل کٹ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" آزر نے سگریٹ کا کش لے کے کہا اور دھواں فضا میں پھیلا تھا۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟" شزرا نے سختی سے پوچھا اس کی بات سن کے آزر کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"یہ تو روز کا معمول ہے" آزر نے ہلکے سے مسکرا کے کہا وہ سگریٹ ختم ہو چکا تھا آزر اب لائٹر کی مدد سے دوسرا سگریٹ جلا رہے تھے مگر وہ سگریٹ ہونٹوں میں دبانے سے ایک بار پھر کھانسی کا دورہ پڑا شزرا فوراً وہاں سے اٹھی اور ان کے لئے گلاس میں پانی لے آئی وہ ابھی بھی بیٹھے کھانس رہے تھے شزرا نے ہاتھ بڑھا کر ان کے ہونٹوں سے سگریٹ نکالا اور گلاس لبوں سے لگا دیا۔

"آپ اٹھیں یہاں سے" اس نے جلتا سگریٹ دور پھینکتے ہوئے کہا اور انہیں زبردستی اٹھا کے بیڈ تک لائی رات بھر جاگنے اور سگریٹ نوشی کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

شزرا کے سامنے وہ شخص تھا جس سے اس نے سب سے زیادہ پیار کیا تھا اور آج وہ اس ٹوٹیں بکھری حالت میں اس کے سامنے تھا۔

اس تھکن سے کھڑکی کے پار ابھرتے سورج کو دیکھا جس کی نارنجی شعائیں دونوں کے ارد گرد پھیلی تھیں۔

"مجھے چھوڑ کے مت جاؤ" یہ آخری بات آزر نے غنودگی میں جانے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ کے منت بھرے لہجے میں کہی تھی۔

اور اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

آزر کی آنکھ کھلی تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا انہیں لگا آج وہ معمول سے زیادہ سوتے رہے ہیں ان کے زہن کے پردے پہ صبح کا منظر لہرایا وہ کچھ دیر تک خالی خالی نظروں سے چھت کو تکتے رہے پھر ادھر اُدھر ہاتھ مار کے موبائل تلاش کیا موبائل میں ٹائم۔ دیکھا تو شام کے سات بج رہے تھے وہ خود میں ہلنے کی ہمت بھی نہیں پا رہے تھے بخار کی شدت کے باعث ان کی پلکیں بار بار گر رہی تھیں وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اٹھے اور کمرے کی لائٹ جلائی۔

پورا کمرہ صاف ستھرا اپنی پہلی والی حالت میں تھا کمرے میں کہیں بھی سگریٹ کے ٹکڑے نہیں تھے آزر کا دل دکھ سے بھرا تھا۔

وہ باہر آئے تو گھر میں رونق لگی تھی گھر مہمانوں سے بھرا تھا باہر ہال میں نکاح کے تمام انتظامات کئے گئے تھے۔

سویرا شزرا کو لے کے پارلر جا چکی تھی۔

آزر واپس اندر آئے اور الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگے مگر ان کی مطلوبہ شرٹ انہیں نہیں مل رہی تھی انہوں نے دوسرے خانے میں ہاتھ مارا الماری سے کچھ نکل کر زمین پہ گرا تھا آزر جھنجھلا کے نیچے جھکے اور وہ واپس الماری کے خانے میں رکھ دیا۔

آزر نے دوبارہ شرٹ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر وہ چیز دوبارہ ان کے قدموں میں گری تھی۔

تائی امی نے گو کے منال کی تمام چیزیں ان کے کمرے سے ہٹالی تھیں مگر کپڑوں میں دبی یہ ڈائری نجانے وہاں کیسے رہ گئی تھی۔

آزر نے وہ ڈائری اٹھائی اور بلا ارادہ ہی اسے کھول لیا پہلے ہی صفحے پہ وہ اپنا نام دیکھ کے ٹھٹکے تھے۔

انہوں نے ایسے ہی ڈائری کے صفحے الٹے ایک تحریر پہ جا کے ان کی نظریں ٹک گئیں۔

یہ وہی تحریر تھی جسے پڑھ کے شزرا کی پر سکون زندگی میں مشکلوں کا طوفان اور غم کے بادل آئے تھے آزر تجسس کے مارے وہ تحریر پڑھنے لگے۔

"میں نہیں جانتی مجھے آپ سے کب محبت ہوئی مگر جب سے یہ احساس دل میں جاگا ہے نہ مجھے دنیا خوبصورت لگنے لگی میں خوش رہنے لگی مجھے جینے کی وجہ سمجھ آنے لگی، یہ احساس بہت خوبصورت ہے کسی کو چاہنا اور چاہتے ہی چلے جانا میں نہیں جانتی آپ کو مجھ سے محبت ہے یا نہیں، آپ کے دل میں میرے لئے کوئی جگہ ہے بھی یا نہیں مگر میں صرف یہ جانتی ہوں میری کل کائنات آپ ہیں اور یہ احساس ہر احساس پہ بھاری ہے میں لفظوں میں شاید بیاں نہ کر سکوں اپنی محبت مگر جو محبت میں نے آپ سے کی ہے وہ کبھی عیاں نہ کر سکوں۔ جب پہلی بار آپ سے محبت ہوئی جب میں نے جانا تھا کہ ایک انسان کی محبت ہمیں کتنا بدل دیتی ہے مجھے ہر وہ چیز اچھی لگنے لگی جو آپ کو پسند ہے میں نے پہلی بار جانا کہ موسم بھی خوبصورت ہوا کرتے ہیں ٹھنڈی ہوا دلوں کو کیسے چھیڑتی ہے پورے چاند میں محبوب کا عکس کیسے دیکھتا ہے چاندنی رات میں چاند کو دل کا حال سنانا کیا ہوتا ہے یہ زندگی کے بھید مجھ پہ آپ کی

محبت کی وجہ سے آشکار ہوئے شاید آپ کی محبت ہی میرے جینے کا سہارا ہے اگر یہ محبت مجھ سے چھین لی گئی تو میں زندہ تو رہوں گی مگر شاید مردوں سے بدتر زندگی گزاروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!!!

اس تحریر پہ آزر اور منال کی شادی سے پہلے کی تاریخ درج تھی انہوں نے حیرت سے اگلا صفحہ پلٹا۔

جب شزرا نے یہ تحریر پڑھی تھی تو اس ڈائری کے اگلے تمام صفحے کورے تھے مگر اب آگے کے کچھ صفحات بھر چکے تھے۔

اگلے صفحے پہ اس سے اگلے دن کی تاریخ درج تھی۔

"میں جانتی ہوں شزرا نے کل رات میری ڈائری پڑھ لی ہے"۔

پہلی ہی لائن پڑھ کے آزر کے ہاتھوں سے ڈائری گرتے گرتے بچی تھی۔ منال شادی سے پہلے آزر سے پیار کرتی تھی اور یہ بات شزرا جان چکی تھی آزر کے ماتھے پہ پسینے نمودار ہوئے۔

"میں یہ بھی جانتی ہوں شزرا اور آزر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں مگر شاید میں اپنی محبت میں اس قدر اندھی ہو چکی ہوں کہ مجھے اپنی بہن مے وہ آنسو بھی نہ دیکھے جو اس نے کل پوری رات ٹھنڈے فرش پہ بیٹھ کے بہائے ہیں میں محبت میں خود غرض ہو چکی ہوں اس محبت مجھے میری سگی بہن سے آنکھیں پھیرنے پہ مجبور کر دیا مگر میں اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتی"۔

آزر پھٹی پھٹی نگاہوں سے ڈائری کو دیکھ رہے تھے آج ان پہ آگہی کا ایک الگ ہی دروازہ کھلا تھا انہوں نے کانپرے ہاتھوں سے صفحہ پلٹا۔

"میں جانتی ہوں میری بہن مجھ سے بہت پیار کرتی ہے آج اس نے میری محبت کے لئے آزر کو چھوڑ دیا ہے۔ آخر میں کیسے نہ جان سکوں کی اس کے دل کی بات اس کا ہر درد ہر غم اس کے چہرے پہ رقم ہے آج جب آزر اور شزرا

گھر آئے تو دونوں کے بجھے ہوئے چہرے دیکھ کے مجھے ایک عجیب سے احساس ندامت نے آگھیرا مجھے لگا میں غلط کر رہی ہوں مگر ہر بار دل دماغ کی بات سننے سے انکاری ہوا"۔

آزر دم سادھے بیٹھے تھے انہیں کمرے کی ہر چیز خود پہ گرتی محسوس ہوئی وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے شزرا نے منال کی وجہ سے انہیں انکار کیا۔

"اگلے صفحے پہ آزر اور منال کی شادی کے دو دن بعد کی تاریخ درج تھی آزر کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ نمایاں تھی۔

"شزرا جا چکی ہے اس کے جانے پہ مجھے بہت دکھ ہوا مگر شاید اسی میں سب کی بہتری تھی اب شاید مجھے آزر کا پیار نصیب ہو جو میں نے خود غرض ہو کے اپنی بہن سے چھین لیا ہے"۔

یہ مختصر سی تحریر بہت کچھ چلا چلا کے بیان کر رہی تھی آزر کو اپنے حلق میں کانٹے پڑتے محسوس ہوئے انہوں نے اگلا صفحہ پلٹا یہ آخری صفحہ تھا جس پہ کچھ لکھا ہوا تھا اس کے بعد تمام صفحے کورے تھے اس صفحے پہ پانچ سال پہلے کی تاریخ درج تھی یہ وہ تاریخ تھی جس دن منال کی بیماری کی خبر ہوئی تھی

آزر کو اپنے ہر جانب سکوت سا بکھرا محسوس ہوا کھڑکی کا باہر رات اگر آئی تھی اور نیچے لان میں روشنیاں جگمگا رہی تھیں آزر کی آنکھوں کے سامنے دھند بڑھتی جا رہی تھی۔

"مجھے برین ٹیومر ہے۔میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے کبھی کوئی جان لیوا بیماری بھی ہو سکتی ہے بظاہر تو ڈاکٹر نے کہا ہے کہ یہ بیماری قابل علاج ہے مگر میرا دل جانتا ہے کے میں اندر سے کیسے گھل رہی ہوں میں جانتی ہوں اب میرا زندہ رہنا ناممکن ہے اور اب میں زندہ رہنا بھی نہیں چاہتی ہر روز ندامت کا ناگ مجھے ڈستا ہے اور اس کا زہر مجھے اپنے جسم میں پھیلتا محسوس ہوتا ہے۔میں روز جیتی ہوں روز مرتی ہوں شاید خدا کو مجھ پہ ترس آگیا اور مجھے پاس بلا رہا ہے۔شزرا جب یہاں سے جا رہی تھی تو اس کی رو رو کے سوجی ہوئی آنکھیں آج تک میرے دل پہ نقش ہیں میں چاہ کے بھی یہ نقش نہیں کھرچ پا رہی شزرا میری وجہ سے سب سے دور ہوئی ہے وہ میری خوشیوں کہ خاطر یہاں

سے چلی گئی اور میں۔۔۔میں نے کہا کیا اپنی ہی بہن کی ساری خوشیاں چھین لیں وہ تو معصوم تھی اس نے صرف میرا سوچا کاش وہ ایک بار اپنا سوچ لیتی مجھے روز ایسے جلنا نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔۔۔اسر آزر وہ میرا ہر طرح خیال رکھتے ہیں مگر جس انسان کا دل کی مر چکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خوشی دے سکتا ہے جب گھنٹوں آزر کسی غیر مرئی نقطے پہ نگاہیں ٹکائے سوچتے رہتے ہیں تب میرا دل کیسے کرچی کرچی ہوتا ہے یہ میں ہی جانتی ہوں۔اب مجھے زندگی کی کوئی آرزو نہیں ہے شاید میں ہی دونوں کے بیچ آئی تھی اور اب میں ایسے کی خاموشی سے چلی جاؤں گی۔میں آزر کی آنکھوں میں شزرا کے لئے بیزاری اور نفرت دیکھتی ہوں تو میں مزید احساس جرم میں مبتلا ہو جاتی ہوں کیا قصور ہے اس بیچارہ کا جو اس کو آزر کی نفرت سہنی پڑی اور سب سر دور بھی ہونا پڑا سارا قصور تو میرا ہے اور میں یہاں آزر کے پاس بھی ہوں اور سب کے ساتھ بھی۔۔۔۔۔میں نے اسی لئے اپنی بیماری کا شزرا کو نہیں بتایا اب مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی سکت نہیں ہے اور میرے سامنے آئی تو وقت سے پہلے ہی دکھ سے میرا دل بند ہو جائے گا میں اس کی اجڑی حالت نہیں دیکھ سکتی۔میں شاید آج کے بعد ڈائری سے بھی اپنا دکھ بیان نہ کر سکوں کیونکہ اب میری اذیت کو لفظوں کے پیراہن پہنانا مشکل ہے".

آگے ڈائری خاموش تھی۔صفحات کورے تھے آزر کے ہاتھ سے ڈائری چھوٹ کے زمین پہ جا گری انہیں لگا کسی نے انہیں جلتے صحرا میں کھڑا کر دیا ہے تپتا سورج ان کے سر پہ آگ برسا رہا ہے انہیں آپ جلتا محسوس ہوا آنسوؤں نے ان کے چہرے کو تر کر دیا۔

وہ اتنے سال شزرا کو کس بات کی سزا دیتے رہے۔اس سے پیار کرنے کا دعویٰ کرتے کرتے ہوئے بھی اس کا پیار نہ سمجھے۔

وہ اٹھ کے کھڑکی میں آ رہے ہوئے حبس اور گھٹن لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

انہوں نے کھڑکی سے باہر خوبصورتی سے سجایا گیا لان دیکھا وہاں مہمان آنا شروع ہو چکے تھے اور شاید شزرا کے سسرال والے بھی آ چکے تھے وہ سمجھ نہیں سکے کے انہیں کرنے گھنٹے اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے ہو گئے تھے۔

وہ اپنے روم سے باہر نکلے تو دلاور صاحب اور امین صاحب شزرا کے روم کی طرف جا رہے تھے ان کے ساتھ مولوی صاحب بھی اپنا رجسٹر تھامے اندر داخل ہوئے آزر نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

آزر شزرا کے روم میں ان مے پیچھے داخل ہوئے تو شزرا صوفے پہ دلہن کے روپ میں پوری شان سے براجمان تھی سرخ اور سنہرے لہنگے میں اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ حسن کے اعلیٰ مرتبے پہ فائز تھی آزر کو لگا وہ یہ حسن پہلی بار دیکھ رہے ہیں ان کے دل کی دھڑکنیں تھمی تھیں۔

مولوی صاحب شزرا کے برابر میں بیٹھ چکے تھے دلاور صاحب اور امین صاحب بھی وہیں تھے دادو اور تائی امی بھی روم میں آ چکی تھیں۔

آزر چیخ چیخ مے یہ سب روکنا چاہتے تھے مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی سب کچھ ہاتھوں سے نکل گیا تھا اور وہ تہی دامن کھڑے رہ گئے تھے۔

اسی اثناء میں برہان نے باہر سے آ کے دلاور صاحب کے کان میں کچھ کہا تھا۔ دلاور صاحب نے ہاتھ اٹھا کے مولوی صاحب کو روک دیا اور امین صاحب اور دلاور صاحب برہان کے ساتھ باہر کی طرف بڑھے آزر نا سمجھی سے یہ سب دیکھ رہے تھے ملک خاقان اور ان کی وائف ڈرائنگ روم میں پریشان بیٹھے تھے اور اب سب لوگ وہاں ڈرائنگ روم میں جمع تھے شزرا پریشانی سے سب کو ایسے جاتا دیکھ رہی تھی اب وہاں صرف آزر اور شزرا رہ گئے دونوں نے سر اٹھا کے ایک دوسرے کو دیکھا تو دونوں کی نگاہیں ملی تھیں مگر اگلے ہی پل شزرا نے سر جھکا لیا مگر آزر اس پہ سے نگاہیں نہ ہٹا سکے۔

وہ انہیں کسی شاعر کا، کسی دیوانے کا ایک سنہرا خواب لگ رہی تھی۔ انہوں نے بے اختیار ہوتی نظروں کو قابو کیا۔

آزر کی جیب میں پڑا ان کا موبائل کافی دیر سے وائبریٹ ہو رہا مگر موبائل سائلنٹ پہ لگا تھا آزر کو احساس ہوا تو انہوں نے جیب سے موبائل نکال کے دیکھا تیمور کی کافی ساری مسڈ کالز تھیں اب بھی دوبارہ ان کا موبائل رنگ کرنے لگا انہوں نے فون اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری طرف تیمور ملک کی آواز ابھری۔

"جی تو جناب کی عقل ٹھکانے آگئی یا ابھی بھی کوئی کسر باقی ہے؟" تیمور نے دوسری طرف مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا مطلب ہے؟ مجھے فون کیوں کیا؟ کہاں ہو تم؟" آزر نے ایک ہی سانس میں کئی سوالات کئے شزرا اب سر اٹھا کر انہیں ہی دیکھ رہی تھی جبکہ شزرا کا چہرہ مستقل آزر کی نظروں کے حصار میں تھا۔

"شزرا سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے یا میں آجاؤں؟" تیمور اس وقت ان کے گھر سے کچھ فاصلے پہ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھا کھانے سے انصاف کر رہا تھا اس نے چاول کا ایک چمچ منہ میں بھرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کہاں ہو تم؟" آزر اب بھی نا سمجھ سے اس سے پوچھ رہے تھے۔وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلے شزرا نے انہیں ایسے جلدی میں جاتے دیکھ کے رہ گئی۔

میں آج کسی اور کی ہونے جا رہی ہوں مگر انہیں آج بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا شزرا دکھی دل سے سوچا تھا نین کٹورے بھرنے لگے تھے۔

"یار میں اس وقت شیروانی پہنے دلہا بنا بیٹھا ایک ریسٹورنٹ میں کھانے سے انصاف کر رہا ہوں" تیمور نے بے چارگی سے بتایا۔

"تمہیں شزرا سے نکاح کرنا ہے تو جلدی بتاؤ میں گھنٹے بھر سے اپنے باپ کی گالیاں سن رہا ہوں" تیمور نے پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے دہائی دی۔

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟ آزر نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"کیوں کہ میں جانتا ہوں تم اور شزرا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو" تیمور نے اصل وجہ بتائی۔

"اور ویسے بھی میری گرل فرینڈ مجھے آنے ہی نہیں دے رہی" تیمور نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

"تم نہ آؤ یہی بہتر ہے" آزر نے غصے سے فون کاٹ دیا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے۔

وہ وہاں پہنچے تو دادو اور تائی امی بیٹھی رو رہی تھیں دلاور صاحب سر پکڑے صوفے پہ بیٹھے تھے جبکہ امین صاحب خاقان صاحب پہ غصہ ہو رہے تھے۔

ایک سیکنڈ پہلے تیمور کی خاقان ملک سے فون پہ بات ہوئی تھی اور تیمور نے یہ نکاح کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

"کیا غلطی ہے میری بیٹی کی کیوں ہمیشہ اسے سزا ملتی ہے" دلاور صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

آزر کو دیکھ کے وہ اپنی جگہ سے غصے سے اٹھے اور ان کا گریبان پکڑ لیا۔

"تم نے ہاں کروائی تھی نہ اس رشتے کے لئے" انہوں نے آزر کو بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آزر کو شوٹ کر دیں انہیں اس وقت تیمور سے زیادہ آزر پہ غصہ تھا۔

کوئی انہیں کچھ بولنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔

"تمہارا کیا دھرا ہے یہ سب" امین صاحب بھی اب آزر پہ برس رہے تھے اور آزر سر جھکائے کھڑے تھے۔

"کیوں میری بچی ایسے سب کے سامنے رسوا ہو رہی ہے" دلاور صاحب امین صاحب کے گلے لگ گئے امین صاحب انہیں گلے سے لگائے تسلیاں دے رہے تھے۔

"شزرا کا نکاح آج ہی ہو گا" امین صاحب نے دلاور صاحب کو الگ کرتے ہوئے کہا اور آزر کی طرف بڑھے۔

"تیار ہو کے آؤ ابھی نکاح ہے تمہارا شزرا سے" امین صاحب نے دلاور کے کندھے پہ ہاتھ رکھے سنجیدہ اور حتمی لہجے میں کہا۔

آزر نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

سب کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے کسی کو بھی آزر سے اس قدر تابعداری کی توقع نہیں تھی۔

سب سکتے کہ سی کیفیت میں بیٹھے رہ گئے۔

"جاؤ تیار ہو کے آؤ" انہوں نے آزر کے کندھے پہ تھپکی دیتے ہوئے کہا اس لمحے ان کا سر فخر سے بلند ہوا تھا وہ اس بات اپنے بھائی کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ گئے تھے۔

آزر خاموشی سے کمرے سے نکل گئے۔

"میں آزر کے کپڑے نکال دوں" تائی امی اپنے انسو صاف کرتے ہوئے اٹھیں اور آزر نے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

"بھائی کہیں آزر میری بچی کو دکھ۔۔۔" دلاور صاحب بولتے بولتے خاموش ہوئے تھے۔

"کچھ نہیں ہو گا اپنے بھائی پہ یقین رکھو" امین صاحب نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا وہ کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔

مسسز خاقان دادو کی طرف بڑھیں۔

"ہم بہت شرمندہ ہیں ہو سکے تو ہمیں معاف کر دیں" مسسز خاقان نے دادو کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے۔

"ارے نہیں یہ کیا کر رہی ہو بیٹا جو ہوا وہ بہتری کے لئے ہی ہوا ہے" دادو نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کے ہاتھ پکڑے۔

"ہم چلتے ہیں" مسسز خاقان جانے کے لئے اٹھیں۔

"ایسے کیسے جا رہے ہیں آپ لوگ کیا ہماری خوشیوں میں شریک نہیں ہوں گے" دادو نے انہیں واپس بٹھاتے ہوئے کہا۔

"جو ہوا اسے بھول جائیں اگر آپ لوگ ہماری خوشی میں شریک ہوں گے تو ہمیں بہت اچھا لگے گا آپ لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے شاید قسمت میں ہی یہی تھا" امین صاحب نے آسودہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"سویرا کیا ہوا ہے سب لوگ کہاں چلے گئے؟" شزرا نے اپنے روم میں سویرا کو آتے دیکھ کر پوچھا جو اپنے دو سالہ بیٹے کو لے کے پریشانی سے ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔

"پتہ نہیں آپی" وہ ابھی تک ڈرائنگ روم میں ہونے والی باتوں سے بے خبر تھی۔

کچھ دیر بعد گھر کے سب لوگ شزرا کے روم میں مولوی صاحب کو لے کے داخل ہوئے شزرا کا دل عجب ہی حالت میں دھڑک رہا تھا وہ تیمور سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی اس نے اس دشمن جان کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں مگر آزر کہیں نہیں تھے اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔

پہلو میں جو سنگ تھا اس نے اسے سنگ ہی رہنے دیا اگر پھر سے دھڑکنے لگا تو قیامت لائے گا اس نے اپنا سر جھکا لیا۔

مولوی صاحب نکاح کے کاغذات تھامے اس کے برابر میں بیٹھ چکے تھے۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کریں" تایا ابو نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔

شزرا کی پلکوں سے ایک موتی ٹوٹ کے گرا اس وقت کی اذیت صرف وہی محسوس کر سکتی تھی۔

جسم پہ لرزاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

پھر مولوی صاحب کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"کیا آپ کو آزر امین ولد امین ظفر بہ عوض پانچ لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت یہ نکاح قبول ہے؟"۔

اس نے بے ساختہ گردن گھما کے مولوی صاحب کی طرف دیکھا اسے لگا اس کے کانوں نے کچھ غلط سنا ہے آنکھوں میں بے یقینی کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔

"بولو بیٹا" دلاور صاحب نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اسے ایجاب و قبول کرنے کو کہا مگر وہ تو جیسے پتھر کی مورت ہو چکی تھی۔

اگر یہ مذاق تھا تو یہ مذاق اس کی جان لے رہا تھا۔

"شہزادی بولو بیٹا" ایک بات پھر دلاور صاحب نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"قبول ہے" دل پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو بے تاب تھا۔اسے اپنی آواز ہی انجانی محسوس ہوئی کیا دعائیں ایسے بھی قبول ہوتی ہیں۔

مولوی صاحب نے دوسری بار پوچھا۔

کیا آپ کو قبول ہے؟

"قبول ہے" آنسو ٹوٹ کے اس کے ہاتھوں پہ گر رہے تھے آزر کو پانے کے لئے جن راستوں سے وہ ہو کے آئی تھی یہ وہی جانتی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی اتنے بھیانک راستوں کی منزل اتنی خوبصورت ہو گی۔

مولوی صاحب نے تیسری بار پوچھا۔

کیا آپ کو قبول ہے؟

"قبول ہے" وہ شدت سے رو پڑی تھی اس کا وجود کانپ رہا تھا اور دل بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز تھا۔

نکاح کے کاغذات پہ سائن کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کی لرزش وہاں موجود ہر شخص دیکھ سکتا تھا۔

نکاح ہو چکا تھا وہ آزر کے نام ہو چکی تھی۔

نکاح کے بعد جانے کتنی دیر تک دلاور صاحب اسے سینے سے لگائے بیٹھے رہے اور وہ اس انہونی کے بعد بلکل چپ تھی جیسے گونگی ہو گئی ہو۔

دادو تائی امی تایا ابو سب اسے ڈھیروں پیار کر رہے تھے اور وہ محو حیرت تھی۔

کچھ دیر بعد سویرا اور منہل اسے لے کے باہر آ گئیں وہ سہج سہج قدم اٹھاتی اسٹیج کی طرف بڑھی جہاں آزر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اسٹیج کے قریب جا کے آزر نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا اس نے ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا پلکیں جھکی تھیں ہاتھوں میں لرزش آزر واضح محسوس کر سکتے تھے۔

اب وہ دونوں اسٹیج پہ بیٹھ چکے تھے۔

رسمیں شروع ہو چکی تھیں رسموں کے بعد فوٹو سیشن تھا مگر شزرا کی نیچی نگاہیں نہ اٹھ سکیں وہ بہت خاموش تھی۔

وہ قسمت کے اس موڑ پہ گنگ تھی۔

آزر تو اس سے نفرت کرتے تھے اور اب یہ سب۔۔۔۔!!!

ہزاروں سوچیں اس کے سامنے تھیں۔

امین صاحب نے دلاور صاحب سے اسی وقت رخصتی کی بات کی تھی ان کی بات پہ دلاور صاحب نے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔

اس طرح اچانک رخصتی کا سن کے شزرا کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے یہ نکاح کا دھچکا کیا کم تھا کہ اب اس طرح اچانک رخصتی۔

قدرت نے شاید دونوں کا بندھن ایسے ہی لکھا تھا جو اپنے وقت پہ پورا ہوا تھا۔

رخصتی کے بعد شزرا کو آزر کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔اس نے حیرت سے اس سجے ہوئے کمرے کو دیکھا کرب اس کی آنکھوں میں نمایاں تھا وہ جانتی تھی کہ آزر آئیں گے اور اسے کمرے سے دھکے دے کے نکال دیں گے آنے والے وقت کا سوچ کر اس کی آنکھیں بار بار بھر ا رہی تھیں مگر اس نے خود کو وقت کے دھارے پہ چھوڑ دیا تھا۔

سویرا نے اسے بتایا تھا کے تیمور نکاح کے وقت نہیں پہنچا اور اس نے انکار کر دیا تھا تو تایا ابو نے آزر بھائی کو نکاح کرنے کو کہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی تھی پھر دروازہ بند ہوا تھا اس کا دل اچھل کے حلق میں آ گیا قدموں کی چاپ قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔

آزر اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھے تھے مگر شزرا میں ان کو پلکیں اٹھا کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں تھی آزر نے ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا اس نے ڈر کے مارے گھبرا کے انہیں دیکھا اسے لگا اب وہ اسے صرف کمرے سے ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی سے بھی باہر نکال دیں گے مگر مقابل کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی شزرا کی آنکھوں سے آنسو قطار در قطار بہنے لگے۔

آزر نے ہاتھ بڑھا کے نرمی سے اس کے گالوں پہ بہتے آنسو صاف کئے وہ ڈر کے پیچھے ہٹی تھی آزر کے لبوں پہ پھیکی سی مسکان آئی۔

"معاف کر سکتی ہو مجھے ؟" وہ اس کا ہاتھ تھامے سر جھکائے اس کی مہندی کے رنگوں میں الجھے بول رہے تھے شزرا کی دھڑکنیں ساکن ہوئی تھیں۔ اس بار آزر کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط نہیں تھی مگر وہ پھر بھی اپنا ہاتھ ان سے نہیں چھڑا سکی بس یک ٹک ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

آزر ایک ہاتھ سے اس کے ہاتھوں میں پہنی کانچ کی چوڑیوں سے کھیل رہے تھے شزرا کے آنسو ٹوٹ کے آزر کے ہاتھ کی پشت پہ گرے وہ کئی لمحوں تک ان آنسوؤں پہ نظریں جمائے بیٹھے رہے۔

شزرا کے وجود میں گڑی سوئیاں ایک ایک کر کے نکل رہی تھیں وہ عالم بے یقینی میں آزر کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔

"شزرا۔۔۔۔۔!!!" آزر نے ہولے سے اسے پکارا تھا شزرا نے آزر کی طرف دیکھا ان آنکھوں میں محبت کا ایک سمندر تھا آج کتنے سالوں بعد اس نے آزر کی آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھی تھی۔ اسے تو ماہ و سال کا حساب بھی یاد نہیں تھا۔

"آپ تو مجھ سے نفرت۔۔۔۔۔۔۔" شزرا جملہ مکمل نہیں کر سکی آنسوؤں نے اسے اجازت ہی نہیں دی۔

"میں نے تم سے کبھی بھی نفرت نہیں کی۔۔۔۔ہمیشہ تم سے محبت کی ہے بس میری محبت کی شکل بدل گئی تھی" آزر اس کے سامنے سر جھکائے بول رہے تھے۔

"ہاں میں چلا چلا کے بولتا رہا کے میں تم سے نفرت کرتا ہوں خود کو یقین دلاتا رہا مگر میرا دل جانتا تھا میں نے تم سے ہمیشہ محبت کی ہے خود پہ زبردستی کا خول چڑھایا شاید کبھی مجھے تم سے نفرت ہو جائے مگر یہ ناممکن تھا یہ میں بھی جانتا تھا" آزر کی آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کے شزرا کے مہندی سے رنگے ہاتھوں پہ گرا تھا۔

"تیمور نے نکاح سے انکار کر دیا تھا تو کیا تایا ابو نے آپ سے زبردستی نکاح کروایا" شزرا دل و دماغ اب تک کچھ قبول نہیں کر پا رہا تھا۔

"تیمور جانتا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں" آزر نے مسکرا کے بتایا۔

اس وقت بھی تیمور کا فون آیا تھا کہ میں نکاح کے لئے راضی ہوں یا وہ آجائے۔۔۔" آزر بول کے خاموش ہو گئے۔

"پھر۔۔۔" آزر کو خاموش ہوتے دیکھ کر شزرا سے صبر نہ ہوا۔

"پھر۔۔۔۔میں تو راضی تھا" آزر نے اس کے آنسو اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے کہا۔

"آپ راضی تھے" شزرا نے بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں" اب آزر سنجیدہ ہوئے تھے۔

"کیوں؟" شزرا نے انہیں سنجیدہ دیکھ کے سوال کیا۔

"میں جانتا ہوں تم نے منال کی وجہ سے مجھ سے شادی سے انکار کیا تھا" آزر نے اصل وجہ بتائی شزرا ششدر رہ گئی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آزر کو حقیقت کا علم ہو گا۔

"آپ کو کیسے پتا یہ سب؟" شزرا نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوال کیا۔

"شزرا کیا ہم اپنی نئی زندگی کی شروعات میں سب پرانی باتوں کو بھلا کے آگے بڑھ سکتے ہیں؟" آزر نے اس کا سوال نظر انداز کر کے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو چکا وہ ماضی بن گیا اب ہم سب اپنے بارے میں سوچیں گے جہاں صرف میں اور تم۔۔۔۔باقی کوئی نہیں" آزر جذبات سے چور لہجے میں بول رہے تھے اور شزرا ماضی کی تلخیوں سے نکل رہی تھی۔

""تمہیں میری نفرت سہنی پڑی، اس گھر سے دور ہونا پڑا، اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا میری وجہ۔۔۔۔بس ایک بار مجھے معاف کر دو" آزر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کے التجائیہ لہجے میں کہا۔

وہ خوشی کے اس مقام پہ تھی جہاں گرد و پیش کا ہوش نہیں رہتا۔

اور اب آزر سے منہ موڑنا ان کو ٹھکرانا کفرانِ نعمت میں شامل ہوتا اور وہ نعمتوں کی قدر کرنا جانتی تھی۔

"بتاؤ نہ معاف کر دیا مجھے؟" آزر نے منت بھرے لہجے میں پوچھا یہ اس آزر سے بلکل مختلف تھے جنہیں اس نے چند سالوں سے جاننا شروع کیا تھا یہ تو وہی آزر تھے جو ہر دم اس کی محبت کا دم بھرتے تھے۔

ہاں یہ وہی تھے جن سے شزرا نے ٹوٹ کے محبت کی تھی۔

آج کی رات غموں کے اندھیرے چھٹنے کے نام تھی۔

آج کی رات کہکشاؤں کے نام تھی۔

آج کی رات زندگی میں رنگ بھرنے کے نام تھی۔

آج کی رات آزر اور شزرا کے نام تھی۔

"میں اپنے کئے گئے ہم ظلم کا کفارہ بھروں گا تمہاری آنکھوں میں آنسو تو دور کی بات تمہارے چہرے پہ اداسی بھی نہیں آنے دوں گا۔میرا وعدہ ہے تم سے" آزر اسے اپنے جذبوں کا یقین دلا رہے تھے اور شزرا دل و جان سے ان پہ یقین لانا چاہتی تھی۔

"بولو معاف کرو گی مجھے ؟" آزر نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے ہوئے پوچھا۔ شزرا کی دھڑکنیں ساکن تھیں گویا دھڑکنوں کی زرا سی ارتعاش پہ یہ خواب ٹوٹ جائے گا۔ ازر کے لبوں پہ اس لمحے دلکش مسکراہٹ تھی۔

آزر نے دھیمے سے اس کے جھمکے کو چھوا تھا۔

ست رنگی روشنی نے شزرا کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

کتنا ترسی تھی وہ ان لمحوں کے لئے۔۔۔۔ اس محبت کے لئے اور آج وہی محبت اس کے سامنے بانہیں پھیلائے کھڑی تھی تو کیسے وہ دور جا سکتی تھی۔

وہ دل و جان سے اس سب پہ یقین لانا چاہتی تھی مگر یقین کی کوئی ڈور اس کے ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔

ایک آنسو پلکوں کی دہلیز پار کر کے اس کی آنکھوں میں آٹھہرا آزر نے اسے آنکھوں کی آنکھوں میں سرزنش کی تھی۔

" آزر۔۔۔!!!" شزرا نے ان کا نام لیا تھا وہ دل و جان سے اس کی طرف متوجہ تھے۔

"میں نے آپ کے ساتھ بہت غلط کیا ہے نہ "اس نے گیلے لہجے میں پوچھا۔

"شزرا جو ہونا تھا ہو گیا آج ہم وعدہ کرتے ہیں اپنے تلخ ماضی کی کوئی بات نہیں دہرائیں گے کبھی اس بارے میں بات نہیں کریں گے اب ہمارے سامنے صرف ہمارا حال ہو گا اور مستقبل، ماضی کی تلخی کا شائبہ تک ہماری زندگی پہ نہیں پڑے گا" آزر نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار مسکرا دی۔

"میری منہ دیکھائی۔۔۔؟" شزرا نے سر اٹھا کے آزر کی آنکھوں میں مسکرا کے دیکھا۔

"ہے نہ میرے پاس" آزر نے جواب دیا اور اٹھ کے الماری کی طرف بڑھے اور اندرونی خانے سے ایک مخمل کا کیس نکال کے لائے اور اس کے برابر میں بیٹھ کے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

آزر نے مخمل کے کیس سے انگوٹھی نکال کے شزرا کے ہاتھ کی انگلی میں ڈالی تو شزرا حیرت سے انہیں دیکھ کے رہ گئی۔یہ وہی انگوٹھی تھی جو آزر نے پہلی بار محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے دی تھی اور شزرا محبت سے مکرتے ہوئے یہ انگوٹھی ان کی گاڑی میں چھوڑ آئی تھی اس انگوٹھی کو آزر نے اتنے سالوں بعد بھی سنبھال کے رکھا تھا۔

اس لمحے شزرا کا دل چاہا وہ ساری دنیا کو جمع کر کے آزر کے لئے اپنی دیوانگی بتائے۔

وہ سب کو بتائے کہ یہ شخص اسے کتنا پیارا ہے۔

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی اس نے ان کے کندھے پہ سر رکھے غافل ہونے سے قبل یہ سوچا تھا کہ اس رات کی صبح کتنی حسین ہو گی۔

من چاہی

خوشیوں بھری۔

آزر نے اس کے سوئے ہوئے چہرے پہ ایک نگاہ ڈالی اور بیڈ سے اٹھے تھے آج انہیں ہر حال میں ماضی دفنانا تھا وہ دبے پاؤں کمرے کا دروازہ کھول کے باہر نکل آئے۔

وہ اس سنسان راہداری میں خاموشی سے چلتے چلے جا رہے تھے آس پاس کے سارے کمروں میں سکوت چھایا تھا وہ سر جھکائے تیزی سے اس راہداری سے نکلے اور کچن کی طرف بڑھے۔

وہ ماضی کی ایک ایک چیز کو اپنی زندگی سے دور کر دینا وہ اب اپنی زندگی میں صرف امن چاہتے تھے اب انہیں شزرا کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی گوارا نہیں تھا ان کے ہاتھ میں منال کی ڈائری تھی وہ اسے تلف کرنا چاہتے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کے شزرا کو اصل حقیقت کا علم ہو کبھی کبھی آگہی سے ناآگہی بہتر ہوتی ہے اور اب یہ ناآگہی ہی ان کی زندگی کا حاصل بننے جا رہی تھی۔

وہ کچن میں داخل ہوئے اور انہوں نے اسٹو چلایا تھا آگ کا ایک شعلہ سا نکلا تھا آزر نے منال کی ڈائری اس شعلے میں جھونک دی شعلہ کچھ بلند ہوا تھا چنگاریاں نکل کر آس پاس پھیل رہی تھیں شعلوں کا عکس آزر کے چہرے پہ پڑ رہا جہاں کچھ دیر پہلے والی نرمی ہر گز نہیں تھی ماتھے پہ بل پڑے تھے اور لب سختی سے بھینچے تھے۔

وہ نہیں چاہتے تھے شزرا کو اس سچائی کا علم ہو کہ منال اس کی محبت سے باخبر تھی پہلے ہی وہ بہت دکھ دیکھ چکی اور قب شاید یہ دکھ اس سے برداشت نہیں ہو پاتا۔ آزر نے منال کا بھرم رکھ لیا تھا وہ شزرا کی منال کے لئے بے لوث اوع بے غرض محبت دیکھ چکے تھے اور اب اسے کڑی اور امتحان سے نہیں گزارنا چاہتے تھے۔ وہ ایک بہن کے سامنے اس کی بہن کا بھرم رکھنا چاہتے تھے۔

کچھ بھرم زندگی کا سہارا بنے ہوتے ہیں اگر وہ بھرم ٹوٹ جائیں تو زندگی بے معنی لگنے لگتی ہے۔

اور اگر شزرا کو اس بات کی بھنک بھی پڑ جاتی تو وہ نا جانے کتنے ٹکڑوں میں بنٹ جاتی اور یہ ازر نہیں چاہتے تھے۔

ڈائری جل کے راکھ ہو چکی تھی آزر نے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔

وہ صبح بہت روشن تھی۔۔۔۔۔۔۔!!!

ایک خوشیوں بھری صبح۔۔۔۔!!!

وہ صبح جس کے آنے میں مدت لگی تھی وہ آچکی تھی۔

انہوں نے بہت انتظار کیا تھا اور یہ انتظار کی کیفیت بہت تکلیف دہ تھی۔

جانے کتنی صبحیں دونوں نے بے رنگ گزاریں تھیں مگر یہ صبح بہت روشن اور چمکیلی تھی۔

ایسی حسین صبح اس سے پہلے ان کی زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی۔

آزر کی آنکھ کھلی تو کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی تھی جو سورج نکلنے کا پتا دے رہی تھی آزر نے شزرا کے سوئے وجود پہ ایک نظر ڈالی وہ سوتے ہوئے کسی معصوم بچے کی طرح لگ رہی تھی۔

ازر اٹھ کے فریش ہونے چلے گئے وہ گیلے بال تولئے سے پونچھتے باہر ائے تو شزرا اب بھی بے خبر سو رہی تھی۔

اسی اثناء میں دروازہ بجا تو آزر دروازہ کھولنے چلے گئے سامنے ہی تائی امی کھڑی تھیں انہوں نے دونوں کو نیچے آنے کو کہا۔

آزر پلٹ کے واپس کمرے میں اگئے کھڑکی سے پردے ہٹا دیئے تیز روشنی پورے کمرے میں پھیل گئی شزرا نے بے چینی سے کروٹ لی اور تکیہ آنکھوں پہ رکھ لیا آزر اس کی یہ حرکت دیکھ کے زیر لب مسکرائے۔

"اٹھ جائیں مسسز صبح ہو چکی ہے" آزر نے اس کی آنکھوں سے تکیہ ہٹاتے ہوئے کہا۔

شزرا نے کسلمندی سے آنکھیں کھول کے انہیں دیکھا اور اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"گڈ مارننگ پرنسس" ازر نے اس کے چہرے پہ آئے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ مارننگ" شزرا نے مسکرا کے جواب دیا۔

"جلدی سے تیار ہو جاو امی بلانے آئی تھیں" ازر نے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں نیچے پہنچے تو سب ہال میں جمع تھے۔

دونوں نوخوش اور آسودہ دیکھ کے سب کے چہروں پہ خوشی دوڑ گئی۔

ولیمے کی تقریب شہر کے ایک بہت بڑے ہوٹل میں رکھی گئی تھی۔

اتنے شارٹ نوٹس پہ بھی ولیمے کے بہترین انتظامات کئے گئے تھے ہر ث چیز اپنی جگہ پرفیکٹ تھی۔

شزرا آزر کا ہاتھ تھامے وینیو میں داخل ہوئی تو ہر نگاہ ستائش میں ڈوبی ان کی جانب اٹھی تھی شزرا نے اس وقت خود کو دنیا کی خوش نصیب لڑکی تصور کیا وہ اس شخص کے پہلو میں کھڑی تھی جو اسے دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔

اس شخص کی چاہت پہ اسے مان تھا۔

غرور تھا۔

بھروسہ تھا۔

روشنیوں کی چکا چوند میں وہ دونوں اسٹیج کی طرف جا رہے تھے۔

زندگی بہت حسین ہو چکی تھی۔

آزر نے ایک نظر شزرا کے چہرے پہ ڈالی جہاں مسکراہٹ تھی خوشی تھی اطمینان تھا اور اس لمحے کو فوٹو گرافر نے اپنے کیمرے میں محفوظ کیا تھا۔

وہ دونوں اسٹیج پہ بیٹھ چکے تھے اسٹیج پھولوں سے لدا تھا۔

ہلکے سرمئی رنگ کی کامدار پیروں تک آتی میکسی پہنے جس پہ سفید نگینوں کا نفیس کام تھا بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی نازک سا سیٹ گلے میں پہنا تھا جو صراحی دار گردن میں خوب جچ رہا تھا بیوٹیشن کے ماہر ہاتھوں نے اس کے چہرے کے نقوش مزید خوبصورت بنا دیئے تھے۔

اس پل وہ سیدھی ازر کے دل میں اتر رہی تھی۔

آزر اس لمحے کے فسوں میں کھوئے تھے۔

جب کسی نے کھنکھار کر دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا آزر اور شزرا نے بیک وقت سر اٹھا کے دیکھا تو تیمور ملک اپنی پوری شان کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا تھا دونوں بے اختیار ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

"شادی کی بہت بہت مبارکباد" تیمور نے پھولوں کا گلدستہ شزرا کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا شزرا نے اسے تھام لیا آزر کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" آزر نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کے تیمور سے پوچھا تیمور نے ان کی بات سن کے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا۔

"مجھے دلاور انکل نے بلایا ہے" اس نے مزے لے کے بتایا۔

"کھانا کھاو اور چلتے پھرتے نظر آو" آزر اس وقت تیمور کی موجودگی میں سخت برہم لگ رہے تھے۔

"لو جی یہ کوئی کہنے والی بات ہے ظاہر ہے کھانا کھانے ہی آیا ہوں" تیمور کے ہونٹوں پہ ڈھیٹوں والی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ویسے بہت ہی احسان فراموش انسان ہو" تیمور نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا۔

"کونسا احسان کیا ہے آپ نے؟" آزر نے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم دونوں کی شادی میری ہی وجہ سے ہوئی ہے" تیمور نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کر کے بتایا اسے آزر کی یہ احسان فراموشی ایک آنکھ نہ بھائی۔

"جی نہیں آپ کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کہ گرل فرینڈ کی وجہ سے ہوئی ہے جس نے آپ کو نکاح میں نہیں آنے دیا" آزر نے سنجیدگی سے بتایا۔ تیمور کے چہرے پہ ایک جاندار مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے" تیمور نے اپنے چہرے پہ دنیا جہاں کی مظلومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس دل ہوٹل میں کون تھی اور وہ جس کے بارے کے میں تم بول رہے تھے کہ آنے نہیں دے رہی" آزر اب بھی اپنی بات پہ قائم و دائم تھے انہیں اب بھی تیمور ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"اس دن ہوٹل میں میری سیکریٹری تھی" تیمور نے بتانا ہی شروع کیا تھا کہ آزر نے درمیان سے اس کی بات اچک لی۔

"بڑے ہی بے شرم ہو اپنی سیکریٹری کے ساتھ یہ ٹرکشتیں کرتے پھر رہے تھے۔ اوپر سے گرل فرینڈ بھی ہے" آزر نے اس کی پوری بات سنے بغیر اسے ملامت کی۔

"شزرا اگر یہ انسان تمہارا شوہر نہیں ہوتا تو ابھی تک ایک قتل تو کر چکا ہوتا" تیمور نے دانت پیستے ہوئے کہا شزرا صرف مسکرا کے رہ گئی کیونکہ تیمور سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔

"اوہ بھائی پوری بات سن لو پہلے" تیمور کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

"اس وقت میں نے تمہیں دیکھ کے اپنی اداکاری کے جوہر دیکھائے تھے" تیمور نے ایک شان سے اپنے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"اور نکاح والے دن بھی میں اکیلا تھا کوئی نہیں تھا میرے ساتھ" تیمور نے بتایا تو آزر کو الجھن نے آگھیرا۔

"کیوں کیا تم نے یہ سب؟" آزر اب بھی شک و شبہات میں تھے۔

"میں تم دونوں کو ساتھ دیکھنا چاہتا تھا" تیمور نے مسکراتے ہوئے بتایا آزر کو زور کا جھٹکا لگا۔

"تمہیں کیسے پتا یہ سب؟" آزر نے حیرت سے پوچھا۔

"محبت چھپتی نہیں ہے" تیمور نے ایک دلکش سی مسکراہٹ کے ساتھ بتایا۔

"جانتے ہو تم دونوں کے لئے میں نے کتنی گالیاں کھائی ہیں بابا نے تو میرا گھر میں آنا ہی بند کر دیا تھا اور ایک تم ہو شکریہ ادا کرنے کے بجائے باتیں سنا رہے ہو" تیمور نے دل جلے انداز میں کہا۔

آزر پہلی بار اس کی بات سن کے مسکرائے تھے انہوں نے آگے بڑھ کے تیمور کو گلے لگا لیا۔

"میری دوست کا خیال رکھنا" تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سب لوگ اسٹیج پہ آچکے تھے اس لئے نیچے اتر گیا۔

رسمیں شروع ہو چکی تھیں سب دلہا دلہن کو سلامی دے رہے تھے فوٹو گرافر ایک ایک لمحہ اپنے کیمرے میں قید کر رہا تھا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو" سب کے جانے کے بعد آزر نے اسے نگاہوں کے حصار میں قید کرتے ہوئے کہا۔

شزرا کے چہرے پہ ست رنگی مسکان پھیلی تھی۔

آزر کا دل کیا وہ اس لمحے اسے سب سے چھپا لیں۔

کسی کے ہونے کا احساس کتنا پیارا ہوتا ہے وہ اس لمحے کوئی آزر سے پوچھتا۔

شزرا نے مسکرا کے پلکیں جھکائیں تو آزر کا دل اس کی پلکوں کی ڈوری میں الجھ کے جھکا تھا۔

زندگی بھرپور انداز میں مسکرائی تھی۔

آزر نے روم کی کھڑکی تو ٹھنڈی ہوا ان کے چہرے سے ٹکرائی تھی باہر ایک پرسکون خاموشی تھی کبھی اس خاموشی سے آزر کو وحشت ہوتی تھی۔ وہ وحشتِ عشق سے گزر کے آئے تھے جہاں ہر طرف صرف اندھیرا تھا عشق کی وحشت تھی اب عشق کا سکون کوئی ان سے پوچھتا۔

"آزر۔۔۔۔" آزر کے عقب سے زندگی کی بھوپور آواز گونجی تھی ان دو مہینوں میں آزر اور شزرا کی زندگی چکے بے حد خوبصورت پل گزرے تھے۔

آزر نے پلٹ کے دیکھا سامنے ہی شزرا ان کے کئے کافی کا مگ لئے کھڑی تھی۔

آزر نے پہلے کافی کا مگ پکڑ کر احتیاط سے کھڑکی میں رکھا پھر شزرا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کر لیا۔

"آزر۔۔۔۔" شزرا نے انہیں مخاطب کیا۔

"جی" آزر نے اس کے بالوں سے کھیلتے محبت سے جواب دیا۔

"کیا آپ کو اپنے سامان میں آپی کی کوئی ڈائری ملی ہے؟" شزرا کے آزر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آزر کی دھڑکنیں تھمی تھیں انہوں نے چونک کے شزرا کی طرف دیکھا۔

"کیوں پوچھ رہی ہو؟" آزر نے جھوٹ بولنے کے بجائے اس سے سوال پوچھا۔

"وہ آپی ڈائری لکھتی تھیں میں نے سوچا شاید اپ نے دیکھی ہو" شزرا نے یاسیت سے جواب دیا۔

"تمہیں کیوں چاہیے ڈائری؟" آزر نے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی اگر وہ ڈائری ہوتی تو مجھے لگتا آپی مجھ سے باتیں کر رہی ہیں وہ مجھے بہت یاد آتی ہیں۔۔۔ میں نے ہر جگہ ڈھونڈی ڈائری لیکن مجھے نہیں ملی" شزرا نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"شزرا کیا تم ماضی نہیں بھول سکتیں؟" آزر نے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"مجھے آپی یاد آتی ہیں" شزرا نے انسو پیتے ہوئے کہا وہ جانتی تھی آزر اس کی انکھوں میں آنسو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔

"تو اس کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرو" ازر نے مسکرا کے حل بتایا۔ شزرا نے اثبات میں گردن ہلادی۔

"وعدہ کرو آئندہ ماضی کی کسی چیز کا زکر نہیں کرو گی" آزر نے اس کے سامنے اپنا مضبوط ہاتھ پھیلایا تھا۔

شزرا کچھ دیر اپنے سامنے پھیلا آزر کا ہاتھ دیکھتی رہی۔

"وعدہ" شزرا نے اپنا نازک سا ہاتھ آزر کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔

"تمہیں پا کے میری زندگی بے حد حسین ہو گئی ہے" آزر نے اس کی جھیل سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا شزرا نے مسکرا کے ان کے سینے پہ سر رکھ دیا۔

باہر چاند بھی مسکرا کے بدلیوں کے پیچھے چھپ گیا۔

ایک حسین زندگی کی شروعات ہو چکی تھی۔

ایک محبت کی کہانی مکمل ہوئی تھی۔

دو پیار کرنے والے ملے تھے۔

ایک محبت کی کہانی امر ہوئی تھی۔

محبت تو دلوں پہ الہام کی صورت اترتی ہے۔

اب ہر طرف خوشیاں تھیں محبت کی جیت ہو چکی تھی۔

اور میرا قلم محبت کو ان کی منزل پہ پہنچانے کے بعد اب تھم چکا تھا۔

****

The End